





مقام

# سراج کی حیاتِ تصنیف اور شاعری

M.A. LIBRARY, A.M.U.



156374



۵۶۳۷۵



17 JUN 1972

مقدمہ



حیات

CHECKED-2009

آج سے دھائی سو سال پہلے جب اردو کے دو اولین مرکز اور دکن کے علم دوست عادل شاہی اور قطب شاہی سلاطین کی دورا جہانیاں بیجاپور اور گولکنڈہ اُجڑ گئیں تو انہیں کی اینٹ پیچھے سے دکن کا مغلیہ پایہ تخت تعمیر ہوا اور اورنگ آباد کہلایا۔ لیکن اس کی تعمیر اور اس کی تزئین میں جو سالہ سب سے زیادہ بیش بہا استعمال ہوا تھا وہ شایستگی اور علم و ادب کا وہ ذوق تھا

لہ قدم زمانہ میں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں تھا موجودہ شہر شہر میں ملک عنبر نے بسایا۔ عالمگیر نے اسے اورنگ آباد کے نام سے موسوم کیا اور دکن کا دار الحکومت قرار دیا۔ اورنگ زیب کے بعد جب نظام الملک نے دکن کی خزانہ حکومت ہاتھ میں لی تو اسی کو اپنا مستقر رکھا۔ نواب نظام علی خاں نے دکن میں پایہ تخت یہاں سے حیدرآباد منتقل ہوا۔

جو دو سو سال کے طویل عرصہ میں بیجا پور اور گولکنڈہ میں نشوونما پاتا رہا تھا۔ یہی سبب ہے کہ ابھی اوزنگ آباد کی بنیادیں خشک بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ اس کے علم و فن کا شہرہ اور شعر و سخن کی صحبتوں کا چہرچہا گجرات، اور دہلی تک پہنچ گیا۔ دہلی اپنی گرتی ہوئی حالت میں بھی اس وقت ہندوستان کا سب سے بڑا فارسی مرکز تھا۔

انسانوں کی زندگی کی طبع، شہروں اور ملکوں کی زندگی کے بھی کارنامے ہوتے ہیں، جو ان کا حاصل سمجھے جاسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اوزنگ آباد جو اب قلم و آصافی کا محض ایک صوبہ ہے، اور جو اس وقت دکن کا سب سے بڑا شہر تھا، اپنے عنفوان کی بہاروں پر تھا۔ اپنے عروج کا دور دورہ ختم کرنے سے پہلے پہلے اس نے اردو کی گوہ میں دو مایہ ناز اولادیں چھوڑیں، ان میں پہلا قابل احترام نام حضرت ولی کا ہے، جن کی عزت، اردو شاعری نہیں تو اردو غزل کے باوا آدم کی حیثیت سے، مذہبی دنیا تک قائم رہی۔ دوسری ہستی جو اس خاک پاک سے اٹھی وہ حضرت سید شاہ سراج الدین حسینی اوزنگ آبادی کی ہے، جن کی خاموش طبیعت اور دنیوی جاہ و مرتبہ سے نفرت نے

انہیں شایانِ شانِ شہرت سے محروم رکھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے زمانے کے لوگ یا بعد کی نسلیں ان کے نام اور کارناموں سے ناواقف رہیں۔ بلکہ خود انہوں نے اپنے خیال کے مطابق جس طرزِ زندگی کو پسند کیا، اس نے ان کی شاعری کی زندگی کو پس منظر میں ڈال دیا۔ چنانچہ اپنے زمانہ میں اور بعد بھی۔ وہ ایک خدا رسیدہ بزرگ ایک صوفی، ایک تارک دنیا بلکہ ایک ولی سمجھے گئے اور اسی حیثیت سے زیادہ مشہور ہوئے۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ان کے زمانے کے بعد سے اولیاءِ اللہ کے جتنے تذکرے لکھے گئے تقریباً ان سب میں ان کا ذکر موجود ہے۔ گو شاعر کی حیثیت سے بھی وہ کسی زمانہ میں بھلائے نہیں گئے، لیکن اُس حیثیت کو ہمیشہ ترجیح حاصل رہی۔

علمی دنیا کی بہت سی ستم ظریفیوں کی طرح، یہ بھی ایک ستم ظریفی ہے کہ سراج کو جس زندگی پر فخر و تاز تھا، اور جس کو وہ پائدار سمجھتے تھے، انہیں کے ساتھ ختم ہو گئی۔ اور جس زندگی کو وہ ناپائدار سمجھ کر چھوڑ بیٹھے تھے، وہی آج ان کی بقا کا باعث ہے۔ اسی کی آج ہم کو ٹوہ ہے اور اس کے معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی ہم گراں قیمت پر لینے تیار ہیں۔ ان کا وہ روحانی کشف اور فیض جس کا تعلق ان کی زندگی سے تھا، وہ اب عام دنیا کے لیے ایک قصہ ماہی

بن گیا ہے، لیکن دوسرا روحانی حشرِ چشمہ جو ان کے کلام کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے، نہ معلوم کتنے دکھی دلوں کا سہارا، کتنے خوش باشوں کا ہیج اور کتنے بد ذوقوں کے ذوق کو سنوارنے کا باعث ہو چکا ہے اور نہ معلوم آئندہ کتنی نسلیں اس لازوال حشرِ چشمہ سے فیضیاب ہوتی رہیں گی۔

سراج کے شاعرانہ کمالات ایسے نہیں تھے، جن کو ایک آدھ غیر اسم تذکرہ نگار کے سوا کوئی تذکرہ نگار بھول سکتا۔ کیونکہ یہ اس کی بڑی بھول ہوتی چنانچہ جس وقت سے اردو شعراء کے تذکرے لکھنے کا خیال پیدا ہوا، اس وقت سے لے کر آج تک کوئی تذکرہ سراج کے حالات اور انتخاب اشعار سے خالی نہیں رہا۔

سراج کے حالات میں سب سے پہلے تذکرہ غالباً میر تقی میر کا "نکات الشعراء" ہے جو سراج کی زندگی میں لکھا گیا۔ اور یہی اردو شعراء کا اولین اور قابل اعتبار تذکرہ سمجھا جاتا ہے۔ میر تقی میر کو شمالی ہند کے شعراء میں جس طرح یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اردو شاعری کو چھٹی ایک مستقل اور خود کمتنی فن کے اختیار کیا اور اسی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی اسی طرح انہیں دکن اور شمالی ہند کے ادیبوں میں یہ فخر

بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے اردو شاعری کی پوری اہمیت کو محسوس کر کے اس کے شعراء کا تذکرہ لکھنے کا خیال پیدا کیا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ عالمگیری کی دکنی مہم کی کامیابی کے بعد سے دکن اور شمالی ہند کے تعلقات میں قربت پیدا ہو گئی تھی، پھر بھی آنے جانے کی پوری سہولتیں مہیا نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ کی علمی تحریکوں کا حال دوسری جگہ تک آسانی سے نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اسی لیے اس زمانے میں شمال والوں کو دکن کے شعراء اور ادیبوں کا حال پوری طرح معلوم نہیں تھا۔ صرف سنی سنی باتوں پر ان کی معلومات کا انحصار تھا۔ میر کی معلومات کا ماخذ بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ دکن کے شعراء کے بارے میں وہ اکثر ایک سید صاحب کی بیاض کا حوالہ دیتے ہیں۔ اور اس حوالے کی ابتداء سراج کے تذکرے سے ہوتی ہے۔ سراج سے عین پہلے میر نے سید عبدالولیٰ عزلت کا حال لکھا ہے اس لیے یقین ہے کہ یہ بیاض عزلت ہی کی تھی۔ عزلت سورت کے رہنے والے تھے اور اسی زمانے میں دہلی گئے تھے۔ "نکات الشعراء" کے لکھے جانے کے وقت وہ دہلی ہی میں تھے اور میر صاحب سے ان کی دوستی تھی۔ بعد میں عزلت جید آباد بھی آگئے تھے اور انتقال کے وقت تک یہیں رہے انتقال کے



بعد وہ دائرہ میر مومن میں مدفون ہوئے۔

اس میں شک نہیں کہ گجرات اور دکن کے علمی اور ادبی تعلقات بہت قدیم ہیں۔ دونوں جگہ کی علمی تحریکوں کا اثر ایک دوسرے پر پڑتا رہا۔ اس کے باوجود یہ صاف ظاہر ہے کہ سراج کے متعلق عزت کی معلومات سنی سنائی تھیں۔ اسی سے میر نے، ”نکات الشعراء“ میں استفادہ کیا۔ اس لیے وہ سراج کے متعلق ان وہ سطروں سے زیادہ نہ لکھ سکے۔

”سراج تخلص‘ وراورنگ آباد شہیدہ می شود۔ شاگرد سید حمزہ بہیں قدر

از بیاض سید سطر و استفاد می گرد۔ سخن او خالی از مزہ نیست۔ ۱۲

اسی بیاض کا حوالہ میر نے عارف علی خاں عاجز (عارف الیخاں عاجز) <sup>ص ۱۳</sup>

حسیب مرزا او اود (ص ۱۱۱) میر عبد اللہ تجرد و حکیم یونس (ص ۱۱۲) کے حالات کے

سلسلہ میں بھی دیا ہے۔ یہ تقریباً سب کے سب و کئی شعرا ہیں۔ میر نے

اپنی عادت کے مطابق اور اپنی حد تک تحقیق کا حق ادا کر دیا، لیکن خود

عزت کے ماخذ مبہم ہیں۔

سراج کا حال تیر تک ظاہر ہے کہ دو اسطوں سے پہنچا تھا، عزت کے

یہ معلوم کتنے اشعار ملے تھے۔ ان میں سے میر نے تیرہ اشعار لکھے ہیں۔ اتنے فقور سے کلام کی بنا پر، میر جیسا محتاط نفاذ ظاہر ہے کہ کیا صحیح رائے قائم کر سکتا تھا تاہم میر نے سراج کا ذکر یا ان کی طرف اشارہ ایک دو جگہ اور بھی کیا ہے۔ ایک اپنے تذکرے کی قہمید میں اور دوسرے دکنی شعرا کے حالات کے تعارفی نوٹ میں اور دونوں جگہ وہ سراج کو قابل ذکر شعرا کے زمرہ میں شامل کرتے ہیں۔ پہلے حصے کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

” اگر چہ ریختہ در دکن است، چون از آنجا یک شاعر مربوط برنخاستہ  
لہذا شروع بنام آہنا نہ کردہ، و طبع ناقص مصروف اینہم نیست کہ احوال اکثر آہنا  
ممال اندوگرہ مگر بعضے از آہنا نوشتہ خواہ شد۔ انشاء اللہ“

دوسرے موقع پر وہ ان شعراء کا نام بتلا دیتے ہیں جن کے حالات لکھنے کا انہوں نے ابتدا میں وعدہ فرمایا تھا۔ اس کا اقتباس یہ ہے :-

” معنی نامذکورہ احوال کے ان شعراء بنام سمیت دکن کہ پر بے رقبہ اند، مگر بعض  
چنانچہ ولی، سید عبدالولی عزلت، و سراج و آزاد، کہ معاصر ولی بود و شہرت  
مربوط گوئی بدست ایشان یافتہ می شود“

تیسرے بعد شمالی ہند کے تذکرہ نگاروں میں سید فتح علی حسینی گردیزی نے سراج کا ذکر اپنے "تذکرہ ریختہ گویان" میں کیا ہے اور کلام کے انتخاب میں میرے اٹھارہ شعر زیادہ نقل کیے ہیں۔ میر کو نام کا علم نہیں تھا، فتح علی نے پورا نام بھی لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح علی کا ماخذ میر سے مختلف تھا۔ تاہم حالات میں وہ میر سے بھی کم یعنی صرف دیڑ سطر لکھ سکے جو حسب ذیل ہے:-

"سراج" میر سراج الدین سراج، نشوونمایش از خاک دکن است، و طبع  
روشنش شمع بزم سخن؛

بظاہر جو تذکرے فتح علی کی دسترس میں ہو سکتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) تذکرہ سید امام الدین خان، جو عہد محمد شاہ میں لکھا گیا تھا۔

(۲) تذکرہ سراج الدین علی خاں آرزو (۳) "تذکرہ سودا"۔ یہ تینوں تذکرے اس وقت نایاب ہیں۔ (۴) "نکات الشعراء" (۵) معشوق چیل سالہ خود از خاکسار (۶) "تحفۃ الشعراء" از افضل بیگ خاں قاقشال، اورنگ آبادی (۷) "گلشن گفتار از حمید خاں اورنگ آبادی" (۸) "گلشن گفتار" میں سراج کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور "تحفۃ الشعراء"

لے "تذکرہ ریختہ گویان" ص ۱۰۰ (انجمن ترقی اردو)

اور "نکات الشعراء" سے گریزی نے 'کم سے کم سراج کی حد تک' استفادہ نہیں کیا۔ کیونکہ ان دونوں میں سراج کے وطن کا ذکر صراحت سے موجود ہے۔ گریزی نے صرف "خاک دکن" لکھ دیا ہے۔ نام انہوں نے "میر سراج الدین" بتلایا ہے، اور قاتشال نے "شاہ سراج الدین" لکھا ہے اور واقعات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔ ان کو پڑھنے کے بعد یقین ہے کہ گریزی 'مذکورہ بالا مبہم عبارت پر قناعت نہیں کر سکتے تھے۔ خاکسار کا تذہ ہمارے سامنے نہیں ہے، اس لیے مطابقت کا پتہ نہ چل سکا۔ ممکن ہے پہلے تین نایاب تذکروں میں سے کسی میں سراج کے اشعار زیادہ نقل کیے گئے ہوں، جس سے فتح علی خاں نے اٹھا سکے۔

ان اولین تذکروں کے بعد شمالی ہند میں جتنے تذکرے اردو شعرا کے لکھے گئے، وہ بظاہر قدیم شعرا کی حد تک، انہیں دو چار تذکروں پر مبنی ہیں۔ چنانچہ "مخزن نکات" (۱۶۸۵ء) میں، قائم کا بیان بالکل تیسرے ماخذ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ قائم نے تین شعر جو نقل کئے ہیں، وہ سب "نکات الشعراء" میں موجود ہیں۔ صرف کلام کے متعلق کسی قدر

لے "مخزن نکات" از قائم چاند پوری صف (انجمن ترقی اردو)۔

معین رائے ظاہر کی ہے۔ "از سلیقہ اشعارش معلوم می شود کہ بسیار بد رستی حرفت  
 می زند" اسی طرح میر حسن، قدرت اللہ شوق، علی ابراہیم خاں خلیل، مصحفی، اور  
 حکیم قدرت اللہ قاسم کے تذکروں میں، تیر اور گروہیزی کے مقابلہ میں حالات  
 یا انتخاب اشعائیں کسی میں بھی کچھ اضافہ نہیں کیا گیا۔ میر حسن کا بیان بالکل  
 انہیں دو تذکروں پر مبنی ہے۔ شوق نے بھی اس میں کچھ گھٹایا یا بڑھایا نہیں  
 علی ابراہیم خاں خلیل کا بیان میر حسن پر مبنی ہے۔ مصحفی کے دو تین تذکروں  
 میں سے ایک یعنی "ریاض الفصحی" میں اگلے تمام تذکروں سے کم 'صرف  
 "سراج الدین سراج تخلص" پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور ایک ہی شعر تحریف  
 کے ساتھ نقل کر دیا گیا ہے۔ قاسم کا تذکرہ "مجموعہ لغز" (۱۳۲۷ھ) اس سلسلہ کا  
 آخری تذکرہ ہے۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ قاسم نے اگلے تمام تذکروں سے  
 استفادہ کیا ہوگا۔ لیکن تعجب ہے کہ وہ سراج کے نام سے ناواقفیت کا اظہار  
 کرتے ہیں۔ پورا نوٹ حسب ذیل ہے :-

"سراج تخلص شاعریت از شعرائے بلدہ نیک بنیاد اور نگ آباد سیر مشق"

لہ ملاحظہ ہو "تذکرہ شعرائے اردو" (۱۳۱۷ھ) (انجمن ترقی اردو) لہ ملاحظہ ہو خطوط طبقات الشعراء، مکتبہ: آسٹریا

حیدرآباد دکن (۱۳۱۷ھ) تذکرہ فارسی۔ "ریاض الفصحی" (۱۳۱۷ھ) (انجمن ترقی اردو)

شہر استاد اگرچہ ازناش اطلاع نہ دارم، اما از سخنش بے محبت  
اشتمام می نامم، غالب کہ حرفے درویش نہاد، والا نژاد خواہد بود۔“  
اس کے بعد گیارہ شعر لکھے ہیں۔ انہیں میں وہ مشہور غزل بھی ہے جس کا  
مطلع یہ ہے۔

خبر تخیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی  
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو پینخبری رہی  
اس غزل کے پانچ شعر نقل کر کے وہ لکھتے ہیں۔

” این غزل را بعضے بہ سراج الدولہ [ دالی ] بنگالہ نسبت کنند۔ (دانش علم)

بحقیقۃ حال۔“

سراج کی یہ غزل وہ ہے جو نہ صرف دکن بلکہ ہندوستان بھر میں مشہور  
اور مقبول ہے۔ اور اسی مقبولیت کے سبب ہندوستان کے کئی شعراء کے نام  
سے منسوب ہو چکی ہے۔

ہم سے قریب تر زمانے میں شعرائے اردو کے جو تذکرے شمالی ہند میں  
لکھے گئے ان میں مرور زمانہ کی وجہ سے، حالات اور کلام خلط ملط ہو گیا ہے؛

” مجموعہ نغمہ“ مرتبہ پروفیسر محمد شیرانی (مطبوعہ جامعہ پنجاب) ص ۲۹۳۔

اور چند غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ عبدالغفور خاں نساخ نے، ”سخن شعراء“ میں تین شعرا کا ذکر کیا ہے جن کے تخلص سراج ہیں۔ ان میں سے ایک تریب کے معاصر اور ملاقاتی تھے۔ دوسرے دو میں سے پہلے کے متعلق وہ لکھتے ہیں:۔

”سراج الدین دکھنی، بعضے تذکرہ واؤں نے ان کا نام قر علی لکھا ہے۔“

ان کے دو شعر جو نقل کیے ہیں، وہ دراصل سراج اور نگ آبادی کے ہیں۔ دوسرے سراج کے متعلق لکھا ہے:۔

”سراج الدین علی شاہ، اور نگ آبادی درویش تھے۔“

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نساخ نے سراج کا حال دو مختلف تذکروں سے اخذ کیا۔ اور ”دکھنی“ اور ”اور نگ آبادی“ کے فرق اور اشعار کے اختلاف کی بنا پر دو مختلف اشخاص سمجھ لیے۔

ذاب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے بھی ”گلشن بے خار“ میں دو مختلف شعراء کا ذکر کیا ہے، جن کے تخلص سراج تھے۔ لیکن سراج کے حالات اور ان دونوں کے حالات میں بہت کچھ مشابہت ہے۔ پہلے سراج کا نام انہوں نے بلج الدین علی لکھا ہے۔ ان کے حالات سے وہ لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اور وطن کے بارے میں

کچھ نہیں لکھتے، صرف ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بزرگ کسی ہندو لڑکی پر عاشق تھے، اور شعر جو نقل کیا ہے، وہ اسی مشہور غزل کا ہے۔ جس کا مطلع ہم نے اوپر لکھا ہے۔ ان کا کسی ہندو لڑکی پر عاشق ہونا، ٹھنویٰ بوستان خیال کے واقعہ کا ہندوستانی نقش معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے سراج کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ ان کا نام معلوم نہ ہو سکا، اورنگ آباد کے رہنے والے تھے اور آبرو کے معاصر۔ دو شعر انتخاب کیے ہیں، جو سراج کے دیوان میں موجود ہیں۔

آزاد جب "آب حیات" کے لکھنے میں مصروف تھے، اسالیب اور لطیفوں نے ان کے تذکرے میں اتنی جگہ لے لی کہ وہ سراج کے لیے کوئی گوشہ نہ نکال سکے۔ حالانکہ انہوں نے سراج کے کتر درجہ کے معاصرین کو، آب تاب سے پیش کیا ہے۔ اب سے چند سال پہلے تک شمالی ہند کے تذکرہ نگاروں کی دسترس میں سراج کے متعلق یہی معلومات تھیں۔ ایک سراج ہی پر کیا موقوف ہے، اکثر قدیم شعراء کے حالات سے وہ کم واقف تھے۔ حالانکہ ان کے دکنی اور خاص طور پر اورنگ آبادی معاصرین نے، جو تذکرے لکھے ہیں ان میں سراج کے حالات تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

سب سے پہلا تذکرہ جس میں سراج کے حالات صحت کے ساتھ اور



کسی قدر تفصیل سے ملتے ہیں وہ "تحفۃ الشعراء" ہے۔ جس کے مصنف افضل بیگ خاں قاقشال، سراج کے ہم وطن اور معاصر تھے۔ یہ تذکرہ ۱۱۶۵ھ میں لکھا گیا۔ اس وقت سراج کی عمر ۳۸ سال کی تھی۔ اس میں سراج کی زندگی کے متعلق جتنی تفصیلات ہیں، وہ اس زمانے کے کسی اور تذکرے میں نہیں ملتیں۔

لیکن اس سلسلے میں ایک اہم بات مباحثہ طلب ہے۔ "تحفۃ الشعراء" کے جو مخطوطے اب تک دستیاب ہو سکے ہیں، ان میں سراج کے حالات دو جداگانہ انداز سے بیان کیے گئے ہیں کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں اتفاق سے یہ دونوں مخطوطے موجود ہیں جن میں سے ایک منہ (فن تذکرہ فارسی) ۱۱۸۵ھ کا مکتوبہ ہے۔ دوسرے ۱۲۱۲ھ پر تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔ پہلا تذکرہ نہایت زشت خط ہے، دوسرا نفیس شکستہ نستعلیق خط میں لکھا ہوا ہے۔ یہ مخطوطہ کسی ایسے نسخہ کی نقل معلوم ہوتی ہے، جو لالہ چھپی نارائن شفیق اور صاحب زنگ آبادی یا ان کے کسی شاگرد یا معتقد کا مملوکہ تھا۔ اس کی ابتداء میں اردو شعراء کے کلام کا ایک انتخاب درج ہے، جو ردیف دار ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں صاحب کے اشعار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس انتخاب کے بعد صاحب کی مشنوبی "تصویر جانان" منقول ہے۔ سب سے آخر میں 'تذکرہ' "تحفۃ الشعراء" ہے۔

سراج تک دونوں نسخوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے، یا ایسے اختلافات ہیں، جو قابل ذکر نہیں ہیں۔ لیکن سراج کے حالات دونوں میں بالکل مختلف ہیں۔ سراج کی عبارت حسب ذیل ہے :-

”شاہ سراج الدین سراج اوگت آبادی از ابتداء در ملک سپاساں ذکر ہی کرد  
الحال ترک روزگار کردہ از چند سال لباس درویشی پوشیدہ است  
در فکر ریختہ ہندی طبع موزونے وارد۔ دیوان ریختہ ہندی ترتیب دادہ۔  
گا ہے در فکر اشعار فارسی می گراید“ (انتخاب میں ۵ شعر دیے ہیں)

۱۳۲۷ء کی عبارت یہ ہے۔

”شاہ سراج الدین اوگت آبادی سید صحیح نسب است۔ اجدادش  
از مشائخین بودہ اند۔ تا عمر دوازوم سالگی بزرگان اور اہل تقید نوشتن و خواندن  
داشتند۔ چوں سینزدہ سالہ شد۔ وحشتی در مزاجش راہ یافت۔ تا ہفت سال  
بروضہ منورہ حضرت شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ دیوانہ و کسش ماند۔  
شہرہا بحالت بے اختیاری، بکوبہ و صحرائی گشت۔ پدرش سید درویش زنجیر و پاپاش  
کرد۔ بعد چندے بافاقت آمد۔ خیال صحبت فقراء در سرش افتاد از اثر صحبت  
صاحب کالے ترک لباس نمودہ بلذت درویشی آشنا گردید۔ طبع موزوں داشتہ

در فکر ریختہ ہندی صاحب قدرت بسبب شوق اشعار و ریختہ ہجوم  
 ارداں خوبصورتہ در کلیہ اشش می باشد۔ رسول خاں نامی از مستظوران اور  
 دیوان ریختہ ترتیب دادہ فکر اشعار فارسی ہم می نماید۔ ایں چند ابیات  
 فارسی و ہندی از دست " آگے ۲۶ شعر فارسی کے اور ۶ شعر اردو کے  
 منقول ہیں۔

ایک ہی تذکرے کے دو مخطوطوں میں اتنا بین اختلاف نظر ہر ناقابل فہم ہے۔  
 ایک توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ سنہ کی عبارت کو بعد میں مصنف نے یا کسی اور واقف کار نے  
 ۱۲۲۱ کے مطابق تبدیل کر دیا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ سراج سے عین پہلے میر فخر الدین  
 اورنگ آبادی کے حالات منقول ہیں۔ سراج کی طرح ان کے متعلق بھی لکھا گیا ہے کہ  
 آغاز شباب میں وہ سپاہیوں کے زمرہ میں ملازم تھے، کچھ عرصہ کے بعد حکم  
 "الفقر فخری" مسند فقر پر جاڑیں ہو گئے۔

مکن ہے کہ بعد میں کسی کاتب کی سہو کی وجہ سے میر فخر الدین کے  
 حالات اور سراج کے حالات خلط ملط ہو گئے ہوں۔ ان دونوں میں آگے  
 اور بھی اسی طرح کے اختلافات ہیں۔ مثلاً "علی نقی ایچاؤ" کے حالات میں  
 دونوں کی عبارتیں بالکل مختلف ہیں۔ اور آگے چل کر بعض شعرا کے ذکر میں تقدیم

و تاخیر اور کمی زیادتی ہو گئی ہے۔

”چمنستان شعراء“ کے حاشیہ پر جو ”تختہ الشعراء“ شائع ہوا ہے وہ غنا کے مطابق ہے۔ اور مرتب اوراق ہذا کو جو نسخہ اس تذکرہ کا ”سراج سخن“ کی ترتیب کے وقت دستیاب ہوا تھا، وہ غنا کے مطابق تھا، اور جناب شیخ چاند مرحوم ایم۔ اے۔ ریسرچ اسکالرز کی ہیریانی سے دستیاب ہوا تھا۔

اس اختلاف پر کچھ روشنی ممکن ہے کہ مولوی ظفر یاب خان صاحب کے مضمون ”سراج اور نگ آبادی“ کے حسب ذیل اقتباس سے پڑ سکے۔ ان کے پیش نظر، نسخہ غنا کی عبارت تھی وہ لکھتے ہیں۔

”صاحب تختہ الشعراء“ مرزا افضل بیگ خاں قاقشال اور نگ آبادی

جو سراج کے معاصر تھے..... یوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں۔ ”از ابتداء

در مسلک..... الخ“ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قاقشال کو جو

عارف الدین خاں عاجز کے شاخو انوں میں تھے، سراج کے ساتھ حسن عقیدت

نہیں تھی۔ اور نہ تذکرہ لکھتے وقت انہوں نے سراج کے حالات میں تحقیق سے

کام لیا۔ ایک سپاہی سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اپنے پیشگی انجام دہی کے

بعد وہ ایسا لاجواب اور پراز معرفت و تصوف دیوان ترتیب دے سکے۔

بیان بالائی تکریم اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ شفیق نے اپنے کسی تذکرہ میں سراج کے سپاہی پیشہ ہونے کی نسبت ایک لفظ بھی نہیں لکھا ہے۔  
 بہر حال وہ جو کچھ بھی ہو، سراج کی زندگی کا بنیاد مطالعہ کرنے کے بعد مذکورہ بالا شبہ کے امکانات قوی ہو جاتے ہیں۔ اس شبہ کا اظہار اس وقت کیا گیا تھا، جب دوسرے نسخے کی عبارت کا مصنون نگار کو غالباً علم نہیں تھا۔

قاقشال کے بعد عبدالوہاب افتخار دولت آبادی نے اپنے تذکرے موسوم بہ ”تذکرہ بے نظیر“ میں چند واقعات کا اضافہ کیا۔ اسد علی خاں تمشا بھی اورنگ آبادی کے رہنے والے اور سراج کے کم و بیش معاصر تھے۔ لیکن انہوں نے قاقشال اور افتخار کے مقابلہ میں کوئی نئی بات نہیں لکھی۔

سراج کے انتقال سے دو سال قبل لالہ کھچی نارائن شفیق نے اپنا مشہور تذکرہ ”چمنستان شعراء“ مرتب کیا۔ اس میں شک نہیں کہ انہوں نے اپنی ادبی ہمارت کے جوہر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی یہ تذکرہ سراج کی

زندگی کے واقعات کی حد تک نہایت اہم ہے۔ شفیق کو تمام تذکرہ نگاروں میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ سراج کے دوست اور معتقد بھی تھے۔ اکثر علمی صحبتوں میں ان کا ساتھ رہا تھا۔ وہ بہت کچھ لکھ سکتے تھے اور نہایت صحت کے ساتھ لیکن جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے اس تذکرے کے ذریعہ انہیں اپنے ادبی جوہر بھی دکھانا منظور تھا۔ تاہم ایک اہم کام انہوں نے یہ کیا کہ سراج کی تالیف ”منتخب دیوانہا“ کے دیباچہ سے ایک اقتباس نقل کر دیا۔ ”منتخب“ کا کوئی مکمل نسخہ اب تک نہیں مل سکا۔ اس لیے شفیق کے اقتباس کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اس کی بدولت سراج کی زندگی کا ایک اہم اور خود نوشت پارہ ہماری دسترس میں آ گیا ہے۔

شفیق کا دوسرا تذکرہ ”گل رعنا“ جو فارسی گو شعرا کے حالات پر مشتمل ہے سراج کے انتقال کے دو سال بعد مرتب ہوا۔ اس میں بھی شفیق نے وہی اقتباس نقل کر دیا ہے۔ اور ایک دو واقعات کے علاوہ سراج کے انتقال کی چند تاریخیں جو ان کے مشہور معاصرین نے لکھی تھیں درج کر دی ہیں۔

سراج کے حالات پر ایک اور ماخذ سے بھی روشنی پڑتی ہے۔

یہ ”تذکرہ اولیائے دولت آباد“ ہے۔ اس کا مصنف سبزواریؒ ۱۰۸۰ھ میں دولت آباد وارد ہوا تھا، اس نے وہاں کے مشہور بزرگوں کے حالات اس میں قلمبند کیے ہیں۔ اورنگ آباد اپنے عروج کے زمانہ میں آئے منتخب اور بزرگ دیدہ ہستیوں کا مسکن بن گیا تھا کہ یہ شہر رشک شیراز و دہلی بننے کو تھا لیکن افسوس ہے کہ اس کے ارتقا کا تسلسل مرہٹوں کے آئے دن حملوں کی وجہ سے ہمیشہ خطرہ میں رہا اور بالآخر یہ شہر سنہ ۱۱۸۰ھ میں شہر حیدرآباد کی رویت برطمانے کے کام آیا۔ سبزواری نے سراج کے شعری کمالات کی دل کھول کر تعریف کی ہے گو اس نے ”کوئی نیا واقعہ نہیں بیان کیا۔

سراج کے حالات کی کسی قدر اشاعت سب سے پہلے عبدالجبار خاں صفی ملکا پوری کے تذکرے ”محبوب الامن تذکرہ شعرائے دکن“ کے چھپنے کے بعد ہوئی۔ انہوں نے غالباً ”چمنستان شعراء“ اور ”گل رعنا“ کی مدد سے سراج کے حالات مرتب کئے۔ کچھ سنی سنائی باتیں بھی لکھ دیں۔ کیونکہ ان کے زمانے میں کچھ لوگ ایسے مل سکتے تھے جو سراج کے تابعین کو دیکھے ہوئے تھے۔ بعد کے تذکروں مثلاً ”گل رعنا“ مرتبہ مولانا عبدالحی میں سراج کے حالات کسی قدر تفصیل سے جو پیش کیے جاسکے، وہ اسی تذکرے کی بدولت ہے۔

چند سال پہلے رسالہ "لسان الملک" (بابتہ ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۴ء) میں مولوی ظفر یاب خاں صاحب کا وہ مضمون شائع ہوا تھا جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اس مضمون میں تمام ماخوذوں سے مدد لے کر سراج کی زندگی اور کلام پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے دو سال بعد جناب آجین مارہروی سابق پروفیسر جامعہ اسلامیہ علی گڑھ نے سراج کی شہنوی "بوستان خیال" موضوعی حواشی اور شاعر کے حالات زندگی کے ساتھ مرتب کر کے رسالہ "ہیل" علی گڑھ (بابتہ ماہ ۱۹۲۶ء) میں شائع کیا تھا اس کی وجہ سے "شمالی ہند کے ادبی حلقوں میں سراج کے متعلق کافی معلومات فراہم ہو گئیں۔ اور اکثر اصحاب کو ان کے مکمل کارناموں کا مطالعہ کرنے کی خواہش پیدا ہو گئی۔

اس سلسلہ کی آخری کڑی "ادارہ ادبیات اردو" (حیدرآباد وکن) کی دو کوششیں ہیں جن میں سے ایک "مرقع سخن" (جلد اول) ہے جس میں سراج پر ایک مبسوط مضمون شائع ہوا ہے۔ دوسری کوشش "شعرائے وکن کے انتخابات کے سلسلہ میں" سراج سخن کی اشاعت کی ہے جس کی ترتیب کا ذمہ دار راقم الحروف ہی تھا۔

لیکن بہت سا مواد جس سے اس "کلیات" کی ترتیب میں مدد ملی گئی ہے



اس وقت راقم کی دسترس میں نہیں تھا۔ چنانچہ نئے مواد کی روشنی میں کئی مزید امور واضح ہو سکے۔

سراج کے تذکروں کی اس فراوانی کے باوجود ان کی مکمل زندگی، طرزِ ماذولود اور ان کے کارناموں کو مرتب صورت میں دیکھنے کی خواہش کو سیرما نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ تذکرے اکثر تشنہ ہیں۔ ان کے خاندان کے متعلق ہم اب بھی بہت کم جانتے ہیں۔ ان کے اجداد کے حالات دریافت کرنے کا فی الحال کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اسلاف کو سرکاری ملازمتوں سے واسطہ نہیں تھا۔ اکثر مشائخین کی طرح انہیں غالباً کوئی انعام یا شاہرہ بھی مقرر نہیں تھا۔ تاہم یہ خاندان حسینی سادات کے ایک محترم گھرانے سے تعلق رکھتا تھا، اور اپنی مذہبیت اور علم و فضل کی وجہ سے عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ فقر و درویشی اس خاندان کی نمایاں خصوصیت تھی۔ خود سراج کے والد سید درویش اسم باسٹی تھے۔ علم و فضل سے انہیں کس قدر لگاؤ تھا، اس کا پتہ قافضال کے بیان سے چل سکتا ہے۔ وہ ایک متشرع اور نفعہ انسان تھے، اسی لئے بے خودی میں بیٹے کا گھر سے بھاگ کر نکل جانا، خواہ وہ شہر کے سب سے بزرگ کے

مزار پر فردوس ہونے کے لئے ہی کیوں نہ ہو انہیں گوارا نہیں تھا۔ ان کے اصول کی سختی کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ انہیں اپنے نعت جگر کو تادیب کی خاطر پابہ زنجیر کرتے بھی پس و پیش نہ ہوتا تھا۔ غالباً وہ سراج کی عمر کا لحاظ کرتے، ان کے جذب کے متعلق بہت زیادہ خوش کن خیال نہیں رکھتے تھے۔ یہی عقیدہ ہر اس شخص کا ہوتا ہے جو اپنی اولاد کو خواہ وہ کسی فضا کے لئے ہو، زیادہ سازد سامان کے ساتھ، تیار ہوتے دیکھنا چاہتا ہے۔

سراج کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی۔ سنہ ولادت کسی تذکرہ میں مذکور نہیں ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے، خود سراج نے دیوان کی ترتیب کا سنہ اور اس وقت ان کی جو عمر تھی اس کا ذکر دیوان کی آخری غزل کے اشعار میں کر دیا ہے۔

جب کیا جزو پریشان سخن شیرازہ بند      تجھے برس چوبیس میری عمر بے بنیاد کے  
سال بھری تھے ہزار و یک صد پنجاہ      واقف علم لدنی صاحب اسرار کے

بعض نسخوں میں ”پنجاہ و یک“ بھی لکھا ہوا ہے، لیکن ”دو“ اس لیے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ”منتخب دیوانہا“ کی گیسل کے وقت یعنی ۱۶۹۱ء میں انہوں نے بتلایا ہے کہ دیوان کی ترتیب کے بعد سے میں نے شعر

کہنا ترک کر دیا ہے، جس کو اب سترہ سال ہوتے ہیں۔ ”چناچہ ویک“ سے اس میں ایک سال بڑھ جاتا ہے۔ اس لحاظ سے سراج کی ولادت ۱۲۸۰ء میں ہوئی۔

جیسا ماحول انہیں اس وقت اورنگ آباد میں میسر تھا اور جو ہر تمام ان کی تعلیم کے لئے ان کے بزرگوں نے کیا تھا۔ اس سے آسانی یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ان کی تعلیم و تربیت پر خاصی توجہ کی گئی تھی۔ چناچہ بارہ سال کی عمر تک وہ التزام کے ساتھ ممتاز اولہ علوم کی تحصیل میں مصروف رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں فارسی ادب اور شاعری سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ چناچہ پانچ سات سال کے اندر انہوں نے تمام مشہور اساتذہ فارسی کا کلام پڑھ لیا تھا اور نہ صرف پڑھ لیا تھا، بلکہ اس کی روح کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا، چناچہ بارہویں سال سے جب جذب اور مستی کی کیفیت ان پر طاری ہوئی، تو اصطناری طور پر فارسی اشعار ان کی زبان سے جاری ہونے لگے۔ ان اشعار کے متعلق خود فرماتے ہیں کہ اگر وہ جمع کئے جاتے تو ایک اچھا خاصا ضخیم دیوان تیار ہو جاتا، اور لوگ اس کو

پڑھتے تو ان کی عمر کا لحاظ کرتے، ان اشعار کو معجزہ سمجھتے۔ ان اشعار میں سے  
 ممکن ہے کچھ باقی رہ گئے ہوں۔

سراج کی زندگی کا یہ زمانہ اس اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتا  
 کہ ابھی ان کی طبیعت کے اصلی جوہر بروئے کار نہیں آئے تھے، ان کا بیشتر  
 وقت درس و تدریس میں صرف ہوتا ہوگا، اور جو وقت اس سے بچ جاتا، اس  
 لحاظ سے کہ وہ فطرتاً یا رباش واقع ہوئے تھے، یقین ہے یا ران ہم مشرب کی  
 صحبتوں میں بسر ہوتا ہوگا۔ اغلب یہ ہے کہ عبدالرسول خاں سے ان کی دوستی  
 اسی زمانے میں ہوئی ہو، کیونکہ اس کے بعد کے ایام میں انہیں ایسی فرصت  
 کا زمانہ بہت کم میسر آیا۔

اگلے زمانے کے بعض صوفیائے کرام کے استعاری یا حقیقی قصوں کی  
 طرح کے چند واقعات سراج کے متعلق بھی مشہور ہیں۔ قاتل کے قول کے  
 مطابق، ایک تو انہیں عبدالرسول خاں کا واقعہ ہے۔ دوسرا واقعہ وہ  
 ہے، جس پر ان کی شہزادی "بوستان خیال" بنی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ  
 یہ واقعات کبھی کبھی مبالغے کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں، تاہم ان پر شک  
 کرنے یا ان کی توجیہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ صوفیائے کرام کا اس

مسئلہ میں جو کچھ بھی مسلک ہو، ایک بات تو سب کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ بچپن اور جوانی کے زمانے میں اپنے ساتھیوں میں سے بعض کے ساتھ ہماری گہری دوستی ہو جاتی ہے، اور بعض وقت یہ دوستی محبت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ محبت اگر وہ حقیقی ہو تو ایسی خاص صورت میں وہ بے غرض یا کم سے کم خود غرضانہ ہوگی۔ یہ ہماری زندگی کے روزمرہ واقعات ہیں۔ عام ذہنیتیں جو نازک نفسیاتی مسائل کی الجھنوں میں نہیں پڑ سکتیں، اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق، ایسے تمام تعلقات کو وہ فطرتاً اپنی اصطلاحات میں تحویل کر لیتی ہیں۔ اور پھر اپنے عقیدے کے مطابق ایسے تمام واقعات سے بد اخلاقی کے نتائج منسوب کر دیتی ہیں۔ عشق و محبت کے متعلق ہمارے عمومی تعجیلات اس قدر محدود ہیں! قاقشال نے عبد الرسولؑ کے ساتھ سراج کے لگاؤ کو جس انداز میں پیش کیا ہے، اس سے قاقشال کی ذہنیت کا پتہ چلانا مشکل نہیں ہے۔ قاقشال سراج کے معاصر تھے اور معاصرین کی انہیں بہت زیادہ اثر پذیر ہوتی ہیں یقین ہے کہ اسی طرح کے واقعہ کو وہ دو چار سو سال پہلے کے کسی بزرگ سے متعلق پیش کرتے تو ان کا لب لہجہ دوسرا ہوتا۔ زمانے کے گزرنے سے مشاہیر کے اطراف تقدس کا ایک بالہ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اس واقعہ کے باوجود، قاقشال، سراج کے کمالات کا اعتراف کرنے

میں کسی تذکرہ نگار سے پیچھے نہیں ہیں۔

صوفی مسلک کا ایک مقولہ عام طور پر مشہور ہے کہ ”عجازی سے عشق حقیقی بلا“ ہماری دانست میں یہ مقولہ جہاں کہیں درست ہوا ہے، ان میں سرراج بھی شامل ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سرراج فطرتاً ایک حسن پسند نظر رکھتے تھے، ایسی حسن پسند نظر جو اطراف کی چیزوں میں، ملنے جلنے والوں میں، بول چال میں خیالات میں، اجساد میں غرض ہر جگہ حسن کی منتلاشی رہتی ہو۔ یہی اصول اپنی اپنی حد کے اندر ہر ذی شعور انسان کا ہے، لیکن جہاں اس کی نمود کچھ غیر معمولی ہو جاتی ہے، وہ سرراج کی زندگی کے اس معمولی واقعہ کی طرح معرض بحث میں آجاتی ہے۔ ہرزید اور بکر کے اسی رویہ پر موافق یا مخالف رائے دینے بلکہ اس کی طرف توجہ کرنے کی بھی کوئی زحمت گوارا نہیں کرتا۔ سرراج کی زندگی عام سطح سے اونچی تھی اس لئے وہ اپنے زمانے میں نمایاں رہے اور ہر زمانے میں نمایاں رہے۔ عشق و محبت، سوز و ساز کی زندگی اور شعرو سخن کی زندگی میں بے حد قرب ہے۔ چنانچہ خود سرراج اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں :-

سرراج یوں مجھے استاد ہر بان نے کہا کہ علم عشق میں بہتر نہیں ہے اور علوم  
ذیل کے اشعار کو پڑھ کر ان کی عشق کی حقیقت کے متعلق شاید کچھ شبہ باقی نہ رہے گا۔

گر حقیقت کی سیر ہے خواہش راہ عشق مجاز لازم ہے  
اور عاشقوں مثال مجھے تم نہ بوجھو سب مبتلائے عام میں ہیں مبتلائے خاص  
وینوی محبت کے متعلق ان کا اعتقاد بھی سننے کے لائق ہے۔

صنم ہزار ہو تو وہی صنم کا صنم کہ اصل ہستی بے بود ہے عدم کا عدم  
یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ سراج نہ صرف حسن پسند نظر رکھتے  
تھے، بلکہ وہ صاحب دل اور صاحب باطن بھی تھے۔ حسن ظاہر کی دلکشاں  
انہیں کبھی اتنا محو نہ کر سکیں کہ وہ حقیقت سے بے خبر ہو گئے ہوں۔ ان کے  
کلام سے جگہ جگہ اس کا ثبوت ملتا ہے۔

تیرہویں سال سے سراج کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہونے لگا۔  
جذبہ اور بے خودی کی کیفیت ان پر طاری ہوئی۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔  
اور اسی حالت میں وہ گھر سے نکل کر چلے جاتے۔ اس زمانے میں ان کی منزل  
زیادہ تر حضرت شاہ بزبان الدین غریب کے مزار پر ہوتی۔ کبھی کبھی وہ از خود رگی

۱۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید اور خلیفہ جو ۱۵۵۰ء میں بمقام ہانسی پیدا ہوئے۔ اور  
دہلی جا کر حضرت شاہ نظام الدین سے بیعت کی۔ اسی زمانے میں امیر خسرو سے اور ان سے  
دوستی ہوئی۔ آخری عمر میں آپ ارشد کے ام کے بوجب اورنگ آباد آ گئے تھے وہیں ۱۵۲۶ء  
میں انتقال فرمایا اور خلد آباد میں مدفون ہیں۔

کی حالت میں اُرات رات بھر صحرا نوردی کیا کرتے۔ یہ حالات خود سراج کے  
نوشتہ موجود ہیں اور شفیق کی بدولت محفوظ ہو گئے ہیں۔ منتخب دیوانہا کے دیباچہ میں لکھتے

فقیر ادسین دوازده سالگی بغلبہ فتوح بے جہت ہندت سال جامہ عریانی

در برداشت و تکلیف نشاء بے خودی اکثر در سواد رومشہ متبرکہ حضرت

شاہربان الدین غریب قدس سرہ شہا بروزی آورد و از جوش بہاں سستی

اشعار شور انگیز و آیات درد آمیز تریبان فارسی از مکن جاں بعرصہ

زبان می آمد و با تقضائے حال خامہ را بہ تحریر آں آشنائی ساخت، اچنانا

شوقندے حاضر الوقت بود بہ بخت حلاوت ذائقہ طبع خود کاغذ را

سیاہ می نمود اگر آں اشعار تحریر می آمد دیوان ضخیم ترتیب می یافت۔ چون

تقاضائے عمر قابل آن ہمہ سخن سنجیہا نبود، باستماع مزدونات حالی

عالمی در ورطہ تعجب می افتاد و از جملہ ایہامات بتصور می آورد،

یہ زمانہ ۱۲۱۱ھ سے ۱۲۳۸ھ تک رہا۔ قاتشال کے بیان سے بھی ان

واقعات کو توضیح ہوتی ہے۔ وہ اس میں اس کا بھی اضافہ کرتے ہیں کہ بعض وقت

لے مخلوط "گل رعنا" ۱۸۳ (تذکرہ فارسی) کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن۔ "چہستان شعرا"

(انجمن ترقی اردو) ص ۳۹۹



رات رات بھر وہ کوہِ صحرا میں پھرتے ہوئے گزار دیا کرتے تھے۔ ان کے والد انہیں پکڑ پکڑ لاتے، لیکن جہاں نہیں موقع ملتا، وہ بھاگ نکلتے۔ آخر مجبور ہو کر پدر بزرگوار نے اس دیوانہ شوق کو طوق و سلاسل تک پہنانا گوارا کر لیا۔ والد کی تمام کوششوں کے باوجود، یہ حالت سات سال تک برابر قائم رہی۔

اس عرصہ میں سراج کی طبیعت کے پوشیدہ جوہر ظاہر ہونے لگے۔ یہ ان کی شعر گوئی کی ابتدا تھی اور فارسی شاعری سے لگاؤ کے سبب بے اختیاری کی حالت میں موزوں فارسی اشعار ان کی زبان پر جاری ہو جاتے تھے۔ افسوس ہے کہ اس زمانے کا وہ قابلِ قدر سرمایہ، اب ضایع ہو گیا ہے۔ ورنہ شاید ہندی فارسی گوئیوں میں بھی سراج نمایاں جگہ حاصل کر سکتے۔ جو کچھ فارسی کلام اب تک مل سکا ہے اس کے لحاظ سے ان کی فارسی شاعری کے متعلق صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔ یہ کلام ادھورا اور پارہ پارہ ہے۔ اس میں ایک بڑا حسیہ بعد کے انکار کا بھی شامل ہو گیا ہے۔ وہ کیفیت شعر کچھ اور ہر تاجس کو پڑھ کر دنیا دنگ رہ جاتی۔ اس امر کا پتہ چلانا مشکل ہے کہ اس زمانے میں سراج نے کچھ شعر اردو میں بھی کہے تھے یا نہیں۔

اس حالت سے جب انہیں آفاقہ ہوا، تو صاحبِ باطن بزرگوں و فقیروں کی

صحبت کی غواہش دامنگیر ہوئی۔ اسی تلاش و جستجو میں، حضرت شاہ عبدالرحمن چشتی انہیں مل گئے، اُن کی خود نوشت کا اقتباس حسب ذیل ہے :-

”بعد انقضائے مدت مذکورہ تلاش لذت تحقیق محک رگ جاں گردید تا با آن وساطت بجناب حامی شریعت عزّی، سالک طریقت الاضحیٰ واقصاف حقیقت المولیٰ عارف معرفت بکبریٰ قبلہ مریدان راسخ الیقین، صاحب الایمان، کعبہ مستفیضان کمال الصدق وثابت البرہان حضرت خواجہ سید شاہ عبدالرحمن چشتی قدس سرہ العزیز، کہ وصال مقدس در سنۃ احدی ستین و ماہیہ و الف اتفاق افتاد۔ مستقر اراوت گشتہ فیض یاب ارشاد گردید۔ و جرحہ از بزم عنایت آن ساقی شراب ہدایت برافق حوصلہ خود چشید۔“

قاقتال نے سراج کے مرشد کا نام نہیں بتلایا، صرف یہ لکھا ہے کہ ایک صاحب کمال بزرگ کی صحبت کے اثر سے، وہ ترک لباس کر کے لذتِ درویشی سے آشنا ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالرحمن کے متعلق تذکرے بھی ساکت ہیں صرف قاقتال ہی کے بیان سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اورنگ آباد کے صاحب کمال بزرگوں میں شمار ہوتے تھے، اور چشتیہ گھرانے سے تعلق

رکھتے تھے۔ لیکن جس تلاش اور جستجو کے بعد سراج نے انہیں اپنی دنیوی اور دینی  
 ریسبری کے لئے منتخب کیا تھا، اور جو اثران کے فیضان کا سراج پر پڑا، اس کے  
 لحاظ سے، حضرت شاہ عبدالرحمن کی روحانی قوتوں کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس کے  
 علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت تشریح بزرگ تھے، چنانچہ اپنے انتقال سے  
 چند سال پہلے، آپ نے سراج کو غالباً ان کی روحانی ضرورت کے مد نظر شاعری سے  
 منع کر دیا تھا، اور سراج نے ایک سچے عقیدت مند کی طرح مرشد کے احکام  
 کی تعمیل کی۔ حالانکہ شعران کی زندگی تھی۔

سراج نے ۱۳۴۱ھ یا ۱۳۴۲ھ میں حضرت شاہ عبدالرحمن سے صحبت  
 کی، اور یہی زمانہ ان کی اردو شاعری کے آغاز اور عروج کا ہے۔ غالباً اسی لیے  
 وہ اپنے شعر کی تاثیر کو مرشد کے فیض کا اثر بتلاتے ہیں۔

مشعل سوزِ جگر ہے ہر غزل میری سراج  
 شمعِ دل روشن ہے فیضِ شاہِ رحمان کے طفیل

سراج پر، حضرت شاہ عبدالرحمن کی صحبت کا کیا اثر ہوا، وہ خود سراج  
 نے تحریر فرما دیا ہے۔ لیکن ان کے کلام سے بھی جگہ جگہ مرشد کے اس احترام  
 کا پتہ چلتا ہے، جو ان کے دل میں جاگزیں تھا۔

سراج جب سلسلہ ارادت میں داخل ہوئے، ان کی عمر انیس میں سال کی تھی۔ جوانی کا زمانہ تھا اور قاتل کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی ان کی طبیعت دنیا سے اکتا نہیں گئی تھی۔ وہ لاابالی طرز کی زندگی گزارتے تھے۔ جب یہ مرشد کی خدمت میں نہ ہوتے، تو ان کا زیادہ وقت شعر و سخن کی صحبتوں میں گزارتا تھا۔ گھر پر احباب کا مجمع رہتا تھا، ان صحبتوں کو سراج کے بزرگ اور بڑے بوڑھے لوگ غالباً اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے لیکن سراج کو دنیا والوں کی تعریف یا مذمت سے کوئی سروکار نہیں تھا، ان کی نظر زندگی کے اس پر آشوب زمانے میں بھی مقصد سے نہیں ہٹی۔ ان چند اشعار سے ان کے مسلک کا پتہ چل سکتا ہے:-

معتبر نہیں جمال ظاہر کا      گردشِ روزگار کی سوگند  
 جود کا آئینہ ہو صاف رنگِ غفلت میں      عیاں ہے سنی ہر شے میں صورتِ محبوب  
 دیکھا ہوں ہر طرف نگہ امتیاز میں      کوئی دوسرا نظر نہیں آیا مثالِ دوست  
 اے پاکباز گلشنِ آسینہ، سیر کر      گرتجہ کوں آرزو ہے کہ پاؤں صالِ دوست  
 سراج کی اردو شاعری کی ابتدا اور نشوونما کا یہی زمانہ ہے۔ غالباً عبدالبریل خان سے ان کی پینگیں اسی زمانے میں بڑھیں، اور ان کی دوستی، رفاقت اور صحبت کے وہ نقش جو بچپن سے ان کے دل پر مرسوم ہو چکے تھے اب بہت گہرے ہو گئے۔ سراج

اور بھی کئی دوست، شاگرد اور معتقد تھے جن سے انہیں محبت تھی، ان میں شاہ ضیاء الدین پروانہ، شاہ تاج الدین، شاہ چراغ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ضیاء الدین کو جو محبت سراج سے تھی، وہ ان کے تخلص سے ظاہر ہے جو ”سراج“ کی رعایت سے اختیار کیا گیا تھا۔ ان کے نام سراج نے جو خطوط لکھے ہیں، ان سے بھی پتہ چلتا ہے کہ سراج ان سے کس درجہ بے تکلفی اور محبت سے پیش آتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں۔

”قلم می خواست دریں مقام شوخیہا کند و نالوشتنی ہا زبید۔ لکن در ضبط پر داشتہ شد“ (خط نمک)

ضیاء الدین نے بھی سراج کی بڑی خدمت کی۔ اسی طرح تاج الدین کے موسومہ خطوط سے بھی حد درجہ محبت اور بے تکلفی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن سراج کو جو محبت عبد الرسول خاں سے تھی، وہ ان میں سے کسی اور سے نہیں تھی۔ انہیں کے مجبور کرنے سے سراج اپنا اردو کلام قلمبند کرنے پر مائل ہوئے۔ اور عبد الرسول خاں نے ان شمشیر جواہر پاروں کو روین و ارتزب دے کر دیوان مرتب کیا۔ یہ واقعات نحو سراج نے اس طرح لکھے ہیں :-

”دران ایام بنا بر پاس خاطر عزیز، عبد الرسول خاں صاحب کہ برادر

طریق این فقیر است اکثر اشعار ریختہ بملک سطر منسلک گشتہ: ایٹاں  
 آں جو اہر متفرق را کہ قریب پنج ہزار بیت بود، یہ ترتیب دیوان مردوف  
 نووہ حصہ مشافان خاص گردانیدم و رفتہ رفتہ شہرت تمام گرفتہ  
 بہام ہم رسید“

اس وقت باس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 'عبد الرسول خاں' سراج  
 کے برابر طریق بھی تھے۔ چنانچہ وہ آخری زمانے میں شاہ عبد الرسول ہشتی شہو  
 ہو گئے تھے۔ سراج کی صحبت کے اثر سے وہ شعر بھی کہنے لگے تھے، سراج کے  
 ایک خط سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن 'شاعر کی حیثیت سے ان کا تذکرہ کہیں  
 نظر سے نہیں گزرا۔ ایک چیز ان کے متعلق یقینی ہے کہ وہ نفیس ادبی مذاق رکھتے تھے  
 اور اچھے سخن فہم تھے۔ شاعر کی نظر میں 'ایک سخن فہم کیا مرتبہ رکھتا ہے' اس کا کچھ  
 اندازہ غالب کے ان خیالات سے ہو سکے گا جو انہوں نے اپنے ایک دوست  
 منشی نبی بخش حقیر کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ نبی بخش شعر کے بڑے پرکھنے والے تھے،  
 اسی لئے غالب ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ حالانکہ علی پادہ میں وہ غالب کے بعض

اور مشہور دوستوں کے پانگ بھی نہ تھے۔ شعر گوئی کی طرح، یہ ملکہ بھی فطری ہوتا ہے، اور شاید شعر لکھنے کی قابلیت کے مقابلے میں زیادہ شاذ بھی ہوتا ہے۔ جس طرح دو بولنے والوں میں ہم آہنگی مشکل ہے۔ اسی طرح دو شاعروں میں حقیقی دوستی شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ شاعر کے دوست ایسے لوگ خوب ہو سکتے ہیں، جو منفی صفات کے حامل ہوں۔ جس قدر شوق نمود شاعر میں ہوتا ہے، اس میں اتنی ہی جذب کرنے کی قابلیت کی ضرورت ہے۔ یہ خصوصیات عبد الرسول خاں میں کم و بیش ضرور موجود تھیں۔ چنانچہ سراج کے تمام دوستوں میں، کم سے کم ذکر ان کا کیا گیا ہے۔ پروانہ کا تذکرہ "چینستان شعرا" اور "گل عجائب" وغیرہ میں موجود ہے، شاہ چراغ، باغی طبیعت کے انسان تھے اور وقت سے پہلے میدان میں کود پڑنا چاہتے تھے، سراج کے خطوط سے ان کی یہ خصوصیت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ اس حلقہ میں صرف ایک عبدالرزاق خاں ہی ایسے تھے جن کو نمود و نمائش کی خواہش کم سے کم تھی۔ سراج کے وہ خطوط جو ان کے موصومہ میں، دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ ادبیانہ ہیں۔ یہ بات بھی خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ سراج نے صرف انہیں کے خطوط میں جگہ جگہ اردو اشعار لکھے ہیں۔

سراج کے کلام میں بعض جگہ عبدالرسول خاں کی طرف اشارے بھی موجود ہیں۔  
مثلاً سراج کی ایک غزل کا مطلع ہے۔

صبا میرے جوان شکری کوں جا خبر کرنا  
دل بے درد میں اس یار کے جسا کر اثر کرنا

آخری زمانہ میں عبدالرسول خاں لشکر میں منتقل ہو گئے تھے مگر یہ ملازمت کے  
سلسلہ میں ہو سراج کے خطوط سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ انہیں کی جو  
سے سراج بھی کبھی کبھی لشکر میں رہا کرتے تھے۔ ”تحفۃ الشعراء“ کی اگلی عبارت  
کا تعلق ممکن ہے کہ اسی سلسلہ میں کسی غلط فہمی پر مبنی ہو۔ کیونکہ سراج کی  
زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اس کی توجیہ کسی اور طرح ممکن نہیں معلوم  
ہوتی۔

اس قلیل مدت کا اندازہ کرتے، جس کے اندر اندران کی اردو شاعری  
کی ابتداء ہوئی، اور وہ نشوونما کے اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچ سکی، سراج کی  
شاعرانہ قابلیت کے متعلق نہایت بلند رائے قائم ہوتی ہے۔ تھوڑی سی  
مدت میں انہیں، اس فن میں وہ کمال اور شہرت نصیب ہوئی،  
جو ایک عمر کی سعی کے باوجود بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ۱۱۵۶ھ



سے پہلے پہلے سراج کی شاعری کی شہرت گجرات اور شمالی ہند کے علمی مرکزوں  
دہلی وغیرہ تک پہنچ گئی تھی۔ ریختہ میں وہ ولی کے بعد سب سے بڑے استاد  
تسلیم کئے گئے، اور ولی کے جانشین سمجھے گئے۔

دکن کے آزاد، یعنی عبدالجبار خاں آصفی نے سراج کے کلام پر تبصرہ کرتے  
ہوئے، بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں، جو کسی اور تذکرے میں نہیں پائی جاتیں  
وہ لکھتے ہیں کہ سراج کی غزلیں عام طور پر محفلوں میں پڑھی جاتیں اور قول انہیں  
گا کر سنایا کرتے تھے۔ جب غزل گائی جاتی تو محفل پر ایک وجہ کا عالم طاری ہو جاتا  
تھا۔ خود سراج کے پاس ہفتہ میں ایک روز محفلِ سماع منعقد ہوتی جس میں شہر کے  
عمائد اور مشائخ جمع ہوتے تھے۔ سراج کی غزلوں کا اثر کوئی خیالی چیز  
نہیں ہے، بلکہ آج سے کچھ سال پہلے تک، حیدرآباد میں، ان کی غزلیں  
محفلِ سماع میں عام طور پر گائی جاتی تھیں۔ اب تک بھی اس فننا کے مٹے مٹے  
سے نقش موجود ہیں۔ اور آج بھی ان کی غزل سن کر محفل کی محفل سرد صحنے لگتی ہے۔  
نہ صرف حیدرآباد بلکہ شمالی ہند میں بھی۔ ان کی بعض غزلیں بہت مشہور اور

مستعمل ہیں۔

غرض یہ سب کچھ سراج کو پانچ چھ سال کے اندر اندر حاصل ہو گیا۔ کیونکہ ۱۱۵۲ھ کے بعد مرشد کے حکم کی بنا پر انہوں نے شاعری ترک کر دی۔ اپنی خود نوشت میں یہ واقعہ بھی انہوں نے لکھا ہے۔ دیوان کی ترتیب کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔

”و فقیر بعد چندے بلباس“ الفخر فخری“ ممتاز گردید و از ہاں روز موافق امر مرشد برحق تا حالت تحریر کہ سال ہفتم است دست زبان را از دامن سخن موزوں کشید“

یہ تحریر ۱۱۶۹ھ کی ہے، اس سے سترہ سال پہلے، دیوان مرتب ہوا تھا۔ اس طرح گویا دیوان کی ترتیب کے بعد ہی سراج نے شعر کہنا ترک کر دیا۔

لیکن ”بوستان خیال“ کا جو نسخہ لٹن لائبریری جامعہ علی گڑھ میں محفوظ ہے اسکے اور عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ مشرقی کے مخزوزہ نسخہ د کے ایک شعر سے سنہ تصنیف ۱۱۶۰ھ ظاہر ہوتا ہے۔ شعر حسب ذیل ہے۔

”عدو جب کہ اس نام کے آئے ہات پڑ، مطابق ہوئے سال ایات مات“  
راقم کے مرتبہ نسخہ میں اشعار کی کل تعداد ۱۱۶۲ ہے، لیکن نسخہ د میں

اشعار (۱۱۵۲) اور علی گڑھ کے مخطوطے میں ابیات کی تعداد ۱۱۵۵ ہے۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے ناقص نسخے میں تقریباً سات سو اشعار ہیں۔ اور عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے میں ”بوستان خیال“ کا جو دوسرا نسخہ ہے اس میں ابیات کی تعداد (۱۱۶۱) ہے۔ اس طرح راقم کے مرتبہ نسخے میں ان تین نسخوں میں سے کسی سے دو شعر زیادہ ہو گئے ہیں۔ ”بوستان خیال“ تاریخی نام ہے جس سے ۱۱۶۱ء پر آمد ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا شعر سے یہ بھی ظاہر ہے کہ شبنوی کے اشعار کی تعداد سنہ سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس اعتبار سے اسکا سنہ ۱۱۶۰ ہونا چاہئے کیونکہ عموماً تصنیف کا نام تاریخی رکھتے تھے۔ خود سراج نے ”مختب دیوانہا کے نام میں سنہ تکمیل کی رعایت ملحوظ رکھی ہے۔ ”بوستان خیال“ میں اتفاق سے ابیات بھی سنہ کے مطابق ہو گئے ہیں۔ یہ تمام قرائن ایسے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ ”بوستان خیال“ سنہ ۱۱۶۰ میں لکھی گئی۔

لیکن سراج کی وہ تحریر جو ہم نے اوپر نقل کی ہے اس کے لحاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۱ یا سنہ ۱۱۵۲ اور سنہ ۱۱۶۹ کے درمیان انہوں نے شعر گوئی ترک کر دی تھی۔ عبد الباقی رضاں صفی نے اپنے تذکرہ میں ”چمنستان شعرا“ کے حوالے سے اس کی تصنیف کا سنہ ۱۱۶۲ء لکھا ہے۔ لیکن مطبوعہ ”چمنستان“ میں

”بوستان خیال“ کا سنہ تصنیف کہیں درج نہیں ہے، صرف ابیات کی تعداد (۱۱۶۰) بتلائی گئی ہے۔ اقتباس حسب ذیل ہے :-

”ثنوی شاہ صاحب مسلمی بہ ”بوستان خیال“ کہ جلا ایاتش، یک ہزار و یکصد  
و شصت باشد، نظر آید۔ حقا کہ خون از رگ اندیشہ چکانیدہ است، مطلع او  
وین است۔“

اس کے علاوہ کوئی بیرونی شہادت ایسی موجود نہیں ہے، جس سے اس سکہ پر روشنی پڑ سکے۔ گل رعنا“ میں شفیق نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ تاہم ”منتخب دیوانہا“ کی محول بالا عبارت کا لحاظ کرتے ہم نے ”سراج سخن“ میں بعد کے سنہ کو ترجیح دی تھی۔ اس کے متعلق جناب احسن مارہروی صاحب نے ایک خط میں حسب ذیل بحث فرمائی ہے :-

”چمنستان شعرا“ کے متن کی ... عبارت کا مدعا یہ ہے کہ ۱۱۶۹ء سے  
سترہ سال قبل لباس فاخرہ ”الفقر فخری“ پہن کر سخن گوئی سے الگ ہو گئے  
نھے۔ اور سنہ ۱۱۶۹ء میں دیوان کا انتخاب ختم کیا ہے۔ انتخاب سخن گوئی میں

جو فرق ہے ظاہر ہے۔ ..... جب ترک سخن کر چکے تھے تو ۱۹۶۲ء میں میں  
 شنگد کو بلا وجہ موجد کیوں اختیار کرتے ..... خلاصہ ..... یہ ہے کہ  
 ”دستان خیال“ ”نخب دیوانہ“ سے ۹ برس پہلے ۱۹۶۱ء میں تصنیف ہوئی۔

”دستان خیال“ دوسری مشہور مشنویوں کی طرح ’کوئی فرضی اور خیالی  
 قصہ نہیں ہے، بلکہ یہ سراج کی آپ بیتی ہے۔ اور اس واقعہ کو سراج نے نہایت  
 درد انگیز انداز میں پیش کیا ہے۔ انہیں ایک لالہ جی کے لڑکے کے ساتھ گہری  
 دوستی ہو گئی تھی پہلے وہ ان کے پاس پڑھنے آتا تھا، رفتہ رفتہ یہ حالت  
 ہو گئی کہ دن اور رات کے چومیں گھنٹے، سراج ہی کے ساتھ رہنے لگا۔  
 یہ حال دیکھ کر اس کی قوم والوں نے ماں باپ کو سکھا پڑھایا اور وہ انداز  
 کی۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے گھر گیا تو، ماں باپ نے اسے سخت سست کہا،  
 اور قوم سے نکال باہر کرنے کی دھمکی بھی دی۔ اس نے ان کی ایک نہ سنی اور  
 ناراض ہو کر گھر سے چلا آیا۔ جب یہ واقعہ اس نے سراج سے بیان کیا، تو  
 سراج نے یہ خیال کر کے کہ مبادا وہ اندازوں کو، نگانے بھانے کا موقع مل جائے  
 اور وہ لالہ کو اپنے پاس آنے جانے سے ہمیشہ کے لیے روک دیں۔ انہوں نے  
 سمجھا یا کہ، میاں تمہارے ماں باپ جب خفا ہوتے ہیں، تو انہیں رنجیدہ

کرنا ٹھیک نہیں، تم ان کا دل مت دکھاؤ۔ اور یہاں بھی دن میں ایک بار آتے جاتے رہو۔ لالہ نے یہ سمجھا کہ سراج کی دوستی میں فرق آگیا، اس لئے اب دیدہ ہو کر کہا۔ ”تم میں دوستی کی کمی ہے۔ میں جان ول سے تمہارا دوست ہوں۔ اور مرنے تک تم سے کبھی جدا نہ ہوں گا۔“

لیکن چند دنوں کے بعد اس کی طبیعت ایسی بدل گئی کہ آنا جانا تو درکنار اگر کبھی سراج بھی اس طرف جاتے تو انجان ہو کر گھر میں چھپ جاتا۔ کچھ دن اس طرح بھی گزرے، آخر لالہ کو سراج کی وہ اگلی وفا یاد آئی۔ اور وہ آکر ان سے عذر خواہ ہوا، اور پہلے سے زیادہ دوستی کا دم بھرنے لگا۔ یہ حالت بھی زیادہ قائم نہ رہ سکی۔ پھر چند روز کے بعد وہ ان سے بیگانہ ہو گیا اور ملنا جلنا بالکل ترک کر دیا۔

سراج جو دوستی اور محبت کے لئے پیدا ہوئے تھے، یہ واقعہ ان کے لئے بے حد شاق گذرا۔ وہ نہایت منوم رہنے لگے۔ ان کے دوست احباب، ملنے جلنے والے انہیں لاکھ سمجھاتے، لیکن کچھ اثر نہ ہوتا۔ آخر ایک سردار زاوہ صاحب جمال، جو سراج کا گہرا دوست تھا، اور نواب نظام الملک بہادر کی فوج میں ملازم تھا، بالکنڈے کی فتح (۱۱۵۹ھ) کے بعد گھر واپس جاتے ہوئے

سراج سے لا۔ اور انہیں سمجھا سمجھا کر اپنے گھر لے گیا۔ وہ ان کی بڑی خاطر مدارات کیا کرتا، اور ان کی ولد ہی میں کمی نہ کرتا، لیکن ان کے غمگین دل کو کبھی واصل نہ نصیب نہ ہوتی۔ ایک روز وہ سیر باغ کے لئے گئے، اور وہاں سراج ایک درخت کی پیڑ پر گر کر رونے چلانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر سب ساتھی پریشان ہوئے اور انہیں اٹھا کر گھر واپس لے آئے۔ گھوڑے پر سوار زاوے نے ان سے شکایت کی کہ تم اب تک اپنی محبت کا حال مجھ سے چھپاتے رہے، تمہاری آج کی بے خودی محبت کا نتیجہ تھی۔ مجھ سے اپنی بتا بیان کرو۔ اس پر سراج نے اوپر کا سارا حال سنایا۔ سوار زاوے نے ان کا دل بہلانے کے لئے کہا کہ ”وہ تو بڑا ہی سنگدل ہے، جو آپ کو ایسی مصیبت میں گرفتار کر کے پٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔ میں بھی خوبصورت ہوں۔ اگر میرے ساتھ عہد وفا باندھو تو آرام سے گزر جائیگی۔“ اس پر سراج کو بہت طیش آیا، رات کی تاریکی اور بارش کا بھی انہوں نے خیال نہ کیا۔ اور اپنی چھری اٹھا کر وہاں سے چل پھرتے ہوئے سوار زاوے نے بہت معذرت چاہی لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اور تکلیفیں اٹھاتے گھر لوٹ آئے۔ یہ واقعات بیان کر کے، وہ خدا سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اب تو دنیا کی محبت میرے دل سے دور کر۔ اور اپنی محبت میں ثابت قدم رکھ۔“

اس میں جو تاریخی حوالے آگئے ہیں، ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ۱۰۵۰ھ سے پہلے کا ہے۔ اسی سنہ میں بالکنڈہ فتح ہوا، قاتشال نے جس زمانے میں اپنا تذکرہ مرتب کیا، اس زمانے میں سراج کی زندگی اسی طرح لاابالی انداز سے بسر ہوتی تھی۔ اس واقعہ اور سراج کی زندگی کا تفصیل سے مطالعہ کرنے کے بعد، روس کے شہرہ آفاق فضہ نگار انٹون چیخوف کا وہ مثالی کردار جو اس نے "ڈارلنگ" میں پیش کیا ہے، ہمارے ذہنوں میں تازہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ دنیا میں صرف محبت کرنے کے لئے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور محبت کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ محبت ہی ان کے لئے "زیبت کا مزہ" ہوتی ہے۔ اور محبت کے بغیر ان کی ہر کٹ نہیں ملتی۔"

۱۰۶۱ھ میں حضرت شاہ عبدالرحمن چشتی کا وصال ہو گیا۔ سراج کو ان سے جو ارادت تھی اس کے منظر یہ جانکاہ صدمہ ان کے لئے یقیناً بہت تھا۔ فقرو درویشی وہ پہلے ہی اختیار کر چکے تھے، اس حادثے کے بعد وہ اور بھی گوشہ گزین ہو گئے۔ اس زمانے میں جب انہیں دنیا سے بہت کم سروکار رہ گیا تھا، انہوں نے اپنے شعری ذوق کی تشفی کے لئے ایک مناسب شغل تلاش کر لیا۔ فارسی شاعری جس کا ذوق ان کے رگ و پے میں بسا ہوا تھا۔ اب پھر ان کے لئے جاذبِ توجہ



نبی۔ لیکن چونکہ وہ شعر کہنا ترک کر چکے تھے، اس لئے اساتذہ فارسی کے دیوانوں کا انتخاب شروع کیا۔ اور ۱۱۶۹ھ میں اسے مکمل کر کے ایک دیباچہ بھی لکھا۔ جس کا اقتباس <sup>شفقت</sup> اپنے دونوں تذکروں میں پیش کیا ہے۔ اس مجموعہ کا تاریخی نام انہوں نے "منتخب دیوانہا" رکھا۔

"منتخب" کا جو مکمل مخطوطہ، کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے، اس میں کلامِ دلیف وار ترتیب دیا ہوا ہے۔ اور تقریباً تمام متناذراتذہ فارسی کے افکار پر مشتمل ہے۔ جو شاعر اس زمانہ میں زندہ تھے ان کے نام کے ساتھ "سلمہ" یا "سلمہ اللہ" وغیرہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ سراج کی طبیعت کا انکسار اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنا ایک شعر بھی اس میں نہیں لکھا۔ قدیم زمانے میں ایسے منتخب "بیاضوں" سے بنتے تھے اور "منتخب" کی ترقی یافتہ شکل "تذکرہ" تھی۔ بہت کم تذکرہ نگار ایسے ہونگے جنہوں نے اپنے کلام کو اپنے تذکروں میں جگہ نہ دی ہو یہ ضرور نے تو صرف اسی لئے یہ سارا کھیل کھرا کیا تھا۔

"منتخب دیوانہا" کا دیباچہ جس کا حوالہ جا بجا دیا جاتا ہے۔ کتب خانہ کے نسخے میں موجود نہیں ہے۔ عبدالحجاز خاں آصفی نے بھی "چہستان" اور

گل رعنا سے واقعات اخذ کر کے لکھے ہیں۔

منتخب دیوانہا غالباً سراج کا آخری کارنامہ تھا۔ اس کے بعد سے سوائے خطوط کے انہوں نے شاید ہی کچھ لکھا ہو۔ بحر طویل میں انہوں نے جو خط لکھا ہے وہ ابتدائی جوش کے زمانے کی یادگار معلوم ہوتا ہے۔

آخری زمانے میں سراج کی ہستی نہایت مقدس اور بزرگ ہو گئی تھی۔ عوام اور خواص ان کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ تقریباً ساہرا شہران کا مستعد تھا اور ان کی شاعری اور بزرگی کی شہرت دور دور پہنچ گئی تھی۔ ان کے مریدوں کی تعداد بھی کافی ہو گئی ان کے خاص متعقدین میں ضیاء الدین، تاج الدین، شاہ چراغ کے علاوہ صرف دو ایک نام ہم کو معلوم ہو سکے ہیں۔ ان کے شاگردوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ان میں سے جو مشہور تھے وہ حسب ذیل ہیں:-

ضیاء الدین پروانہ، لالہ جے کشن، بیجان، مرزا افضل، کمتر، میر ہمدی، متین، مرزا محمود خاں، نثار، محمد عطا ضیا، محمد رضا بیگ، خاں وغیرہ۔

یہ جان کا ذکر "چنتان" میں موجود ہے۔ شفیق نے ان کی شاعری کی بڑی تعریف کی ہے۔ شفیق کو ان کے متعلق سراج سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ نواب صلابت خان کے

سے "چنتان شعرا" منٹ

شکر کے ہمراہ گئے تھے، جس کے بعد سے ان کا پتہ نہیں چلا۔ پروانہ اپنے زمانے کے مقبر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ چمنستان اور گلِ عجائب مصنفہ اسد علی خاں تمنا اورنگ آبادی دونوں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ وہ سراج کے مرید شاگرد اور حدودِ مہتمم تھے۔ سراج بھی انہیں بہت چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنا تخلص ”پروانہ“ سراج ہی کی رعایت سے اختیار کیا تھا۔ وہ فارسی اور اردو دونوں میں شعر کہتے تھے اور اچھے شاعر سمجھے جاتے تھے۔ کتر اور تثنیں کا ذکر بھی شفیق نے کیا ہے۔ تثنیں بہان پور کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد میر محمد امین، مرزا عبدالقادر تبیل سے تلمذ رکھتے تھے۔

مرزا محمد خاں نثار دیانت خاں کے فرزند اور امانت خاں کے پوتے تھے۔ اور ان کا خطاب توارث خاں تھا۔ اورنگ آباد کے امراء میں شمار ہوتے تھے، شام کا میں بھی اچھی دستگاہ تھی چنانچہ شفیق نے انکے کلام اور ان کی سخن فہمی کی داد دی ہے۔ انہوں نے ایک مشنوی بھی لکھی تھی جس میں جگہ جگہ ”بوستان خیال“ کے اشعار کی تثنیں کی گئی تھی۔ شفیق نے ان کے اشعار کا انتخاب ساڑھے چار صفحات پر دیا ہے۔

صیا اچھے شاعر تھے، لیکن شفیق نے ان کی اشعار کی بہت تعریف لکھی ہے۔ رضایگ خاں رضا کے والد شاہجہاں آباد سے آئے تھے۔ رضا اورنگ آباد میں

پیدا ہوئے اور شاہ سراج سے تلمذ حاصل کیا شیفین نے ان کے اشعار تذکرہ کے لئے انتخاب کرنے سے پہلے سراج کی خدمت میں بھیج دیے تھے، جتنے شعر انہوں نے انتخاب کئے وہی لکھے ہیں۔

شہرت، عزت اور احترام کے لحاظ سے یہ سراج کی زندگی کا بہترین زمانہ ہے۔ انہیں شاعری میں اتنا دی کا درجہ حاصل ہو چکا تھا، شہر کے بعض نہایت خوش گذار شاعر ان کی شاگردی کا دم بھرتے تھے، اس کے علاوہ عالموں، ادیبوں اور شاعروں کے ہر حلقہ میں ان کی عزت ہوتی تھی۔ اس وقت اورنگ آباد میں جو سربراہ آردہ اہل قلم موجود تھے وہ یا تو ان کے دوست تھے یا ان کے مقتدر۔ علامہ علی آزاد بھی ان کے لئے جتنے والوں میں سے تھے شیفین جو پہلے اپنے آپ کو سراج کا دوست سمجھتے تھے، اب ان کا احترام کرنے لگے تھے چنتان شعر میں انہوں نے لکھا تھا: "دریں ایام بار اقم اسطور گرم جو شد و دم از دسوزی می زدند" لیکن چند سال بعد "گل رعنا" میں اس نسبت کو وہ اس طرح ظاہر کرتے ہیں: "بار اقم اسطور آشنا بود، و شفقت خاص از سایر الناس بر بندہ مبذول می فرمود"۔

یہ فرق ان دونوں تذکروں کے اس بیان میں بھی ہے، جس میں سراج کی شاعری کی تعریف کی گئی ہے۔ قافضال کا تذکرہ اس وقت لکھا گیا تھا، جب سراج کی عمر بھی ۳۷، ۳۸ سال کی تھی، دس بارہ سال کے اندر اندر سراج کی زندگی میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا تھا۔ وہ لوگ بھی جو ان کی جوانی کی لاابالی زندگی کو کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے، اب ان کے سامنے خود بخود جھک جاتے تھے۔

اس زمانے میں بھی شعر و سخن سے ان کی دلچسپی کم نہیں ہوئی تھی، اکثر شعرا اور علماء ان سے ملنے آیا کرتے تھے اور بعض وقت شعر و سخن کی بحثیں بھی چھڑ جاتی تھیں۔ ”گل رعنا“ میں شفیق نے اس طرح کا ایک واقعہ درج کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینے کے باوجود وہ شعر و سخن کی دلچسپیوں سے دامن نہ چھڑ سکے تھے۔ گو یہ صحیح ہے کہ اس زمانے میں ان کی یہ دلچسپیاں عملی نہیں رہی تھیں۔

اس تمام عزت و تقدس کے باوجود سراج کا یہ حال تھا کہ وہ گھر میں تنہا رہتا کرتے تھے۔ صرف دو خدمت گار کام کاج کے لئے مامور تھے۔ کوئی دوست و سوزن پاس نہ تھا ضیاء الدین پروانہ ملازمت کے سلسلہ میں بیجا پور میں مقیم تھے،

شاہ چراغ احمد نگر میں اور شاہ عبدالرسول شکر میں رہا کرتے تھے۔ شاہ  
 تاج الدین بھی ان کے نزدیک نہیں تھے۔ آخری عمر میں مرض بواسیر ضعف معدہ  
 اور اسہال جیسے امراض میں وہ مبتلا رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک خط میں  
 وہ پروازہ کو تحریر فرماتے ہیں:-

آنہ سفدہ ماہ بواسیر بادی و ضعف قوائے رئیسہ خصوصاً ضعف معدہ  
 غالب است، اگرچہ مطابق فعل الحکیم لایخلو عن الحکمتہ، خود را بصحت  
 حکیم حقیقی حوالہ کردہ شد، لکن بحکم داد مراتب و ادائے شان عبدت  
 بطیبیان شہر رجوع آورده، موافق مزاج اینہا، بدواً غذا پر دستہ  
 می آید۔ دو روز اگر قدرے آثار شفا مرتب می شود، باز بحکم  
 مصلحت حقیقی بہاں دوا بمضرت می پردازد، بہر حال ہر دو صورت  
 خالی از حلاوت خاص نیست۔ درینو لا باز از یک ہفتہ آثار شفا  
 آئندہ باید دید کہ رضا در چہ کار، و مارا در اں چہ بار۔ ضعف بدن  
 بمرتبہ ایست کہ بسیر کوچک ہم معذور است۔

ایک اور خط میں شاہ چراغ کو لکھتے ہیں :-

”فقیر تاحال درہماں بیماری از مدت یک و نیم سال گرفتار است۔

و ہر روز دو ائے علیماں بجل می آید یکے بیماری و دویم تنہائی۔ و کسے

دوسوز در خدمت نیست۔“

ایک اور خط میں انہیں کو تحریر فرماتے ہیں :-

”وینولا‘ بسبب بیماری تا یک ہفتہ زندگانی بالکل نمود۔ بلکہ راستہ بگ۔

دراں وقت حاضر بودند آنچه لازمہ دوستی بود بجا آوردند۔“ خط ۱۵

شاہ تاج الدین کو جو خط لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض وقت مرض کے

غلبہ کی وجہ سے وہ کھڑے ہونے سے بھی معذور ہو جاتے تھے۔

انہیں تکلیفوں کے سبب وہ شاہ چراغ کو جن سے انہیں بہت انس تھا

اپنی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے لکھتے ہیں لیکن غالباً وہ اپنی مجبوریوں کی

وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتے۔ بار بار بلانے پر بھی جب وہ نہیں آتے تو ایک دفعہ

خفا ہو کر لکھتے ہیں :-

”توجہ شما بارے حق تعالیٰ فضل کرد۔ بیماری تخفیف یافت۔ و اسحال

احتیاج آمدن شنائیت۔ اگر قصد سیر شہر باشد مبارک است (خط ۱۵)  
 اصل میں شاہ چراغ احمد نگر میں اپنا رنگ جا رہے تھے۔ مرشد کی مرضی کے خلاف  
 انہوں نے اپنے آپ کو روغن شاہ مشہور کر رکھا تھا۔ جب اس کی خبر سراج کو پہنچی تو  
 انہوں نے باز پرس کی تھی۔ ممکن ہے کہ شرم کی وجہ سے وہ نہ آنا چاہتے ہوں۔ اس  
 لئے آخر میں سراج نے ان کی بیوی لالین جیو یا لالین جی کو لکھا کہ تم شاہ چراغ کا منتظر  
 کئے بغیر فوراً چلی آؤ۔ (خط ۱۷)

غالباً شاہ چراغ کے نہ آنے کے سبب سراج نے آخر میں شاہ عبدالرسول کے  
 پاس شکر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ خط ۱۶ میں شاہ چراغ کو لکھتے ہیں۔  
 ”فقیر لا علاج الحال عزم جرم دارو کہ پیش رسول خان صاحب بروم.....  
 اگر آمدن نمی شود خواب صاف بزیںد کہ انتظار آمدن یا جواب شماست۔  
 فقیر پاور رکاب است۔“

غالباً وہ آخر دم تک یہیں رہے۔ اور اسی مرض میں بتاریخ ۲۲ شوال ۱۰۰۰ھ  
 یوم جمعہ کو ان کا انتقال کیا۔ تدفین تکیہ ہی میں عمل میں آئی۔ پروا نے مرشد کے  
 مزار پر بعد میں گنبد تعمیر کرایا تھا، جو اب نہایت خستہ حالت میں ہے۔ تکیہ کے  
 اس مکان کو بھی جس میں سراج رہا کرتے تھے۔ پروا نے پختہ بنوادیا تھا، لیکن اب



صرف اس کے گنڈر باقی رہ گئے ہیں۔ یہ مقام اب تک یہ شاہ چراغ کے نام سے موسوم ہے اور اورنگ آباد میں روہیلہ گلی کے شمال میں نالے کے مفتح حصے پر واقع ہے۔ مزار کے چاروں جانب مریدوں اور متققدوں کی قبریں ہیں انتقال کے وقت ان کی عمر پچاس سال تھی۔

شاہ سراج کے انتقال پر تمام شہر میں سوگ منایا گیا۔ مشہور شاعروں نے ان کی وفات کی تاریخیں لکھیں۔ فیض نے ”گل رعنا“ میں اور سبزواری نے ”تذکرہ اولیائے دولت آباد“ میں ان میں سے اکثر تاریخیں نقل کی ہیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے جو تاریخ کہی تھی وہ حسب ذیل ہے:-

شمع شعرا، سراج خوش فکر در ماتم او سخن سید پوش  
تاریخ وفات او خود گفت ہے ہے مصباح ہند خاموش

آزاد کے بھتیجے، میر اولاد محمد خاں ذکا نے حسب ذیل تاریخ کہی تھی۔

چراغ دودہ آل عباسراج الدین کہ بود روشن از و محفل سخن بانی  
نمود چارم شوال و صبح آدینہ بشمع انجمن عسردہ مران فشانہ  
ز تیرہ بزم جہان قنابہ دار بقا فروغ ناسیدہ خویش کرد ارزانی  
کشید شعلہ تاریخ سرز طبع ذکا سراج بزم ارم رانمودہ نورانی

شفیق کی تاریخ یہ ہے :-

سید حق پرست معنی سنج کہ ازو یافت شعر حسن رواج  
سال فوتش شفیق کرد رقم رو بر حسمان نمود شاہ سراج  
سبز داری نے شفیق کی ایک اور تاریخ ”گل گشت سراج“ صحت اسے دل اپنے  
تذکرہ میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کی تاریخ بھی درج  
کی ہے جو حسب ذیل ہے :-

سہ سپہر سخن در ۹ ابر نہاں شد زمین فکر بظلمات صبر نہاں شد  
تدار سید زہائف بہ سمت پروانہ بگو سراج بہ فانوس قبر نہاں شد  
مرشد کے انتقال کے بعد شاہ چراغ ان کے نکبہ میں آکر فروکش ہو گئے تھے۔  
سراج نے عبدالرسول خاں کے پاس جاتے ہوئے جو خط انہیں لکھا ہے، اس میں  
یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اگر میرے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو، تو اپنے قبیلے کے ساتھ  
نکبہ میں آکر رہ جاؤ۔ چنانچہ نواب نظام علی خاں کے عہد میں یہ اس نکبہ  
میں رہا کرتے تھے۔ شاہ تجلی نے ”تذکرہ اصغیہ“ میں ایک واقعہ لکھا ہے  
جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس زمانے میں اورنگ آباد کے خرقہ پوشوں میں  
کافی احترام رکھتے تھے اور شاہ سراج کے مرید اور خلیفہ کی حیثیت سے مشہور تھے۔

”ترکِ اصفیہ“ کی عبارت حسبِ ذیل ہے :-

”راز دار الدولہ بہادر راکہ از مدتے ولولہ شوقِ خرقہ پوشی گریباں گیر بود۔“

از وقت بیعت بہت شاہ چراغِ مریدید شاہ سراج الدین این راز دل پیوستہ در پردہ

کتمان داشت۔ اگرچہ معنی زیر قبا و لنگوٹہ زیر یا سجا سبستہ بہ دربار سے

رفت، مع ذالک فطنتہ شوق بہا غمش زیادہ ترمی پھید لاجرم ترکِ باک

دنیا داری کردہ، خرقہ آزادی بشہادت یعنی فقرا در بر کرد و بنام

سراج ثانی در جمیع فقرا معروف گردید۔ (اصناف)

شاہ ضیاء الدین پروانہ اور خاص طور پر شاہ عبد الرسول حشتی کے کچھ حالات

سراج کے انتقال کے بعد معلوم نہیں ہو سکتے۔ پروانہ غالباً مرفعِ اجمالی کی زندگی

بسر کرتے رہے، چنانچہ گنبد اور مکان کی تعمیر سے جو سراج کے انتقال کے

بعد عمل میں آئی اس کا پتہ چلتا ہے۔

شاہ چراغ کے بعد، تکیہ کی تولیت، ان کے فرزند مقبول چراغ کے حق میں منتقل

ہوئی۔ مقبول چراغ کے فرزند روشن چراغ نے اس خدمت کو اپنے خلیفہ

سید کریم شاہ کے حق میں منتقل کر دیا تھا، جن کے پوتے سید اکبر صاحب اس وقت

موجود ہیں۔ انہیں کے فرزند، ڈاکٹر سید عابد حسین صاحب کے پاس کے دستاویزات

سے یہ حالات معلوم ہو سکے۔ شاہ سراج کی کوئی اولاد وغیرہ نہیں تھی انھوں نے غالباً تمام عمر تخرید کی حالت میں گزاری۔ اس مسئلہ پر کسی تذکرے یا کسی اور طرح کی تحریر سے روشنی نہیں پڑ سکتی۔ گو ولی کی ایک مسلسل غزل سے اُن کے کسی دوست سراج کی شادی کا پتہ چلتا ہے۔ اور جیسا کہ بعض محققین اس طرف راغب معلوم ہوتے ہیں شاید یہ سراج شاہ سراج ہی ہونگے۔ اس طرح کے قیاس کی گنجائش بھی ہے، کیونکہ اگر ولی کا انتقال ۱۵۵۱ء میں ہوا ہو تو اس وقت سراج کی عمر ۱۱ سال ہوگی۔ ولی کی وہ غزل حسب ذیل ہے :-

ہے سخن کے نگر میں سخن تجھ کون راج آج	خوش دلبری کا تجھ کون لانا تخت تاج آج
اس ناز ہور ادا کے تجھ کون دیکھ کر	سب دلبروں نے تجھ کون دیا ہے خراج آج
پر دانہ ہو کے کبجوں نہ گرے چاند چرخ سوا	فانوس دل میں شوق تیرا ہے سراج آج
وہ شوخ مجھ کون آ کے ملا اس سب ولی	شادی میں اسکی صرف کیا ہوں میں لاج آج

لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ولی کے دوست ہی سراج تھے۔

اس مسئلہ پر اگر کسی طرح کی روشنی پڑ سکتی ہے تو وہ سراج کے خطوط ہیں۔ ان میں وہ اکثر اپنی تنہائی اور بے کسی کا ذکر کرتے ہیں، ایک خط میں جس کا اقتباس اوپر دیا جا چکا ہے، انہوں نے صاف یہ لکھ دیا ہے کہ میرے ساتھ گھر میں سوا

دو ملازمین کے کوئی اور نہیں رہتا۔ عالم جذب کے ختم ہونے کے بعد جلد ہی وہ تارک دنیا بھی ہو گئے تھے۔ اس طرح یہ قیاس شاید بے جا نہ ہو کہ انہوں نے تہل کے مخموں میں اپنے آپ کو کبھی نہیں پھنسا یا اور آخر تک تہل کی زندگی بسر کرتے رہے۔

سراج کی زندگی کے اس حصے کو ختم کرنے اور ان کی شاعری پر نظر ڈالنے سے پہلے ان کے مشہور معاصرین کا ذکر بھی ضروری ہے، تاکہ ان کی شاعری کو اور اس کے صحیح مرتبہ کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔

میر حسن اور شمالی ہند کے بعض اور تذکرہ نگاروں نے سراج کو آبرو کا معاصر بتلایا ہے۔ دہلی میں اردو شاعری کی ترقی دراصل شاہ ظہور الدین حاتم اور شاہ مبارک آبرو سے شروع ہوئی۔ اسی لئے اردو شاعری کے اولین دور کو انہیں کے عہد سے موسوم کیا گیا ہے، جس طرح اس کے بعد کے زمانے کو میر اور سودا کے عہد سے موسوم کرتے ہیں۔

آبرو اس میں شک نہیں کہ بڑے ذہین انسان تھے، اور سراج الدین ظہور آرزو جیسے نقادوں کی صحبت میں ان کی تربیت ہوئی تھی، پھر کئی شاعری میں ان کی طبیعت کے پورے جوہر نمایاں نہ ہو سکے۔ ان کے زمانے میں شاعری حسن کے

مخصوص تخیل کے سبب بعض تکلفات جیسے ایہام یا استعارہ نگاری کا جو ذوق ہمہ گیر تھا اس کی رعایت نے ان کے کلام کو بلند تر رتبہ کو پہنچنے نہ دیا۔ پھر بھی ان کا شمار اپنے زمانے کے اساتذہ میں ہوتا تھا، میر کو ان کی شاعری بہت پسند تھی۔ سراج کی طرح ان کے ایک دوست محمد کھن تھے۔ جن کے نام پر ان کے اکثر اشعار مضمون ہیں۔ میر نے اپنے تذکرے میں ان کے جو شعر انتخاب کئے ہیں ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔ ان سے نہ صرف خیالات بلکہ انداز بیان اور زبان پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

آیا ہے صبح بید سے اُٹھ رہا ہوا جامہ گلے میں رات کا پھولوں سا ہوا

جلدی کے زمانے کی میاں کیا زیادتی کہے کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گزری جگمگاتی

بوسہ لبوں کا دینے کہا، کہہ کے پھر گیا پیالہ بھرا شراب کا، افسوس رگ گیا  
قول آبرو کا تھا کہ نہ جاوے گا اس گلی ہو کر کہ بھیتسار دیکھو آج پھر گیا

مشتاق غدر خواہی نہیں آبرو تو کیا یہ روٹھ روٹھ چلنا، چل چل کے پھر ٹھکانا

یارو ڈرو مکر سے مڑو ڈرو نہ بھر کے انگ آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے رنگ

گریہ ہے مسکرانا تو کس طرح جٹیں گے تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا

شاہ ظہور الدین حاتم، اس عہد کے بالکمال استاد ہیں، یہ دہلی کے رنگ کے موجد خیال کئے جاتے ہیں۔ ورنہ ان سے پہلے ریختہ بجز زوی لکھتے تھے۔ انہوں نے بہت طویل عمر پائی اور خود اپنی زندگی میں دہلی کی شاعری کے رنگ کو بدلتے ہوئے دیکھ لیا، جس کا باعث یہ خود تھے۔ ان کا ابتدائی کلام قدیم بیٹے دلی کے رنگ میں ہے، بعد میں یہ دہلی کی عام بول چال کی زبان میں شعر لکھنے لگے تھے، اسی پر دیوان زادہ "مشغل ہے" ان کے ابتدائی کلام میں بھی ایسا کا وہ رنگ جو دلی کے پاس بہت ہلکا ہے، کافی گہرا ہو گیا ہے۔ آبرو میں ان میں چشمک رہا کرتی تھی اور غالباً اسی وجہ سے میر ان سے ناخوش تھے۔ آزاد نے انہیں طبقہ اول، دوم اور سوم تینوں کے سربراہ اور وہ شعرا

لے ملاحظہ ہو تاریخ ادب اردو، رام بابو سکسینہ، (اردو) سن ۱۹۲۸ء، پنجاب میں اردو، ص ۱۳۱

میں شمار کیا ہے۔ ان کے چند شعر "آبجیات" کے انتخاب سے انڈیا کے یہاں لکھے جاتے ہیں۔

یار کا مجھ کو اس سبب ڈر ہے      شوخ ظالم ہے اور ستگر ہے  
 دیکھ مسروچین ترے قد کو      خجل ہے پانگل ہے بے بر ہے  
 حق میں عاشق کے تجھ لباب کا چن      قند ہے، نے شکر ہے شکر ہے  
 مارنے کو رقیب کے حاتم      شیر ہے، بہتر ہے دھنتر ہے

یہاں طالعوں سے ملتا ہے پیارا      عبث دیکھے ہے زاہد استخارا  
 کئی عالم کئے ہیں قتل ان نے      کرے کیا ایکلا حاتم پجارا  
 ان اساتذہ کے علاوہ اور دوسرے شاعر جو کم و بیش سراج کے ہم زمانہ تھے  
 مرزا مظہر جانجانا، شرف الدین مضمون، عبدالحی تاباں، محمد شاکر حاجی مصطفیٰ خاں  
 کیرنگ، اشرف علی خاں فناں سمجھے جاتے ہیں۔

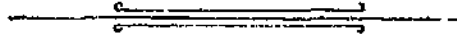
اوزنگ آباد میں اس وقت اتنے عالم، فاضل اور شاعر جمع ہو گئے تھے کہ  
 ان کی تفصیل ایک ضخیم مضمون کی تقاضی ہے۔ "چمنستان شعرا" کے نصف سے  
 زیادہ شاعر ایسے ہیں جو اس زمانے میں اوزنگ آباد میں موجود تھے، شعر کے علاوہ



جن کا ذکر ان تذکروں میں نہیں ملتا، منتخب علماء و فضلاء کی بھی یہاں کمی نہیں تھی۔ اسی لحاظ سے اورنگ آباد کا یہ عروج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ علماء اور شعراء کی ہوجوگی کا اثر، کسی مقام کی علمی فضاء کے لئے جس قدر مفید ثابت ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ لیکن شاعروں اور انشاء پردازوں کے اس منتخب اجتماع میں اسولئے علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کے، کوئی دوسرا سراج کی شہرت کو نہیں پہنچ سکتا۔ شاہ غلام قادر سامی جو اس میں شک نہیں کہ استاد کا رتبہ اور تلامذہ کی ایک کافی تعداد اپنے اطراف رکھتے تھے، اور چچے شاعر بھی تھے، کسی حیثیت سے بھی سراج کے رتبہ کے شاعر نہیں ہیں۔ عارف الدین خاں عاجز، جن کے سغلیں بعض بیانات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ سراج کی شہرت سے کچھ زیادہ خوش نہیں تھے، معمولی درجہ کے شاعر تھے، ان کی مثنوی لعل گوہر جو یقیناً برتانویا کے جواب میں لکھی گئی ہے تیسرے درجہ کی نظم ہے۔ غزل میں بھی ان کا پایہ کچھ ایسا بلند نہیں تھا۔ شفیق، جو سراج کی دوستی کا دم بھرتے ہیں، وہ بلاشبہ اپنے علم و فضل اور شعری قابلیتوں کی وجہ سے اپنے زمانے میں قابل توجہ سمجھے جاتے تھے، اور ان کی مثنوی "تصویر جانان" ایک نفیس شعری کارنامہ ہے۔ تاہم سراج کا اور ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ وہ عمر میں جس طرح سراج سے چھوٹے تھے اسی طرح

دل دماغ کی سطح میں بھی بہت نیچے تھے۔

میر تقی میر کا زمانہ بھی سراج ہی کا زمانہ ہے۔ لیکن میر نے بڑی عمر پائی۔ اور شاہ حاتم اور ان کے بعد کی تحریکات سے متاثر ہوئے۔ اسی لئے تذکرہ نگاروں نے انہیں بعد کے دور میں رکھا ہے۔ سراج اور میر کی طبیعتوں میں کئی طرح کی نسبتیں تھیں، جس کا کسی قدر تفصیل سے ذکر آگے کیا جائے گا۔



## ۴۔ شاعری

سراج کا پایہ اردو شاعری میں کس قدر بلند ہے، اس کو سمجھنے کے لئے ہم  
 ان کے کلام کی خصوصیات کا جاننا کافی ہے۔ بلکہ ان کے معاصرین سے  
 ان کا مقابلہ بھی، اس پر بہت کچھ روشنی ڈال سکتا ہے۔ اس کلیات کے  
 مطالعہ سے واضح ہو گا کہ ان کی شاعری، حسن خیال اور لطیف گفتار کا  
 ایک ایسا دلنواز مجموعہ ہے کہ جس کا مطالعہ ہر زمانے میں شوق سے کیا جائیگا  
 سراج، اردو کے ان شعراء میں سے ہیں جو دماغ سے نہیں بلکہ دل سے شاعری  
 کرتے تھے اور یہ شعر اکاؤہ برگزیدہ طبقہ ہے، جس میں ولی، میر، درد، میر حسن،  
 میر انیس، نظیر، غالب، اقبال وغیرہ شامل ہیں۔ حقیقت میں اردو شاعری  
 کی بہترین روایات انہیں شعراء کی بدولت قائم ہیں۔

ورنہ سورمہ کے الفاظ میں اردو شاعری سراج کے لئے، 'مہذبات کا از خود'

چھلکاؤ تھا۔ وہ کسی سے داد حاصل کرنے یا شعراء میں اپنی جگہ پیدا کرنے کے لئے شعری طرف رجوع نہیں ہوئے تھے۔ اگر یہ ہوتا تو ایسے وقت وہ شاعری سے کبھی دست کش نہ ہوتے، جب ان کی شہرت، احترام کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ گئی تھی۔ شاعری کا بلکہ ان کی فطرت میں اسی طرح ودیعت کجا گیا تھا، جس طرح ایک خوشنواز نڈے میں نغمہ سرائی کا ذوق ہوتا ہے۔ یہی چیز انہیں شعر کہنے پر مجبور کرتی تھی۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ان سے شعر کہلاتی تھی۔ جتنی قلیل مدت کے اندر ان کی شاعرانہ قابلیتوں کا نشوونما ہوا، وہ اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ اکتساب سے جو شاعر اس فن میں مہارت پیدا کرتے ہیں، وہ کبھی اس قدر جلد نمود پر نہیں آسکتے۔ ایک طرف فطری لگاؤ اور دوسری طرف شعراء کے کلام کے وسیع مطالعے نے سراج کے شعری ذائقے اور معیار کو بہت بلند کر دیا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ سراج نے اسی فطری دباؤ کے تحت شعر کہنا شروع کیا تھا، لیکن پھر انہوں نے اس کو اپنے مرتبہ سے کم تر چیز سمجھ کر بہت جلد ترک بھی کر دیا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ سراج کا انسانی نفس، ان کے شاعر کے نفس سے کہیں بلند تھا۔ ان کے ترک شعر کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ان کی شاعری

شہرت زیادہ تر علما اور شعراء کے مطلقوں تک محدود ہوتی گئی، اور وہ اپنی روحانی زندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کرتے گئے۔

سراج اپنے فطری رجحان کے لحاظ سے، داخلی شاعری کے جیسی کہ غزل کی شاعری ہوتی ہے، اسی طرح مالک تھے جس طرح ولی یا امیر ہیں۔ آراء شاعری کو مقبول بنانے میں سراج کا رتبہ ولی سے شاید کم ہو۔ لیکن کسی دوسرے شاعر سے وہ کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس کو ہر دلعزیز بنانے میں جو کام سراج نے دکن میں کیا، وہی میر کی شاعری نے شمالی ہند میں انجام دیا۔ سراج کی شاعری ہر حقیقی شاعر کی طرح اتنی انفرادی خصوصیات کی مالک ہے کہ دو ڈھائی سو سال کی وسیع شعری پیداوار کے باوجود، ان کی شاعری کا رنگ آج بھی رستے الگ اور ممتاز ہے۔

سراج کے متعلق، میر تقی میر کے ایک مشتبہ بیان پر کہ وہ "شاگرد سید حسنہ" تھے، شمالی ہند کے بعض تذکرہ نگاروں نے انہیں سید حسنہ کا شاگرد بتلایا ہے۔ چند اور تذکرہ نگاروں نے اس کی تردید کی، تو بعد کے تذکروں میں یہ شبہ ظاہر کیا گیا کہ شاید سراج نے سید حسنہ سے تعلیم حاصل کی ہو۔ سراج کے ہم وطن اور حاضر تذکرہ نگاروں میں سے کسی نے اس کا ذکر

نہیں کیا۔ اس کے علاوہ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ، 'وکن' میں اس وقت تک شاکردی کا وہ سلسلہ جاری نہیں ہوا تھا، جس کی ابتدا دہلی سے ہوئی۔ 'وحی' - 'غوصی' نصرتی، 'ابن نشاہی' و 'دی غرض کسی کے متعلق یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کسی استاد کے شاگرد انہیں معنوں میں تھے، جن معنوں میں یہ اصطلاح اب عام طور پر رائج ہو گئی ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ سراج نے جن بزرگوں سے واقعی یا معنوی استفادہ کیا تھا اس کے ذکر میں وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ چنانچہ شاہ عبدالرحمن کے روحانی فیضان کا ذکر انہوں نے اپنے کئی اشعار میں واضح طور پر یا کناہیتہ کیا ہے، اسی طرح شاعری میں، وہ 'دی' سے استفادہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اس طبیعت کے انسان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ اگر کسی سے اس نے شاعری میں استفادہ کیا ہو تو شعر لکھتے وقت، اس کو بھلا بیٹھے گا، خصوصاً جب اس طرح کے دوسرے تمام استفادوں کا ذکر کرنے کے لئے وہ گنجائش نکالتے ہیں اور جہاں اس کا موقع ملتا ہے، بخل سے کام نہیں لیتے۔

حقیقت یہ ہے کہ سراج، ویسے ہی فطری شاعر تھے، جیسے کہ 'دی' میر تقی میر، غالب، میر حسن یا انیس ہیں۔

شعر میں اگر انہوں نے کسی سے حقیقت میں استفادہ کیا ہے تو وہ دلی ہیں۔

چنانچہ وہ اپنی زندگی ہی میں دلی کے جانشین کی حیثیت سے شہرت حاصل کر چکے تھے اور یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے اردو شاعری میں نہ صرف ولی کی روایات کو برقرار رکھا، بلکہ اس کو نشوونما بھی دیا۔ اس میں شک نہیں کہ سراج نے 'اس' 'جگت گرد' کا اپنے آپ کو کبھی درمقابل نہیں سمجھا، بلکہ ہمیشہ بعد کے درجے پر قناعت کرتے رہے، تاہم یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ ان کی شاعری اپنا خاص طرز رکھتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ولی کے ذاتی اوصاف ان کی شخصیت اور ان کے کمال فن نے ان کے معاصرین اور متبعین پر جا دو سا کر رکھا تھا، اور ان کے ذاتی اوصاف کے باوجود ان کا شاعرانہ کردار کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہوا۔ لیکن سراج کی طبیعت اس کے بالکل برعکس تھی۔ وہ ایک ایسے ناموش صانع تھے، جس کو اپنے کمالات کا آپ خود علم نہ ہو۔ بلکہ وہ عزلت پسند واقع ہوئے تھے۔ پھر ان کے روحانی میلانات نے انہیں نہ صرف اس عالم پر بلکہ اس کے سامنے کمالات کی پائیداری کے متعلق بہت زیادہ رجائی نہیں رہنے دیا تھا۔ یہ ایسے اسباب تھے کہ جن کی وجہ سے ان کی شہرت بہ حیثیت شاعر کے اپنی پوری وسعت تک نہ پہنچ سکی۔ ولی ایک بجز زخار تھے۔ ایک سیلاب رواں تھے جس کے بہاؤ کی رو میں ہر چیز آجاتی ہے۔ ان کے مقابلے میں سراج کی طبیعت ایک

میں رفتار آج کی سی تھی جو خاموشی کے ساتھ اپنا نغمہ سنائی ہوئی گذرتی ہے اور جس زمین پر پہنچتی ہے اسے گلزار بنا دیتی ہے۔ ولی کی ہمہ گیر اور مغلوب کن ذکاوت کے مقابلے میں ان کی شاعری کی ایک سرسبت کرنے والی خصوصیت جسے وہ خود "سوز" سے تعبیر کرتے ہیں بے حد نمایاں ہے۔ ان دونوں کی شاعری کے صحیح مقابلہ کے لئے اگر ہم کو الفاظ مستعار لینے کی اجازت ہو تو ہم کہیں گے کہ ولی کی شاعری "واہ" اور ان کی "آہ" ہے۔

سراج کے زمانے تک اس میں شک نہیں کہ ولی کی شاعری کے الفاظ آہستہ استعاروں اور تمبیوں میں نھوڑی سی تبدیلی یا وسعت پیدا ہو چکی تھی، تاہم سراج نے مجموعی طور پر غزل میں ولی کی روایات کو حتی الامکان قائم رکھا۔ اسی لئے ان تبدیلیوں اور سراج کے ذاتی عنصر کو علیحدہ کر کے دیکھئے تو دونوں کی شاعری میں بہت کم بنیادی فرق نمایاں ہوگا۔

سراج نے ولی سے کس طور پر استفادہ کیا، اس کا تصور ابھی بہت اندازہ ہی واقعہ سے ہوتا ہے کہ ولی کی شاعری ان کا مٹخ نظر ہونے کے باوجود ان کی بہت کم غزلیں ایسی ہیں جو ولی کی زمیوں میں لکھی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صورت سے زیادہ معنی میں ولی سے متاثر تھے۔



چنانچہ سراج کے کلام میں اس طرح کے اشارے بھی ملتے ہیں۔ سوائے ولی اور حافظ کے سراج کبھی کے خیال یا کلام کی تفسیر بھی کم کی ہے۔ ذیل میں ہم دونوں کے کلام سے ہم روایت اور ہم وزن غزلیں اور ہم مضمون اشعار درج کرتے ہیں، جس سے ان کی خصوصیات کا اندازہ ہو سکیگا۔

## ولی

## سراج

گر آرزو ہے تجھ کوں گلزار کا تماشا  
کشتی میں چشم کی آدیکھ آب کا تماشا  
اے قبلہ دل و جاں تیری بھنور کے دیکھے  
زاہد کوں خوش نہ آوے محراب کا تماشا  
ہر قطرہ اشک میں ہے ظاہر جمال سرور  
پانی میں جیوں بیان ہے ہمتاب کا تماشا  
تجھ جہر کی آگن میں اب ہے سران بے گل  
آتش میں دیکھ آکر سیلاب کا تماشا

دیکھا ہے جن نے تیرے رخسار کا تماشا  
نہیں دیکھا سرج کی جھلکار کا تماشا  
اے رشک باغِ بخت جیوں بدبو اتوں  
دورخ ہے تب سوں مجھ کوں گلزار کا تماشا  
زرگس نم رہی نہیں پل مارنے کی طاقت  
آدیکھ اس آنکھوں کے بیمار کا تماشا  
تب سوں ولی کا مطلب جا پیچ میں پڑیا ہے  
دیکھا ہے جب سوں تیری دستار کا تماشا

چرخِ ریشم روشن تر ہے جس بے مثال اس کا

جیوں ہے ہر طرف عالم میں حسنِ بیجاں اس کا

بغیر از دیدہ حیراں نہیں جاگ میں نقاب اس کا  
 ہوا ہے مجھ کو کشمیر بزم یک رنگی سوں لہریں روشن  
 کہ ہر ڈرے اوپر تاباں ہے دائم آفتاب اس کا  
 کرے عشاق کوں جیوں صورت دیوار صیرت میں  
 اگر پر دے سوں واہو دے جلال سجا ہے اس کا  
 سخن نے یک نظر دیکھا نگاہ مست میں جس کو  
 خراباتِ دو عالم میں سداں ہے وہ خراب اس کا  
 میرا دل پاک ہے از بس ذلی زنگ کہ نورت میں  
 ہوا جیوں جو ہر آئینہ مخفی پیچ و تاب اس کا

کہ چوتھی چرخ پر خوشید ہے عکس جمال اس کا  
 صنم کی زلف کے حلقے میں ہے جیوں حیم کا نقطہ  
 عجب ہے خوشنما اس عارض گلگونِ خال اس کا  
 عیاں ہوتا ہے جیوں کر سرو پانی کے کھالے پر  
 ہوا یوں جلوہ گرا نکھوں میں فتح تو نہال اس کا  
 جدا جب میں ہوا دو دلبر جا دو نظر مجھ میں  
 جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر میں خیال اس کا  
 سراج اے شعلہ لہے کونسا سون میں نہیں واقف  
 مجھے کیا پوچھتا ہے پوچھ پر و نے سیر حال اس کا

گرچہ میں چلے وہ رشک بہار  
 گل کریں نقد آب و رنگ نثار  
 یاد تجھ خط سبزی کی لے شوخ  
 زخم دل پر ہے مرہم زنگا  
 جن نے دیکھا ہے اس پر رو کوں  
 مجھ میں تجھ عشق نے لیا یکبار  
 طاقت و عقل و صبر و ہوش قرار  
 دل نے میرے کیا ہے اے گلرو  
 یاد تجھ زلف کی گلے کا ہار  
 رخ تیرا نسخہ نگہ گستاخ ہے

صورت ہوش سوں ہوا بنزار تجہ درس کے خیال میں دائم مثل نیساں ہے چشم گوہر بار بسکہ پایا ہے تجہ جفا سوں شکست خانہ دل ہوا ہے آئینہ دار لئے ولی اس حرف ہوش پوچھ جو ہواست جملوہ دیدار	ہے خطِ سبز جدول زنجار کفل گئے اس کی زلف کے دیکھے پیچ دستار واعظِ مکار پردہ چشم دل اگر وا ہوئے منظر دوست ہے درو دیوار شوخ آئینہ رو کے دیکھے بن ہو گیا ہے سراج حل کے غبار
اپس گھر میں رقیباں کوں نہ دے بار چمن میں کام کیا ہے خارِ خمس کا	گلی میں یار کی ہر لہو الہوس کوں بار کہاں نشان گلشن فردوس زارغ پاتا نہیں

غرض ولی اور سراج کی شاعری میں زبان، اسلوب بیان، اور خاص طور پر رنگ، تغزل، بے تکلفی، بے ساختگی، اور سلاست کی بہت سی خصوصیات جہاں مشترک ہیں، وہیں ان کے اپنے شخصی نغمے جدا جدا ہیں۔ ولی کے پاس جو چیز رہنمائی، علم پرستی اور بے گیر دکاوت کی شان میں ظاہر ہوئی ہے، وہی چیز سراج کے

پاس اور دادر سوز گداز کی صورت میں جلوہ گر ہوئی ہے۔ سراج کی معمولی معمولی باتوں میں بھی ایک سوز اور ایک دل کو مسوسنے والی کیفیت موجود ہے۔ مثلاً ایک شعر میں وہ اپنے محبوب کو اپنا احوال سنانا چاہتے ہیں۔ اس کو مخاطب کرنے کا انداز قابل دید ہے۔

اے جان سراج ایک غزل درد کی سن جا      مجموعہ احوال ہے دیوان ہمارا  
کہو اس لالہ گلزار جاں کوں      کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا  
چندا اور اشعار قابل ملاحظہ ہیں۔

گھٹا غم، اشک، پانی، آہ، بجلی      برستا ہے عجب برسات تم بن

ایک دن نین جھرد کے کی طرف میں گرز      مردم چشم ہے بیتاب میری آنکھوں میں  
اے غم صبح آنے کی خبر ہے سر قدامت کی      قیامت کل کو آتی ہے عمل کرے تو گج پانچا  
دنجیر بھلی، قید بھلی، موت بھی جیوں تیرا      پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا  
ایک شعر میں اپنی ناکامی کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

داس تک بھی ہائے مجھے دستر نہیں      کیا خاک میں ملی ہیں بری جاں فشانیاں  
ان کی شاعری مجسم درد ہے اور اس حقیقت سے وہ مجزبی واقف تھے۔

چنانچہ جا بجا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً

نازل میں مجھ کوں دیا درد صانع تقدیر میرے نصیب کے شربت میں زہر گھول چکا  
 کوئی ہمارے درد کا محسوس نہیں آشنا نہیں دوست نہیں بدمذہب نہیں  
 عالم دیوانگی کیا خوب ہے بے کسی کا واں کسی کوں غم نہیں  
 کسی کوں رازِ پنہاں کی خبر نہیں ہمارے درد کوں کم جانتے ہیں  
 لمبیاں پاس جاناں درد سے جگر کے درد کوں کم جانتے ہیں  
 جہاں مجھ غم کی آتش جلوہ گر ہے وہاں دوزخ کا قصہ منتشر ہے

یہ درد و سوز میرے کلام کی بھی ایک نمایاں خصوصیت ہے لیکن اتنا غرض نغمہ  
 "یاس" ہے۔ اور وہ اس مضمون کے پادشاہ ہیں۔ اس کے مقابلے میں سراج  
 کے پاس ایک احساسِ قناعت، تسلیم و رضا، سپردگی بلکہ درد میں لذت  
 کی چاشنی موجود ہے۔ شکایت یا انتقام کا جذبہ ان کے دل میں کم پیدا ہوتا  
 ہے۔ غرض سراج کے کلام کا مطالعہ کرنے والا سب سے زیادہ جس کیفیت کو  
 محسوس کرتا ہے، وہ ان کا درد آگین انداز ہے اور یہ خصوصیت زعفران کی  
 غزل میں موجود ہے بلکہ ہر صنف کلام کا یہی نمایاں وصف ہے۔ جو لوگ نام کے  
 اثرات کے قائل ہیں، وہ اس سوز کو شاید "سراج" کے تخلص کا نتیجہ سمجھیں۔ ان کی



ایک نثوی کا عنوان ہی ”سوز و گداز“ ہے۔ یہ دراصل سراج کی متصوفانہ اور روحانی زندگی کا مسلک تھا۔ ادیبی ان کی عین حیات تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ صبر و قناعت کا جو احساس ان کے کلام میں جاری و ساری نظر آتا ہے۔ اُس سے اس کا اثر بہت بڑھ جاتا ہے۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

اپنی قسمت کے غم و رنج میں شاکر ہوں سراج جو مجھ نے ازل کے مری تقویم کیا  
اس سلسلہ میں میر کے مشہور شعر بھی پڑھنے کے قابل ہیں

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تمہت ہے مختاروں کی چاہتے ہیں آپ کرے میں ہم کو عبث بنام کیا  
یاں کے سفید سیاہ میں ہم کو ظن جیسے سواتنا رات کو رو صبح کیا یاد دل کو جیوں تنوں شام کیا  
واقعہ یہ ہے کہ سراج ”سراپا رہن عشق“ تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ ہستی، محبت کے سوا اور کچھ نہیں۔ عشق، برق جاں سوز ہے، لیکن یہ سوز لذت سے خالی نہیں۔ اسی لئے انہیں اس سوز سے میں ”حاصل“ کا کبھی اذس نہ ہوا۔ بلکہ اس برق جگر سوز کی روشنی میں انہیں حقیقت عالم نظر آگئی جیسا کہ ایک شعر میں فرمایا ہے۔

روشن ہے سبب عشق کے کیفیت عالم آئینہ دل ساغوشید ہوا ہے

اس ایک حادثہ نے انہیں دنیا کے تمام حادثات سے مصون کر دیا تھا۔ ۳۳

اس کو کئی آفات حوادث میں نہیں کسب کچھ جس کوں لعل و گلوئے دل ہوا طومار عشق  
 محبت کے جذبے کے غیر اختیار ہی ہونے کا بھی انہیں پورا یقین تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں  
 ہے بسمل شمشیر نگہ ذوق سیں اپنے دل اشتر میں کس موندہ سستی فرما: کرے گا  
 مت کرو شمع کوں بد نام جلاتی وہ نہیں آپ میں شوق تینگو کوں ہے جل جائے گا  
 عشق کی بدولت جو مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ انہیں وہ عاشق کا طرہ امتیاز سمجھتے  
 ہیں۔ ۷۵

تڑپناں تلملاناں غم میں جلتاں تھا کہ بوجانا یہی ہے اختیار اپنا ہی ہے اعتبار اپنا  
 لیکن یہ کیفیت اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک محبت واقعی اور سچی نہ ہو۔  
 بہت مجال ہے ہوناں سراج کے مانند برہ کی آگ میں جلنے کی کوئی لاف کرو  
 میر اور سراج کے کلام کا سرسری طور پر مطالعہ کرنے والا بھی یہ محسوس کرے  
 بغیر نہیں رہ سکتا کہ اردو کے یہی دو شاعر ایسے ہیں جن کی فکر کے سانچے ایک  
 دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ بعض وقت یہ شاعر بہت آہنی توتی ہو گئی ہے  
 کہ ان کے اشعار میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ خیال کا تو اردو شاعر غیر معمولی  
 بات نہیں لیکن جب خیال کے ساتھ الفاظ اور اسالیب بھی ایک سے ہونے لگتی  
 پھر یہ بات اتفاقی نہیں رہتی بلکہ اس کی تہ میں کسی نفسیاتی کیسائیت کا وجود

ہونا ضروری ہو جاتا ہے۔ سراج اور میر کے پاس بعض خاص خاص مضامین ایک طرح پر بندھے ہیں کہیں کہیں تو نہ صرف مصرعے، بلکہ اشعار بھی ایک ہو گئے ہیں۔ ذیل میں دونوں کے کلام سے چند ہم رو لیف غزلیں اور ہم مضمون اشعار درج کئے جاتے ہیں، ہماری شاعری میں، قافیہ بڑی حد تک شعر کی صورت کو تشکیل دینے والا ہوتا ہے۔ ان اقتباسات سے دونوں کی فکر میں مشابہت کا اندازہ کرنے میں مدد ملے گی۔

## سراج

## میر

عشق نے غول کیا ہے ول جس کا	منہ نکا ہی کرے ہے جس تن کا
پارہ لعل اشک ہے جس کا	حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
چشم ساقی کے وصف لکھتا ہوں	داغ آنکھوں سے کھل ہے جس کا
مے قلم ہات شاخ زرگس کا	ہاتھ دستہ ہوا ہے زرگس کا
تم نے پائے ہو حسن کی دولت	شام ہی ہے بجا سار ہتا ہے
پوچھتے کب ہو حال مفلس کا	دل ہوا ہے چسپخ مفلس کا
بے کسی مجھ میں آشنا ہے سراج	تاب کس کوں جو حال میر سنے
نہیں تو عالم میں کون ہے کس کا	حال ہی اور کچھ ہے مجلس کا



میرے سنگ مزار پر فرماؤ	تجہ جدائی میں اے بہارِ مزہ
رکھ کے تیشہ کہے ہے یا استاد!	خوب لگتی نہیں چین کی یاد
موند آنکھیں سفرِ عدم کا کر	نظر آیا ہے تہ تراجمہ کوں
بس ہے دکھیا نہ عالمِ ایجاد	سرو آزاد گلشنِ ایجاد
ہم سے بن مرگ کیا جدا ہو ملال	نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
جان کے ساتھ ہے دل نا شاد	طوق قمری ہے طرہ شمشاد
ہر طرف ہیں اسیہ بچہ آواز	دل بہلا ہے مرغ دست آموز
باغ ہے گھر ترا تو اے سیاد	رحم لازم ہے اسپاے صیاد
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم	آتش عشق نے صنم کی کیا
خاک کس دل جلے گی دی برباد	خاکساروں کی آبرو برباد
کر سیرِ حدیبا لغت گلچیں لے گل چین میں	کیا ہوں سیرِ حسنِ دل کی مگر نگہی کا گلشن میں
توڑا تھا شاخ گل کو نکلی صدائے بلبل	عبوض بلبل کے برگ گل چٹے تھے آشیانے میں
ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا	ہوئی جوشِ محبت میں زباں بند
دل ستم زدہ کو ہم نے تمام تمام لیا	صنم کا درمیاں جب نام آیا

یہ اقتباسات بہت مختصر ہیں۔ حقیقی مناسبت کا اندازہ وسیع تر مطالعے کے بغیر ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں چند ہمہ صنفی اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

میسر

سراج

ظلم و ستم سے خون کیا پھر دبا رہا  
برباد کیا گئی ہیں میری جانفشانیاں  
مرا بھی ان نے سان کے غیزل میں بھکھو میر  
کیا خاک میں ملائیں میری جانفشانیاں

فیض اے ابر چشم ناز سے اٹھا  
آج دامن وسیع ہے اس کا

دامن تلک بھی ہائے مجھے دستریں نہیں  
کیا خاک میں ملی ہیں میری جانفشانیاں

گوہر اشک سب سمائے ہیں  
آج دامن وسیع میرا ہے

چمن میں گل نے جو گل دعویٰ کیا  
جمال پار نے منہ اس کا خوب لال کیا

اس کی طرز نگاہ مست پوچھو  
دل ہی جاتے ہے آہ مست پوچھو

جس بھول نے ترے میں کیا دعویٰ کیا  
دو پاؤں آفت بادخسراں ہوا

حال دل آنکھ آہ سے پوچھو  
نہیں غلط دو گواہ سے پوچھو

دلِ آشفتہ کا مرے احوال	نو گرفتار دام زلف اس کا
اپنی زلف سیاہ میں پوچھو	ہے یہی روسیہ مست پوچھو
شکر عقل کیوں کیا غارت	ہینگے برگشتہ سے صفِ مژدگان
بے خودی کی سپاہ میں پوچھو	پھر گئی ہے سپاہ مست پوچھو
روشنی اس جمالِ روشن کی	کہیں پہنچو گے بے رہی میں یہی
تا بابت ہر وہ ماہ سپیں پوچھو	گم ہاں یوں یہ راہ مست پوچھو

ان غزلوں کا انداز کس قدر ملتا جلتا ہے، جن کے چند اشعار یہاں نقل کئے گئے ہیں۔

## سراج

## میر

محراب بیچ سجدہ ریبائی ہے زاہد و	شیخ جی آو مسند گرد جام کرد
ان برووں کوں دیکھ کے قاسم کوں خرم کرد	جنس تقوی کے نہیں صرفے نامہ کرد

نوبہار آمد رفیقان غم سیر گل کنید	صوفیاں خم داہونے میں ملے انگلیں مارو
چادر ہمتاب نذر تربت بلبل کنید	اب آ یا زور غیرت تم بھی کچھ پید اکرو
نسخہ گرا زودارید از زلف رخس	مستی رو دیوانگی کا عہد ہے بازار میں

مسطر جزو گل از تار رگ سنبل کفید  
خندہ دندان نما لازم نہیں اے بجرِ حسن  
نہیں تو اب جاتی ریگی تیری معنی کی آبی  
دیوانے کوں مست شور جنوں یاد دلا  
پلے کو باں دست افشاں آن کر سودا کرو  
مست ڈھلک ترگاں آتجائے سرشک آبد  
منفت میں جاتی ریگی تیری موتی کی آبی  
مجھ دیوانے کی مست بلا از بخیر  
ہرگز نہ سناؤ اسے زنجیر کی آواز  
کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر غل ہو

سراج کے اس شعر کا دراصل تیر کا یہ مشہور شعر ہے ۔

سرا نے میر کے آہستہ بولو ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے

میسر

سراج

ہم فقیروں پرستم جیتے رہو  
خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم  
ہم فقیروں سے بے ادائی کیا  
آن بیٹھے جو تم نے پیار کیا

سراج کی شاعری کا دوسرا نمایاں عنصر بے ساختگی اور ادائے مطلب میں بے حد سادگی ہے۔ بعض وقت یہ سادگی، ہم کو نامانوس اور غیر رسمی سی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ اولین شعرا کے الہام کا ماخذ راست حقایق حیات تھے۔ بعد کے شاعر انہیں سے استفادہ کر کے زبان اور اسالیب کے سنوارنے میں مصروف رہے۔ چنانچہ ہماری شاعری کا ارتقاء، مصنوع شعرا اور

خیالات میں اتنا نمایاں نہیں ہے، جتنا زبان اور اسالیب میں ہے۔ اس طرح سادگی کی خصوصیت سراج ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ ابتدائی دور کے کم و بیش تمام شعرا کے کلام کا یہ مشترک وصف ہے۔ لیکن غزل میں سادگی جہاں حسن اور لطافت کی حد کو پہنچ گئی ہے، وہ وہی 'سراج اور تمیر کا کلام ہے۔ ولی کے مقابلے میں سراج اور تمیر کے پاس لطیف صناعتی کا اثر بھی کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ میر کو اپنے معیار درست کرنے کے لیے کافی عرصہ میر آسکا۔ اس لئے ان کا طرز ایک حد تک جدید معلوم ہوتا ہے اسی لئے تذکرہ نگاروں نے میر کو سراج کے بعد کے شعراء میں رکھا ہے۔ ذیل میں سراج کے کلام سے ایسے اشعار پیش کئے جاتے ہیں جن میں خیال زبان اور اسلوب کی سادگی، پڑھنے اور لطف اندوز ہونے کے قابل ہے۔ انہیں میں اکثر اشعار سہل مستح بھی ہیں، الفاظ کی سادگی کے باوجود کلام میں جو نرمی ہے وہ بھی اس کے لطف کا بڑی حد تک ضامن ہے۔

یا تو گلزار آپ ہو جاناں	یا کسی قلب بن کے ہو رہاں
اے دل اس کی دوستی تجھ کو نہ کرناں تھا کیا	جو کیا اس ہم کوں آغاز تو انجام ہے
نازک بدن میں مست مل کئی بار میں کہا ہوں	جاسن تری نوشی ہے روتے عام ہوں
بار تھا غمخوار تھا رنج و بلا میں بار بار	ہر طرح ناز دل بیتاب کھینچا چاہے

تڑے لعل لبیں ہے آبجیات      پھر جستجو میں سکندر عبث  
 یار کوں بے حجاب دکھا ہوں      میں سمجھتا ہوں خواب دکھا ہوں  
 یہ عجب ہے کہوں کوں تاریکی      رات کوں آفتاب دیکھا ہوں  
 دیوانے دل کوں سمجھتا ہوں      لیکن کہاں لگ ہو کوئی حائل کسی کا  
 اتر اس کلام کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے، جس میں حسین سادگی اور درو کی لکک  
 موجود ہو۔ اسی اثر کی بدولت سراج کی غزلیں، ان کی زندگی میں اور آج تک بھی  
 صوفیوں کی محلبوں میں اور سرود و سماع کی محفلوں میں گائی جاتی ہیں۔ ان کے  
 کلام میں کس بلا کا جاوہ ہے اس کا اندازہ وہ لوگ اچھی طرح کر سکتے ہیں جنہوں نے  
 ان کی غزلوں کو محفلوں میں گاتے سنا ہے۔ عبد الجبار خاں آصفی کے بیان سے  
 بھی اس پر تھوڑی بہت روشنی پڑ سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

”سراج“ ہفتہ میں ایک روز محفل سماع (منعقد) فرماتے تھے اس میں  
 شہر کے اکثر عائد و مشائخ جمع ہوتے تھے۔ قوال اور گوئیے آپ کی غزلیں سناتے  
 تھے، کبھی سامعین کو رلاتے کبھی لٹاتے تھے۔ کوئی وجد و حال میں تڑپتا  
 تھا کوئی وحدت کے دریا میں ڈوبتا تھا،

سراج کا متصوفانہ کلام اور خاص طور پر وہ غزل جس کا مطلع ہے -  
 ”خبر تخیر عشق سُن نہ جنوں رہا نہ پری رہی نہ تو توں رہا نہ میں رہا جو رہی سو بہ بیزیری رہی“  
 سماع اور سرود کی مخلوق کی جان ہے۔ جب یہ گائی جاتی ہے تو کیا صوفی اور  
 کیا مولوی، سہمی پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ غزل ہندوستان  
 بھر میں مقبول ہے۔ اور اسی مقبولیت کے سبب بعض وقت وہ یہ شواہد کے نام  
 سے منسوب کر دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غزل سراج کے تمام مستند دیوانوں میں  
 موجود ہے اور ان کے زمانے کے تذکروں سے آج تک جس اس کے مختلف  
 شعرا انتخاب کئے گئے ہیں۔ لکھنوی نارسن شفیق نے اپنے وسیع انتخاب میں ایک شعر  
 اس غزل کا بھی درج کیا ہے۔ شفیق سے بڑھ کر اس کی سند اور کیا ہو سکتی ہے۔  
 غزل کی شاعری میں ایسے شاعروں کے کلام میں بھی جو اخلاق کا نفاذ کم سے کم  
 رکھتے ہیں، کچھ نہ کچھ اشعار اخلاق سے متعلق ضرور آجاتے ہیں۔ خواہ وہ تنقیدی طلاق  
 ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں سراج کی زندگی کا ایک بڑا مفلسد ارشاد و ہدایت تھا  
 گو اس وقت یہ چیز نمایاں نہیں تھی، لیکن بہر حال یہ ان کی سرپرست میں دخیل

اسی لئے ان کی شاعری میں ایسے اشعار میں ان کے منمنو خانہ رجحانات نے ایک  
رفتہ سی پیدا کر دی ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں۔

دورنگی خوب نہیں یک رنگ ہو جا      سزا پا موم ہو یا سنگ ہو جا

اس شعر میں شعری لطف کے علاوہ سادہ بیانی اور عمومیت کی جو خصوصیات موجود ہیں  
ان کے سبب یہ شعر بہت مشہور ہو گیا ہے۔

یار جانی تو زمانے میں پنٹ نایا ہے      کیجئے دشمن اگر اپنا تو جانی کیجئے

تھکیہ، محسلی سرھانے رکھ      لیکن آنکھوں میں اپنے خواب نکال

کام جاہل کا ہے سخن چینی      اے سراج اس کوں توں جواب دے

مینائے تن میں بوجھِ فنیست مئے حیات      جیوں دور جام دور فلک بے درنگ ہے

طلب کی راہیں سختی جو پیش آوے تجھے سا      خیالات جہاں کوں فتح کر زبر کرناں

اس آخری شعر کا انداز بتلا رہا ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی معمولی دل و دماغ کا

انسان نہیں ہو سکتا۔

اخلاقی شاعری دراصل حکیمانہ طبیعت اور فلسفیانہ غور و فکر کا نتیجہ ہوتی ہے۔

کسی شاعر کی بساط میں جب تک اس کا سرمایہ نہ ہو، نہ تو وہ اچھی اخلاقی شاعر ہی

پیش کر سکتا ہے اور نہ اس کی فکر میں گہرائی، اسالیب میں ندرت اور مجموعی



طرح پر اس کے کلام میں انفرادیت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس نقطہ نظر سے سراج کی شاعری، اردو غزل کے بہترین فلسفی شعرا کی مد مقابل ہے۔ حکیمانہ غور و فکر کا نشوونما عموماً عزت پسندی کا لازمی خاصہ ہوتا ہے۔ اردو شعراء میں سراج کی ہی بے تعلق زندگی، بہت کم لوگوں کے حصے میں آئی ہوگی۔ اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سراج نے حیات کے اکثر مسائل پر غور کیا تھا اور اکثر انہی کے متعلق اپنی ذاتی رائے رکھتے تھے۔ غزل گو شعرا میں غالب کا کلام اس نوعیت کی بدست ممتاز ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ بعض حقائق جن پر سراج نے اظہار خیال کیا ہے، غالب نے بھی ان کو باندھا ہے اور اکثر جگہ دونوں کا زاویہ نظر ایک سا ہے۔ مثلاً سراج نے ایک شعر میں اس زندگی کو خواہ وہ کسی ہی کچھ ہو غنیمت سمجھنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ بہت جلد یہ نمود بھی باقی نہیں رہے گی۔

مینائے تن میں بوجھ غنیمت ہے حیات جیوں دورِ جامہ دو فلک بے وزنگے  
غالب فرماتے ہیں۔

غہمائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانو بے صدا ہو جائیگا یہ سازِ بستی ایک دن  
گردش زمانہ سے متعلق سراج کا ایک شعر ہے۔

ہمیشہ دورِ عالم مختلف ہے کہ ہے گردش میں ہر دمِ ظلموں ظلم

غالب نے اس خیال کو اس طرح ظاہر کیا ہے۔  
 رات دن گردش میں ہیں سات آسمان ہورہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا  
 عمر کی رواروی کو سراج نے ایک شعر میں باندھا ہے۔

آبِ رواں ہے حاصلِ عمرِ شبابِ رو دہرِ فنا میں نقشِ نہیں ہے شبانہ کا  
 غالب اپنے خاص انداز میں اسی حقیقت کو یوں ظاہر فرماتے ہیں۔

رو میں ہے رخسِ عمر کہاں دیکھئے تھمے نے لہتہ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں  
 غالب کا ایک مشہور شعر ہے۔

میں گھیا بھی وہاں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب تھی دعائیں یا دعوتی صرف وہاں گونگیں  
 اس شعر پر تنقید کرتے ہوئے مولانا حالی نے گالیوں کے جواب میں دعائیں دینے کے  
 پر لطف خیال کی خاص طور پر تعریف کی ہے۔ سراج نے اس خیال کو ساٹھ ستر سال پہلے  
 ایک سے زیادہ اشعار میں باندھا ہے۔ مثلاً

عوض نقد دعا کے ہفت ہے دشنام اس لب میں  
 ارے دل عشق کے سووسے میں پھر نکلار مستی کھنچو

فارسی میں بھی یہ خیال اس طرح ادا کیا ہے۔

در شہر حسن و عشقِ رواجے دگر بود دشنامِ می و پی و دعا می کہ نیم ما

سراج کی ایک فارسی غزل (ارولف زعل) اور غالب کے پہلے دونوں قصیدوں میں خیالات اور اسالیب کے لحاظ سے کس قدر مشابہت ہے، اس کا اندازہ ان کے پہلو پہ پہلو رکھ کر مطالعہ کرنے سے ہو سکے گا یہ دونوں حضرت علی کی منقبت میں ہیں ان کے چند شعر نقل کئے جاتے ہیں۔

## سراج

## غالب

یا علی ذات تو دراصل حقیقت منظر	نقش لاجول کجھ اے خامہ نہراں تخریر
منظر کل عجائب و غرائب بہ مجاز	یا علی عرض کر اے فطرت و ہوسریں
تا بیع مرضی تقریر تو حرف تقدیر	جلوہ پرداز پر نقش قلم اس ہا جس با
بندہ سحر لب لعل تو شخص اعجاز	وہ کف خاک ہے ناموس عالم کی آگیا
بچہ رام فلک از نور تو اعجاز مسیح	کف ہر خاک بہ گردن شدہ قمری پرداز
بسر طور ز نام تو ہو سلی آواز	دام سہر کا غذا آتش زورہ طاووس شکار
ذوالفقار تو بود ابرو سے پیشانی قد	برش تیغ کا اسکی تہ جہاں میں چرچا
نقش دور سپر تہ مردک دیدہ راز	قطع ہو جائے نہ سر شرتہ ایجاد کہیں

مرتبہ اوراق ہڈانے سراج کے کلام کا جو انتخاب "سراج سخن" شائع

کیا تھا اس کو پڑھ کر حضرت داغ کے ایک مشہور شاگرد نے جو داغ کے دستاویز کے اس وقت باقیات الصالحات سمجھے جاتے ہیں، مرتب سے فرمایا تھا کہ غالب کا رنگ آپ پر سلاط معلوم ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خیال صحیح ہو، لیکن مرتب کو یقین ہے کہ سراج کے کلام کا مطالعہ جو شخص محض اس نقطہ نظر سے کریگا۔ اسے سادگی کے درمیان جگہ جگہ ایسے اشعار ملیں گے جن پر غالب کی طرز فکر کا دھوکا ہوگا۔ اور وہ شاید یقین کریگا کہ غالب کی نظر سے سراج کا کلام ضرور گزرا ہوگا۔ تفصیلی بحث کی یہاں گنجائش نہیں، مختصر طور پر جب ہم غالب کے مخصوص انداز کا ذکر کرتے ہیں تو اس کا مطلب فکر کی ندرت اور اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے نفیس اور بلیغ ترکیبوں کا وضع کرنا ہوتا ہے اس نقطہ نظر سے سراج کے یہ شعر ملاحظہ ہوں۔

اگرچہ پار کا ہے عضو عضو مر کر خوبی	بے نقطہ دہن تنگ پر داز تبسم
بے دل مرا گل عنائے فصل غیر تفر	کبھی خزان تغافل کبھی بہا ز تبسم
عالم آب ہے سیرانی گلزار جنوں	خطا سا غرگ برگ گل سودا سمجوں
پیش دل ہے مجھے شاہہ مقصود کا وصل	پچیش دو در جگر زلف چلیا سمجوں
چشم عبرت سے تماشا ہے جہاں کرتا ہوں	خاک در خاک ہے یہ انجمن گل در گل

رخسار پر صنم کے جو خال سیاہ ہے دو مرد مک ہے حلقہ گمبہ کی چشم کا  
خیال زگس ساتی سین لے لڑش میں ہو ایسے رعشہ فرا کثرت مدام شراب

اس مشابہت کا ایک سبب مرتب نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک توجیہ ہے کہ سراج اور غالب دونوں نے مزہبیدوں سے الہام حاصل کیا تھا۔ چنانچہ طرز فکر کے علاوہ بیسیوں الفاظ اور ترکیبیں سراج کے کلام میں ایسی ملتی ہیں جو آج غالب کے ساتھ مخصوص سمجھی جاتی ہیں، مثلاً سبک روحان معنی 'خارگراں جاں'، فکر شرافشانی دل کا گل خم خم بلمائے جان بہر پنجیر، چراغانِ فراق، شکست موج، توبہ افشانی لب یانیا، حسن گل فریب، خانہ زنجیر، بستہ زلف گرہ داروغیہ ان ترکیبوں میں اداس مفہوم کی وہی ندرت پوشیدہ ہے جو غالب کا طرہ امتیاز سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً فکر شرافشانی دل سے سراج کی مراد ہے دل میں آگ کے شعلے جو بھڑک رہے ہیں، ان کے فرو کرنے کی تدبیر۔ "چراغانِ فراق" آگ جو بیدانی میں بھڑک رہی ہے، "شکست موج" پانی کی سیدی لہروں میں ہوا یا کسی اور وجہ سے جو کچی پیدا ہو جاتی ہے۔

سراج اور غالب کا ایک مشترک رجحان تقوف ہے۔ میر درد کو مستحق کر کے، حالی نے تمام اردو شاعروں میں غالب کو حقیقی مستوفانہ ذوق رکھنے

شاعر سمجھا ہے۔ اس میں مبالغہ بھی نہیں ہے کیونکہ غالب کچھ تو فطری میلان طبع کی وجہ سے اور کچھ زمانے کی ستم ظریفیوں سے بدل ہو کر تصوف کی طرف رجوع ہو گئے تھے اور تصوف مایوس قلوب کا بڑا سہارا ہوتا ہے نہ صرف ذہنی بلکہ حسی سہارا۔ ہماری فلسفیانہ ذہنیتیں فطرتاً ہی ہمیشہ اس طرف دھلتی رہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ حالی کے پیش نظر ولی اور سراج کا کلام نہیں تھا ورنہ وہ ان کو کبھی نہ بھلا سکتے۔ سراج کے کلام میں ولی سے بھی زیادہ متصوفانہ رجحان کارفرما ہے۔ ولی کی زندگی کا بڑا حصہ صوفیوں کی صحبت میں گذرا تھا۔ لیکن سراج کی یہ عین زندگی تھی اور اسی پر ان کی شعوری زندگی کی ابتدا اور انتہا ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی شاعری متصوفانہ رنگ میں ایک امتیاز رکھتی ہے۔ ان کی متصوفانہ شاعری میں بھی عشقیہ اور غنائی شاعری کی پوری گھلاوٹ موجود ہے۔ سراج کا شمار یہ حیثیت مجموعی اردو کے غنائی شاعروں میں ہوتا ہے، لیکن ان کی شاعری کو اس نوع کے دوسرے شعراء مثلاً ایک طرف ولی اور دوسری طرف میر تقی میر سے جو چیز میز کرتی ہے، وہ تصوف ہے۔ عام شعراء کے پاس تصوف، شعری مضامین میں سے ایک مضمون ہوتا ہے جس کے متعلق شیخ علی حارث نے کہا تھا کہ ”برائے شعر گفتن خوب است“ اس کے برخلاف سراج کے لئے یہ حقیقت تھی۔

سراج کا تصوف، بسندِ خانقاہِ صوفی، اور طالبِ جنتِ زاہد سے بالکل جدا ہے، جس میں نفسانیت، غرور یا نفع اور نقصان کے کاروباری احساس کو دخل ہوتا ہے۔ ان کا تصوف صاحبِ دل کا تصوف ہے جس میں مطلوبِ حقیقی حُسنِ مجسم ہے۔ جس عبادت میں محبت نہ ہو وہ اُسے زہد سے تعبیر کرتے ہیں اور لطیف پیرایہ میں اس کا خاکہ اڑاتے ہیں۔

اے زاہد و تمہیں فردوس کی تمنا ہے ہمیں تو آگ میں گلزار کا تانا ہے ایک جگہ کہتے ہیں کہ زاہد خشک محبت کے ناقابل ہے۔

زاہد خشک کوں شراب نہ دے      آبِ دے خار و خسِ نواں آگ نہ دے

نذیبِ زاہد اں سے برتر ہے      عاشقِ پاکباز کا مشرب

چاہیے زاہدوں کوں حجرِ تنگ      باغِ عاشق ہے وسعتِ مشرب

ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ عشق کے سامنے زہد کے پیر بھی لڑا کھڑا جاتے ہیں۔

ذلفِ کافر میں لگی پہنے نیمِ مشک بو      زاہد و بادِ خزاں ہے گلشنِ ایمان کا

اگر مسجد میں لے زاہد دوستِ نیمِ خوابے      ترے ہر دانہِ تبیخ میں بولے شرابے

سنا ہے جب میں تیرے عشق کا شور      لیا زاہد نے مسجد کا کھنار

غرض سراج کی شاعری کی پوری اہمیت کو سمجھنے کے لئے یہ ذہن نشین رکھنا

ضروری ہے کہ انہوں نے تصوف کو بعض دوسرے فارسی اور اردو شعراء کی طرح کبھی تفریح طسبع کا ذریعہ نہیں جانا۔ ان کے لیے یہ حقیقت تھی اور یہی وجہ سے ان کی منظوفانہ شاعری میں وہ لطف اور گھلاوٹ پیدا ہو سکی جو شاید کہیں اور مشکل سے نظر آئے۔ بقول مولانا آحن ماہرہوی "سراج تمام مظاہر قدرت کے جلوؤں کو ہمہ اوست کی عینک سے دیکھتے ہیں۔"

نظر کر دیکھ ہر شے منظر نور الہی ہے سراج اب دیدہ و اسیر صد دیکھا صنم بھولا  
کچھ تو مرشد برحق کی رہبری سے اور زیادہ تر اپنے ذاتی لگاؤ کی وجہ سے  
وہ سلوک کے مراحل جلد جلد طے کرتے گئے اور ہر مقام پر جو نئے مکاشفات ہوتے  
شاعر ہونے کی حیثیت سے وہ ان کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔  
ان کی شاعری ایسے اشعار سے بھری پڑی ہے جن میں وہ اپنے مخصوص صوفیانہ  
عقائد کا اظہار فرماتے ہیں۔ ایک شعر میں خداوند عالم کے اس عالم سے علیحدہ  
نہ ہونے کے خیال کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

نور جاں فانوسِ حسی سے جدا کب ہے سراج شعلہ تار شمع میں کہتا ہے من جبل الورد  
صوفی کی نظر میں یہ عالم اگر کچھ ہے تو ذہ محبت کا کرشمہ ہے۔ اس میں رہ کر  
جو محبت کا ذوق نہ پیدا کرے وہ کور ہے بے حس ہے۔ اور اگر وہ متراض ہے تو



زاد خشک ہے۔ یہاں کی ہر محبت، دل و دماغ کی تربیت کر کے حقیقی محبت کے لئے راہ ہموار کر دیتی ہے۔ یہ سراج کا غیر متزلزل عقیدہ تھا۔ فرماتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہے اس کوں حقیقت کی چاشنی جس نے مزہ چکھا نہیں عشق مجاز کا زندگی کا کمال محبت ہے اور زندگی کی تکمیل محبت سے ہوتی ہے۔

ارے شراب خرد کے کسفی نہ کرتوں دعوائے پختہ مغزی

عے محبت کا جام پی توں کہ اب تلک ظرف خام پہا

عقل و محبت کے بارے میں یہی عقیدہ اقبال کا بھی تھا، جس کے اظہار کا لونی موقع انہوں نے ہاتھ سے نہیں دیا۔ سراج کے کلام میں ایسے اشعار کثرت سے ہیں، جن میں عقل کو محبت کے مقابلے میں ادنیٰ اثر بتلایا گیا ہے۔ ان دونوں کے بعد کو سراج نے ایک جگہ اس طرح ظاہر فرمایا ہے۔

اگر خواہش ہے تجھ کوں لے سراج آزاد ہونے کی کند عقل کوں اپنے گلے کا دست کیجو  
محبت سراج کی نظر میں وہ چیز ہے کہ جس کو حاصل ہو جاتی ہے کائنات  
کے سارے راز اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

روشن ہے سبب عشق کے کیفیت عالم آئینہ دل ساغر جمید ہوا ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ سالک پر جو کیفیات طاری ہوتے ہیں، ان کا تھوڑا

انہار بھی اس عالم میں ایک ہنگامہ برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس خیال کو استعارے کے پیرایہ میں کس لطف سے ادا کیا ہے۔

خدا جانے اٹھے کیا دھوم مچانے میں عالم کے اگر دل نشہ بے اختیار سی میں بہک جاوے  
سراج نے عشق و محبت کے مشرب کو زائد خشک کی شریعت کے نقطہ نظر سے  
جگہ جگہ کفر سے بھی تعبیر کیا ہے۔

کہتے ہیں تری زلف کوں دیکھ اہل شریعت قربان ہے اس کفر پر ایساں ہارا  
اگر ثابت ہے لے دل کفر میں توں قیامت میں یہی امتہار کرناں

سالک کی نظر سے جب امتیازات ظاہر کے پردے اٹھ جاتے ہیں تو اس کی  
نظر میں "سن و تو" اور شیخ و برہمن کے فرق ہیچ ہو جاتے ہیں۔ اس خیال کو شاعرانہ  
لطافت سے ظاہر فرمایا ہے۔

مشرب عشق میں ہے شیخ و برہمن کیاں رشتہ سبھ زنا رکوں کوئی کیا جانے  
کفر و ایماں دونی ہیں عشق کیوں امخرش دونوں کا سنگم ہوے گا

اسی سلسلہ میں سراج کی عاشقانہ شاعری پر بھی غور کرنا مناسب ہے، غزل،  
فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں غنائی شاعری کے لئے مخصوص صنف رہی  
ہے۔ اس لحاظ سے غزل میں بغیر عشق و محبت کی چاشنی کے لطف نہ ہی نہیں

آسکتا۔ اسی رعایت کے التزام نے، اکثر ”نواگرانِ نخوردہ گزند“ کو بھی عاشقانہ گوئی پر مجبور کر دیا۔ لیکن حسیتی واردات اور فرضی اور رعایتی جذبات میں بہت بڑا فرق ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری شاعری کے مطالعہ سے اس طرح کے جذبات بیان کرنے پر شعرا کو تھوڑی بہت تدرت حاصل ہو جاتی ہے، لیکن سچی محبت کی واردات، ان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ سات کی محبت کی داستانیں زبان زد ہیں اور ان کی عاشقانہ گوئی میں حقیقت کے جو جلوے موجود ہیں، وہ نہایت سرسری مطالعہ کرنے والے پر بھی واضح ہو جاتے ہیں۔ یہاں خود اختیاری عاشقی کے مبالغہ آمیز جذبات اور غیر فطری آہ و نالہ کا کہیں پتہ نہیں چلے گا۔ محبت ان کی مرثیت میں داخل تھی اور یہی ان کے ”استاد مہربان“ کی ”یقین“ بھی۔

”سراج یہ مجھے استاد مہربان نے کہا کہ علم عشق میں بہتر نہیں ہے کوئی علوم“  
لیکن سراج کی عاشقانہ شاعری کی دو پہلو ہر جگہ نمایاں ہیں۔ ایک تو اس دنیا سے رنگت ہو کی حین چیزوں کی قدر دانی ہے جس میں ان کے کلام کا وہ سارا حصہ ان کے ذاتی عنصر کے ساتھ آجاتا ہے، جو سائزہ پیشین کی اصطلاحوں میں سرانجام کیا گیا ہے۔ اس میں صداقت اور حقیقت کا جو لطف مزبور ہے وہ عام شاعروں کے

کلام میں کم دیکھا جاسکیگا۔ یہ سراج کی حسن پسند طبیعت کا لازمی خاصہ اور ان کا عقیدہ تھا کہ اس جہان فانی کی حسین چیزیں بھی جو حاصل اسی حسنِ ازل کا ایک پرتو ہیں بے اعتنائی سے گزر جانے کے قابل نہیں ہیں۔ ان سے مذاقِ روح کی تربیت کے لئے، وسیلے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں فرمایا ہے۔

گر حقیقت کی سیر ہے خواہش      راہِ عشقِ مجازِ لازم ہے  
سراج کی شاعری کا یہ حصہ عام پڑھنے والوں کے لئے سب سے زیادہ دلچسپ ہے۔ اسی میں ان کے حسنِ فطرت کے مشابہے، لطفِ گویائی، 'نثرِ نظم' تشبیہ اور استعارے کی برجستگی، تہیجوں کی ندرت، علمِ بلیغ کا لطف، بے تکلفی اور سادگی کے تمام محاسن بروئے کار آگئے ہیں۔

اس حصے کے کلام سے انتخاب اس لئے دشوار ہے کہ بہتر سے بہتر غزلیں اور اشعارِ نظر کے سامنے سے گزرتے جاتے ہیں۔ اور کوئی شعر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ تاہم نمونے کے لئے چند شعر یہاں سرسری طور پر انتخاب کر کے لکھے جاتے ہیں۔

شریت دیدار کے بن زندگی سیج ہے      بے رخ ساقی حیات جاودانی سیج ہے  
اس کچھو اس کوں اگر ملت لگاویں عاشق      تند ہو گرد کی مانسند جھٹکتا جاٹھے  
کہا میں یا رکوں دیکھو نگا چہسره      مجھے غصے میں بولا بیچہ بزنہ دیکھو

کب نظر آوے گا یارب و و مرا آرام جان  
 کاش کے بر میں نہ ہونا پیرہن  
 اس میں بہتر ہے صورت دیوار  
 خوب رو عاشقوں کے عاشق ہیں  
 صحن گلشن میں گل و بلبل کوں کجا دیکھ کر  
 پنہاں رکھو جگر میں برہ آگ جیوں سراج  
 اس خط کوں شرح مخزن اسرار است کہو  
 یاد رکھ اے دل خوں گشتہ کہ جیوں تکمہ لعل  
 تجھ کوں اگر ہے آرزو اس غمش ادا کے وصل کی  
 زلفیں بہا حنبت ہے دوزخ ہے مجھ کوں اس بنا  
 مجھے نگاہ تغافل رقیب پر اطمینان  
 انکار مجھ کوں نہیں ہے تری بندگی سنی  
 اداے دلغریب سر و قیامت  
 دکھا ہے حسن نے مصع موزون قیام  
 سہم شہیدوں پر ستم جیسے رہو

دوست بیگانے ہوئے حسن دلہ بکئے اسطے  
 یہ گریباں ورد کا غماز ہے  
 جس میں سامان در بانی نہیں  
 حسن اور عشق میں جدائی نہیں  
 داغ ہوتے ہیں کلچے میں کہ و دلال نہیں  
 پوشیدہ راز عشق کوں مشہور ست کرد  
 ہے سورہ جمال کی تفسیر ہو ہو  
 جامہ زیبوں کے گریباں کا گلہ گیر نہو  
 اے دل سہرا پشترق میں آغوش ہو آغوش ہو  
 دوزخ ہے اس کے ہوتے دار السلام گویا  
 اداے معمولات آمیز نے غلام کیا  
 یاں کیا ہے بلکہ حشر میں قرار ہوے گا  
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت  
 دیوان حسن کا ہے اسے انتخاب یاد  
 خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم

مصحف حسن کوں دکھا کہ ہوا تری زلفوں میں دین میں انشکال  
 طبع نازک میں تری ڈرتا ہوں ورنہ اے صنم جاں نثاری تجھ قدم پر مجھ کوں دشواری نہیں  
 حجاب جلوہ دیدار ہے مجھے مانع وگرنہ یار میں آساں ہے ہم زباں ہونا  
 عاقلوں کوں گرچہ ہے منکر رسا بند ہیں تجھ زلف کے خجال میں  
 ہوا ہے جان بوجھ انجان مجھ میں تو دیکھ اس کے تغافل کا تماشا  
 دیوانے دل کوں سمجھا تا ہوں لیکن کہاں لگ ہو کوئی حائل کسی کا  
 زنجیر بھلی قید بھلی موت بھی جیوں تیوں پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا  
 ووطن عالم کیا قیامت ہے کہ انداز تغافل میں جواب گریہ عاشق لبوں میں مسکرایا ہے  
 نیاز و عجز و ارادت، یہ سب میری تقصیر، یہ یہ نگاہ تغافل، گناہ کس کا ہے  
 ان اشعار کے مقابلے میں، ان کے کلام کا وہ عاشقانہ حصہ ہے جس سے  
 صاف طور پر اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہاں ان کا سطح نظر اس عالم  
 آب و گل کا حسن زوال آمادہ سرگز نہیں۔ بلکہ یہاں ان کی نظر میں حسنِ خودی  
 کے اس سر جیوں اور لازوال حشرِ چشمہ کو تاک رہی ہیں، جو روح بخش عالم ہے  
 میری طرف میں یار کوں جا بول آسج عالم ترے جمال کا امیدوار ہے  
 لے لے سب میں خطِ آزادی ہم تو اب ایک کے غلام ہوئے

بیان عشق کی بیہودہ گفتگو مت کر  
 موعود است اس نے فراموش کیا ہے  
 نہیں سراج یہ قصہ تمام ہونے کا  
 بھولا ہے جو کوئی وعدہ جا دو گہماں پر  
 صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم  
 اور عاشقوں مثال مجھے تم نہ بوجھو  
 کہ اصل ہستی بے بود ہے عدم کا عدم  
 سب مبتلائے عام ہیں میں مبتلائے خاص  
 نہ کہ صورت میں یہ اوقات بصر و نہ  
 صفحہ دل سستی کیا ہوں تک  
 غیر کا نقش غیر نقش نگار  
 بواہر ہون کا کام نہیں ہے عشق کا دعویٰ سراج  
 جل گیا شوق کے شعلوں میں سراج  
 نظر کر دیکھ ہر شے منظر نور الہی ہے  
 وہ درکے سراج نام علیؑ  
 یاد کر عشق حیدری کی طرح  
 اسی سلسلے میں انکا خمسٹ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ اس کے علاوہ  
 فارسی کا پہلا خمس بھی ان کے اسی ذوق کا آئینہ دار ہے۔

سراج کی لفظیات، اسالیب، تشبیہوں، استعاروں اور تلمیحات میں تولی  
 کی طرح بہت وسعت ہے۔ کم اردو غزل گو شعراء ہونگے جن کے الفاظ اور لہجے  
 کے خزانے اتنے وسیع ہوں۔ یہ چیزیں انہیں بروقت سوجھ میں ہوتی ہیں۔ اس کا

سبب یہ ہے کہ وہ سماعی اور ذہنی نقوشوں کے مقابلے میں حقیقی مشاہدے یا محسوسات کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف معشوق کے لئے انہوں نے اتنے زیادہ الفاظ اور استعارے استعمال کئے ہیں کہ غزل گو شعراء میں سوائے ولی کے شاید ہی کسی نے استعمال کئے ہوں گے۔ جاناں، سجن، من بہرن، موہن، پیو، شوخ، صنم، یار، چاند، دوست، جانی، گلبدن، وغیرہ میں خود کئی لفظ نئے نظر آئیں گے ان کے علاوہ انہوں نے کئی نفس استعارے اور کھانے بھی وضع کئے یا استعمال کئے ہیں۔ جن کی ترکیبیں ذہن میں ایک روشنی سی پیدا کر دیتی ہیں۔ مثلاً کانِ حسنِ دریائے حسنِ دریائے حسن، گلِ گلشنِ خوبی، بہارِ مراد، جانِ سراج، جانِ نظر، مقصدِ سراج، غزلِ حیا، مطلعِ حسن و جمال، لالہ گلزارِ جاں، جانِ چشمِ انتظار، وغیرہ یہی وسعت ان کے اسلوب میں بھی ہے۔ پڑھنے والوں کو کلیات میں جگہ جگہ ایسے شعر ملیں گے جن کے اسلوب کے متعلق وہ محسوس کریں گے کہ یہ اب ہماری شاعری کے لئے نئے ہو گئے ہیں۔

تشبیہیں اور استعارے، جب وہ سادہ، بے ساختہ اور برجستہ ہوں تو کلام کی جان ہوتے ہیں۔ ان سے شعر کے حسن میں کس قدر اضافہ ہو جاتا ہے، اس کا اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو ولی، میر یا سودا کے کلام کا مطالعہ کرتا ہے۔ سراج کے کلام سے یہاں چند نمونے پیش ہیں۔



خون دل آنسوؤں میں صرف ہوا گر گئی یہ بھری گلابی سب  
 دل کا استعارہ گلابی سے شاید انوکھا نہ ہو، لیکن خون دل کے آنسوؤں کی  
 شکل میں ضائع جانے کو بھری گلابی کے گر جانے سے تعبیر کرنا، ایک ندرت  
 رکھتا ہے۔ چند اور تشبیہوں کی سادگی ملاحظہ ہو۔

یا بل لب پہ خط ز مرد نثار ہے یا برگ گل پہ سبزہ سیراب ہے عیاں  
 حیف کھاتا ہے کہ و سرہ و خراں نہ ہوا باغ نے سرو کی انگلی کو لب جو نہ رکھا  
 نقطہ مشک ختن ہو دل ہوا اس کے چہرے پر سویداسے جگر  
 نشان گلشن فراوس زانچ پاتا نہیں گلی میں یار کی ہر وہاں کوں بار کہاں  
 رقیب کو زانچ اور پشعشوق کی گلی کو بہشت سے تعبیر کرنا ایک انوکھا لطف  
 رکھتا ہے۔ ایک اور جگہ انہوں نے رقیب کو خار گلشن حسن بھی لکھا ہے۔

گلی میں شوخ کی مجھ کوں ہمیشہ مانع ہے ہوا رقیب میرے حق خار گلشن حسن  
 رخسار پار حلقہ کا کل میں ہے عیاں یا چاند ہے سراج اماوس کی رات کا  
 رخسار پر صنم کی جو خال سیاہ ہے دو مردہک ہے حلقہ گیسو کی چشم کا  
 رہی ہے جھوم گھاٹ لطف کی تیسرے رخ پر عروس حسن کوں گویا کہ ہے خاندہ شک  
 تلیحات میں سراج کی فکر سیلی مجنوں شیریں فرادہ رستم و جمشید وغیرہ

تک محدود نہیں ہے۔ وہ ہندی تلمیحات کا بھی بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ فارسی اور عربی تلمیحات کے علاوہ ان کے کلام میں، ہیرا، انجھا، چندر بدن و ہبیارا، بھیم، ارجن، رام، تھپین، بید، وغیرہ جیسی ہندوستانی تلمیحوں کی بھی کافی تعداد موجود ہے ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

مشتاق ہوں میں تیری فصاحت کا لیکن رانجھا کے نصیبوں میں کہاں ہیر کی آواز  
روح چندر بدن سے بواہوس آزرہ نہ کر خوب نہیں نربت ہبیار کی سوگند نہ کھا  
مین اردن ہیں ارجن بال، پلکین مینوں دھنک بھم کی ہمارے دل کی دکھ لگی کے راجا راج چندر ہو  
علم برہم کی صنعتوں کا استعمال جیسا کہ عام اردو شعرا کے پاس ہوتا ہے، وہ اکثر  
ایک حسن کی بجائے ایک دماغی کاوش بن کر رہ جاتا ہے۔ لیکن قدیم شعرا، وئی، امیر،  
اور سودا کے پاس جہاں ان کا استعمال غیر شعوری طور پر ہو جاتا ہے، لطف شعر  
میں پیش از پیش اضافہ کر دیتا ہے۔ یہی امتیاز سراج کی صنعتوں میں موجود ہے  
صنعتیں انہوں نے بہت کم استعمال کی ہیں، لیکن جہاں استعمال کی ہیں وہاں  
ان کی بے ساختگی پڑھنے اور لطف اندوز ہونے کے قابل ہے۔ ذیل میں چند نمونے درج کیا

طواف کعبہ معنی کوں جسا یار نہ کر صورت میں یہ اوقات مصروف  
رحم مجھ پر کر کم قسیبوں پر ہوئے تو بہتر نہ ہوئے تو بہتر ہے

گھٹا غم، آہ بجلی، اشک پانی      برستا ہے عجب برسات تم بہن  
 ہر صفحہ اس کے حُسن کی تعریف کے طفیل      گلشن ہوا، بہار ہوا، بوستاں ہوا  
 تجھ زلف کی شکن ہے مانند رام گویا      یا صبح پر ہماری آئی ہے شام گویا  
 خط اکھیچ اپنے خط پہ دیا خط بندگی      نو خط کے خط کے تئیں خط پرچاں نہرا بآ  
 اس مشتری جہیں کا مجھے غم ہوا زحل      طالع مرے کا نیک ستار اکب آئیگا  
 ایک غزل (۱۵۷ ردیف الف) سراج نے پوری صنعتِ عاقلہ میں لکھی ہے۔

دوسری غزل (۱۵۸ ردیف نون) صنعتِ متلون میں ہے جس کا ایک وزن ہنرج  
 سالم مہمن ہے اور دوسرا وزن مجتث مہمن مجنون ہے

کیا ہے کشور دل کو تمہارے ظلم نے ویراں      کرو گے مہر میں کب لگ ہمارے درد کا دریا  
 سراج کی نظیات کا خزانہ بھی بہت وسیع ہے۔ اس کی ایک مثال ان  
 الفاظ اور استعاروں کی تفصیل سے مل سکے گی جو انہوں نے مشوق کے لئے استعمال  
 کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پورے کلام میں جگہ جگہ ایسے الفاظ دستیاب  
 ہوتے ہیں جو اس زمانے میں عام شعراء کے کلام میں استعمال نہیں ہوتے۔ اور  
 یہ الفاظ شیرینی اور لطف میں عام اردو شاعری کے کسی لفظ سے کم نہیں ہیں۔  
 ذیل کے شعر نمونہ پیش ہیں۔

کیسری جامہ بدن میں اس کے دیکھ دل ہمارا دھول و صفائی ہو گیا  
 عشق کی مٹھ میں تصور اس غزالی چشم کا عشق کے بیرگیوں کوں مرگ چھا لہو گیا  
 رخسار یا رطقت کا کل میں ہے عیاں یا چاند ہے سراج اماؤں کی رات کا  
 صبر کے باغ کے منڈوسے سب جھڑا ہوں جیوں پھل اب تو لاچار گلے ہارہوں کن کا اُن کا  
 ایک آخری نمایاں خصوصیت 'سراج کی شاعری کی نغمہ زانی اور ترنم ریزی  
 ہے۔ ان کے جذبات کی رقت انگیزی اور الفاظ کا ترنم ایک دوسرے کے  
 ساتھ مل کر، ان کی غمسنزل کو پٹھنے والے کے قلب جاں میں پیوست کر دیتے  
 ہیں۔ ایک دفعہ پٹھنے کے بعد ان کی اکثر غزلیں عرصہ تک کانوں میں گونجتی  
 رہتی ہیں۔ ایسی غزلیں پورے دیوان میں سینکڑوں ہیں، ان کا انتخاب کرنا آدھے  
 سے زیادہ دیوان کو یہاں نقل کر دینا ہو گا۔

موجودہ غنائی شاعری میں بھی ترنم پیدا کرنے کی خاص طور پر کوشش کی جاتی  
 ہے۔ لیکن سراج اور دوسرے قدیم شعرا مثلاً دلی، تیر وغیرہ کے کلام کی نغمہ زانی  
 اور موجودہ شاعری کے ترنم میں تھوڑا سا فرق ہے۔ موجودہ شاعری میں ترنم کا اصلی  
 ماخذ 'بحریں اور خاص طور پر ہندی بحریں ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں اُن  
 شعرا کے پاس یہ چیز الفاظ کے انتخاب اور ان کی نشست اور بندش سے

پیدا ہوتی ہے۔ بحریں اور ریفیں اور قافیے بھی وہ اکثر نہایت مترنم استعمال کرتے ہیں۔ لیکن عموماً وہ عام طور پر مقبول بحرؤں سے ترنم پیدا کرنے کے گڑھے بخوبی واقف تھے۔ یہ دراصل ان کے ذوق اور ان کی روح میں ترنم کے موجود ہونے کا ثبوت ہے۔ معمولی معمولی الفاظ کا استعمال وہ اس طور پر کرتے ہیں کہ ان سے نغمہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً سراج کا یہ شعر لیجئے۔

نازک بدن میں متل کئی باریں کہا ہوں جاسن تری خوشی ہے رسولے نام ہوں  
اس میں "من" کے لفظ میں جو ترنم ہے وہ ہر صاحب ذوق پر واضح ہے۔ یہاں  
دل کا لفظ بھی وزن کو چھیڑے بغیر آسانی سے بٹھایا جاسکتا ہے۔ لیکن جس شاعر کے  
ذوق میں نغمہ بسا ہوا ہو وہ کبھی ایسی بد ذوقی سے کام نہیں لے سکتا۔ ذیل کے  
شعر میں ترنم صرف "لالہ گلزار جاں" سے پیدا ہوتا ہے۔

کہو اس لالہ گلزار جاں کوں کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا  
ان مثالوں میں آسانی کے ساتھ اصناف کیا جاسکتا ہے۔ لیکن خواہ مخواہ  
بحث کو طول دینا ہوگا۔

کسی شاعر کے کلام کی خوبی کو جانچنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اس کے  
کلام میں اس مقصد اور اس وجہ تحریک کی تلاش کی جائے جو اس کو شعر کہنے پر

مجبور کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ غزل کی شاعری میں ایسی جستجو بعض وقت بہت گود کندن و گاہ بر آوردن سے زیادہ مفید نہ ثابت ہوگی، کیونکہ غزل گو شاعر کے مضامین اس قدر وسیع اور ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہوتے ہیں کہ انہیں کسی ایک اصول پر جمع کرنا، دشوار ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس کے بیانات میں اختلاف اور تضاد بھی موجود ہوتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جتنے خیال ہیں اتنے ہی مقصد ہونگے۔ ان تمام دشواریوں کے باوجود اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر شاعر کے لئے کوئی نہ کوئی بنیادی جذبہ ہمیشہ وجہ شریک کا کام کرتا ہے۔ اور اگر اس کی شاعری کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی پتہ چلے گا کہ اس کی تمام کاوشوں کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہے۔ مثلاً یا تو وہ جن صورت کا دلدادہ ہوگا، یا حسن زبان اور لطف گفتار اس کے شعر کے محرک ہونگے بعض شاعر ایسے بھی ہیں جو اپنے قلب کے اندر درد کی ایک گسکت لکھتے ہیں، اسی بے چین ہونے کے وہ بے اختیار کچھ کہہ اٹھتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی شاعر کے کلام میں یہ تینوں خصوصیات کم و بیش موجود ہوں۔

اس نقطہ نظر سے سراج کے کلام کو ٹھٹھلا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ حسن صورت پر زنجشکی سے زیادہ، دل کی بے چینی کی تحریک پر شعر کہتے تھے، اور ان کا حیا<sup>ط</sup>۔

بیرونی دنیا کی بجائے، خود ان کا دل ہوتا ہے وہ دوسروں کو متاثر کرنے کی بجائے خود  
آپ متاثر ہوتے ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

نہ بوجھو خود بخود کرتا ہوں میں تعریف اس خط کی

کہ یہ مصنف ہوں مجھ کوں عالم بالاسیں آتے رہیں

ان کی فارسی شاعری کا آغاز جس طریقے سے ہوا، وہ اس بات کا بڑا ثبوت ہے،

سراج کی شاعری کی یہ ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو زندہ رکھنے کی ضمانت

ہیں۔ ان کے زمانے سے لے کر آج تک، شاعری کے عام مذاق میں تھوڑی بہت

تبدیلی ہوتی رہی لیکن ان کے کلام کا سطلالعہ لوگ ہر زمانے میں کرتے رہے۔

ان کے بہت سے شعر لوگوں کی زبان پر ہیں۔ گو انہیں ان کے مصنف کا علم نہیں۔

”قبول خاطر“ و ”لطف سخن“ کی یہی علامتیں ہیں۔ علامہ صدریاریار جنگا

جیب الرحمن خاں شروانی نے ”نکات الشعراء“ کے مقدمہ میں میر کے حسن انتخاب

کے ثبوت میں، شعراء کے جو بہترین شعر پیش کئے ہیں، ان میں سراج کے بھی

سین شعر انتخاب کئے گئے ہیں اور یہ صرف گیارہ اشعار سے منتخب ہوئے ہیں۔

میر کے سوا اردو کے جتنے بڑے شاعر گزے ہیں، ان کا کمال کسی ایک

صنف میں ظاہر ہوا ہے یوں کہنے کو تو ہر شاعر ہر صنف میں کچھ نہ کچھ کہہ گیا

ولی سے پہلے کے شاعر، سوائے محمد قلی اور بھری کے سب کے سب مثنوی یعنی  
 بیانیہ شاعری یا مرقع نگاری میں چابک دست تھے۔ ولی کا شہکار ان کی غزل  
 ہے۔ سودا اور ذوق، قصیدے کے استاد ہیں، میر حسن، نسیم اور شوق  
 مثنوی کے ماہر ہیں۔ میر انیس، مرثیہ اور اس کے متعلقات میں اپنا نظیر نہیں  
 رکھتے۔ غالب فلسفیانہ غزل میں اور داغ عاشقانہ غزل میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔  
 سراج اور تیرہی ایسے سخن سنج ہیں، جنھیں داخلی اور غنائی شاعری یعنی غزل  
 اور بیانیہ شاعری اور مرقع نگاری دونوں میں دستگاہ تھی۔ سراج غزل کے  
 بلاشبہ استاد ہیں۔ لیکن مثنوی میں بھی ان کی جگہ صنف اول میں ہے۔  
 ”بوستان خیال“ کیا بلحاظ موضوع اور کیا بلحاظ شاعرانہ خوبیوں کے  
 اردو مثنویوں میں بلند پایہ رکھتی ہے۔ یہ مثنوی لفظاً ہر ایک داستانِ محبت معلوم  
 ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ شاعر کے ذاتی واردات کا مرقع ہے۔ اسی لئے اس کے  
 اثر میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس میں بعض اور مثنویوں کے مقابلے  
 میں شاعرانہ صنایع کم صرف ہوئی ہو، اور شاعر نے اسے مرعوب کن بنانے کی کوشش  
 کم کی ہو۔ لیکن بیان کی سادگی، زبان کی سلاست، مضامین کے ربط اور  
 مجموعی ڈرامائی اثر کے اعتبار سے اردو کی بہترین مثنویوں میں سے یہ کسی سے کم



نہیں ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی، اس کا سیدھا سادھا اور راست طریقہ انہما ہے۔ سراج نے محض شاعرانہ کمال دکھانے کے لئے، اس میں کہیں بھی صناعتی سے کام نہیں لیا۔ اس کے باوجود، اس میں جگہ جگہ ایسے ڈرامائی موقعے پیدا ہو گئے ہیں جو نظم کی جان ہیں۔ پوری نظم اس کے متصوفاۓ اخلاقی اجزاء کو چھوڑ کر ایک ڈرامائی زور رکھتی ہے، جو اردو کی طویل نظموں میں کم دیکھا گیا ہے۔ نظم کے موضوع کا ابتدائی تصور ہی ایک نفسی ڈرامائی احساس پر مبنی ہے۔ چنانچہ شاعر واقف نگار کی طرح اس میں واقعات کو تاریخی ترتیب سے نہیں شروع کرتا بلکہ اس کا تعارف ایک انوکھے انداز میں ایسے موقع پر کرتا ہے کہ جس سے اس میں ڈراما کا پورا لطف اور اثر پیدا ہو گیا ہے۔ واقعات کی یہ ترتیب اردو کی عام مشنویوں میں مفقود ہے۔ ہمارے فرضی قصوں کے مقررہ ضابطوں میں سے کسی ضابطہ کی اس میں پابندی ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے۔ اسی لئے ”بہتان خیال“ اردو مشنویوں میں ایک انوکھی مشنوی ہے۔ اس کا فنی پایہ اسی قدر بلند ہے جس قدر اردو کی کسی اور مشنوی کا ہو سکتا ہے۔

اس مشنوی کے مخصوص انداز کے متعلق خیابانِ پارہدوسی فرماتے ہیں: ”اُن مشنویوں کے سوا جو عادل شامی اور قطب شاہی زمانوں میں شعرائے جنوبی

لکھی ہیں 'شمالی ہند میں' اس سے پہلے اس رنگ و انداز میں غالباً کوئی مثنوی نہ ہوگی۔ "مثنوی کے موضوع کے متعلق آپ رقمطراز ہیں۔

"سراج کی مثنوی"..... ایک دل ریش درویش کے دلی جذبات ہیں۔ جن کی حقیقت کو مجاز کے پردے میں حفظ مراتب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے..... اس مثنوی کے مطالعہ سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ تمام مظاہر قدرت کے جلووں کو ہمدوست کی عینک سے دیکھتے ہیں۔....."

مثنوی کے اسلوب اور زبان کے متعلق بھی آپ کی رائیں بالاستیعاب مطالعہ کا نتیجہ ہیں، چنانچہ مثنوی کے اشارے کے بعد کا اقتباس پیش کر کے آپ استدلال کرتے ہیں۔

"یہ دل فریب بیان جس انداز سے کیا گیا ہے، اس سے بہتر عاشقانہ جذبات اور مخصوص حینان بے تکلف کی سیرت نگاری کا مرقع نہیں کھینچ سکتا..... معنوی خصوصیات کے بعد لفظی مناسبات پر نظر ڈالی جائے تو اس انجمن میں بھی 'سراج' لعل شب چراغ نظر آتے ہیں۔..... بالا و وسطیٰ صدی دو چار دکنی محاورے

کے سوا ہتنامہ وہی روزمرہ، وہی انداز بیان موجود ہے جس کو حاتم، آبرو اور میر و سودا نوک زبان بنائے ہوئے تھے۔ اور اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس مثنوی میں اکثر اہل دہلی کے مقابل میں یہ خصوصیت نمایاں ہوتی ہے کہ نقل الفاظ اور ٹھیکٹ فارسی ترکیبوں سے سراج نے یک قلم قطع تعلق کیا ہے۔ نہایت سادہ اور آسان زبان میں تمام مطالب ادا کئے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ قوافی کی موزونیت اور ترنم کو ملحوظ رکھا ہے۔

آخر میں مثنوی کا مجموعی اہمیت کا تصفیہ آپ نے اس طرح فرمایا ہے:

”ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ سراج نے جو واقعہ ”بوستان خیال“ میں نظم کیا ہے، وہ صحیح ہے یا غلط۔ صرف دیکھنا اور دکھانا یہ ہے کہ اس میں جو باتیں لکھی ہیں وہ واقعی و قوی ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر ہو سکتی ہیں اور شاعر نے ان کے ادائے بیان میں وہ تمام فرائض ادا کئے ہیں، جو ایک مثنوی نویس کے لئے لازم ہیں تو اس سے زیادہ مثنوی کی اور کیا تعریف ہو سکتی ہے۔“

”بوستان خیال“ کے فنی پایہ کے متعلق مرتب کا خیال ہے کہ اگر خاکے کی تکمیل اور روزمرہ کے مانوس ہونے کا لحاظ کیا جائے تو ”سحرالبیان“ کو اس مثنوی پر فوقیت حاصل ہے، ورنہ حقیقت میں ”سحرالبیان“ اور ”بوستان خیال“

کے آرٹ بالکل مختلف ہیں۔ ایک کارجمان، صورتی تکمیل اور مقررہ ضابطوں کی پابندی کی طرف زیادہ ہے، دوسری حسن فطرت کی سادہ تصویر ہے۔ اور ہر ایک کا زانامہ اپنی اپنی جگہ بے نظیر ہے۔

”بوستان خیال“ کے واقعہ کو بعض نقاد، حقیقت سمجھتے ہیں جو مجاز کے پیرا یہ میں پیش کی گئی ہے۔ اس میں بعض شخصی اشارے ایسے موجود ہیں کہ اگر اس مجاز کی بنیاد بھی حقیقت ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ اور اس واقعہ کو سراج کی زندگی کے چوکھٹے میں جھٹایا بھی دشوار نہیں۔ یہ واقعہ ۱۵۹ء کے پہلے کا ہے، یہ وہی زمانہ ہے جب سراج عالم جذب سے باہر نکلے تھے اور شعرو شخص کی دلچسپیوں اور یارانِ طریقت کی صحبتوں میں محو تھے۔ گواہیں آخری زندگی کا تقدس بھی حاصل نہیں ہوا تھا، پھر بھی ہمدرد دوستوں اور قدر دانوں کی ان کے ارد گرد کی نہیں تھی۔ ان غلبی واردات کو انہوں نے جلد ہی سپرد قلم بھی کر دیا اور صرف دو روز اس کو منظوم کرنے میں صرف ہوئے۔ بظاہر اس وقت وہ شاعر کا ترک کر چکے تھے۔ لیکن ثنوی کا واقعہ شاعری نہیں، حقیقت تھی۔ اور اس کو انہوں نے حقیقت کے انداز ہی میں پیش کر دیا ہے۔

”بوستان خیال“ کے علاوہ سراج کی دوسری ثنویاں ایسی بیسیانہ

نظیں یا مرقعے ہیں جنہیں 'قصوں کے کوئی تعلق نہیں۔ سراج کی شاعری میں ثنویاں ان کے قلبی واردات کے سب سے زیادہ پوست کندہ مرقعے ہیں۔ ان کی تعداد، ترتیب اور ان کے عنوانات مختلف نسخوں میں مختلف ہیں۔<sup>۱۵۸۲</sup> مخطوطہ اور ح میں صرف ابتدائی چھ ثنویاں ہیں۔ "ح" میں ان کے عنوانات درج نہیں ہیں، ۱۵۸۲ کے عنوانات، آگے نقل کئے گئے ہیں۔ آخری پانچ ثنویاں مخطوطہ ۱۳۹۱ اور ب کے سوا کسی میں نہیں مل سکیں۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں، جن میں گذشتہ ثنویوں کے اشعار بھی شامل ہیں۔ یہ ثنویاں یکم سے کم ان کے بعض اشعار اس نسخہ کی بعض نسخوں کی طرح ضرور مشتبہ ہیں۔

پہلی ثنوی ایک سناجات ہے، جس کے ذریعہ شاعر اپنی ولی خواہش کو، بارگاہ رب العزت میں پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ خواہشات دنیوی یا مادی ہوتے سے ذلیل نہیں ہوتیں، بلکہ وہ ایک صاحب دل اور بلند نظر انسان کی خواہشات ہیں۔ وہ مانگتا ہے عشق، لیکن سن یقینی کے سرچشمہ کے ساتھ۔ وہ چاہتا ہے درد و غم، آنسوؤں کی روانی، لیکن لذت کی چاشنی کے ساتھ اور وہ طلب کرتا ہے راہ راست حقیقت کو پہنچانے والے ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کی روح اس عالم میں حسن ازل کا جلوہ دیکھنے کے لئے مضطر ہے، بے قرار ہے۔ اس ثنوی کا آخری اور زیادہ دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں شاعر نے اپنے فن میں وہی امداد طلب کی ہے۔

دوسری مشنوی جس کا عنوان "سوز و گداز" ہے، ایک دکھی دل کی کہانی، ایک واسوخت ہے، واسوخت کے پورے لوازم اس میں موجود نہیں ہیں بلکہ صرف محبوب کی جدائی میں، اپنی بے قراری اشکباری، اور تڑپ کا حال بیان کیا ہے اور صبا کو مخاطب کر کے، یہ سارا دکھڑا سنا یا گیا ہے پھر اس سے محبوب کی بارگاہ تک اس دکھ کی کہانی کو پہنچانے کی التجا کی ہے۔

تیسری ثنوی بھی تقریباً انہیں خیالات کی حامل ہے۔ بعد کی تین ثنویاں زیادہ مختصر ہیں۔ ان میں سے پہلی ثنوی "نامہ شوق" میں شاعر، محبوب کو مخاطب کر کے، خود اپنا دکھڑا سنا ہے۔ چھٹی ثنوی گویا معشوق کے خط کا جواب ہے۔ "مطلب دل" میں "خط بندگی" کے کچھ شعر آگئے ہیں۔ اور بظاہر یہ اس مشنوی کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔ بعد کی مشنویاں حمد اور نعت پر مشتمل ہیں۔

قصیدے سے سراج کی طبیعت کو مناسبت نہیں تھی۔ صرف ایک قصیدہ ان کے کلام میں مل سکا ہے، اور وہ بھی قصیدوں کے عام موضوع سے ہٹا ہوا اور خاص ان کے متصوفانہ رنگ میں ہے۔ اس میں بھی وہ کسی کی بیج سرائی کی بجائے اپنی کہانی سناتے ہیں۔ سراج کے مستزاد خاص چیز ہیں۔ ان میں جو لطف نغمہ موجود ہے، امید ہے کہ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد غصہ تک کانوں میں گونجتے رہینگے۔

سراج کا فارسی کلام جو دستیاب ہو سکا ہے وہ زیادہ نہیں ہے۔ جتنا کلام ملتا ہے اس میں غزل کے اشعار کی تعداد چار سو کے قریب ہوتی ہے۔ اس میں اگر مخمسات ترکیب بند اور رباعیات کی ابیات بھی جو کم و بیش ایک سو کے قریب ہیں، شامل کر لی جائیں تو پورا کلام کچھ کم پانچ سو ابیات پر مشتمل ہو گا۔ لیکن بعض شہادتوں سے ظاہر ہے کہ عالمِ جلیب کے کہے ہوئے اشعار کے تباہ ہو جانے کے بعد بھی ان کا فارسی کلام کافی موجود تھا۔ عبد الباقی رضاں تصنیف کا بیان ہے کہ انہوں نے سراج کا فارسی دیوان دیکھا تھا۔ لیکن ہے یہ درست ہو کیونکہ انہوں نے اپنے تذکرے میں بعض ایسے اشعار بھی نقل کئے ہیں جو کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہوتے۔

اس مختصر سے مجموعہ سے، ان کے فارسی ذوق پر روشنی پڑتی ہے۔ فارسی اس زمانے میں بھی نہ صرف علمی اور ادبی زبان کی حیثیت سے مقبول تھی، بلکہ یہ تقریباً مسلمانوں کی مادری زبان اور شائستگی کی زبان تھی۔ ان کی پوری تعلیم اگر عربی میں نہ ہو سکتی تو اسی زبان میں ہوتی تھی۔ سراج نے اس زبان کے ادب اور شاعری کے ذوق سے جس قدر بہرہ حاصل کیا تھا، اس کا تذکرہ ان کی زندگی کے حالات میں گدڑ چکا ہے۔ ”منتخب دیوانہا“ اس کا مزید ثبوت ہے۔ اس مختصر سے کلام کی بستر پر ممکن ہے کہ وہ فارسی کے اساتذہ کے صف میں جگہ نہ حاصل کر سکیں، تاہم اس میں جو لطف موجود ہے، وہ بعض وقت اردو کلام میں بھی نہیں نظر آتا۔ اس مجموعے سے صاف طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں یکساں آسانی اور روانی کے ساتھ شعر کہتے تھے۔ اور اگر ان کا پورا کلام موجود ہوتا تو یقین ہے کہ ہندوستان کے فارسی گو شعراء میں وہ خاص اہمیت کی جگہ حاصل کر لیتے۔ اب بھی فارسی شعراء کے کم تذکرے ایسے ہیں جن میں ان کا ذکر موجود نہ ہو۔

اس کلیات کی ترتیب میں جن مخطوطات سے مدد لی گئی ہے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-



(۱) نسخہ ح - نہایت نفیس و متعلیق خط، لوح مطلا مذہب، ہر صفحہ پر سنہری حاشیہ۔ مکتوبہ سال ۱۱۶۱ھ -

یہ مخطوطہ مرتبہ کے علم میں، سراج کے کلام کا سب سے قدیم اور نفیس ترین نسخہ ہے، جو جناب پروفیسر حسین علی خاں صاحب پروفیسرٹ جامعہ عثمانیہ کی مہربانی سے دستیاب ہو سکا۔ سراج کے کلام کا اولین نسخہ شاہ عبدالرسول چشتی نے ۱۱۶۱ھ میں مرتب کیا تھا، جس کا پتہ اب تک نہ چل سکا۔ لیکن اس کے ورقوں کی ایک عبارت سے، جو شاہ ضیاء الدین پروانہ کی بتائی جاتی ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ عبدالرسول خاں کا مرتبہ ہے۔ بہر حال یہ نہایت مستند نسخہ ہے جو سراج کی زندگی میں لکھا گیا اور سراج کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ تحریر کی نقل حسب ذیل ہے :-

”ایں دیوان ریختہ زبده العارفين عمدة السالكين حضرت پیر و مرشد پیر شاہ سراج الدین چشتی قدس سرہ العزیز اور نگ آبادی المتخلص بہ سراج کہ برادر بزرگ وقت ایشان حضرت شاہ عبدالرسول چشتی جمع و ترتیب دادہ اند و بہر حاشیہ این دیوان پیر و مرشد حضرت شاہ سراج بقلم خاص سے غزال پرست حق پرست نمود تحریر فرمودہ اند فقیر خیر العبد ذلیل و بیچارہ ابوالدین پیرانہ عمی“

اس نسخہ میں کلام کی ترتیب حسب ذیل ہے :-

(۱) قصیدہ (۲) مختصر مثنویاں (۳) غزلیات (۴) فردیات (۵) رباعیات

(۶) مستزاد (۷) مخمسات (۸) ترکیب بند -

مخطوطہ ۵۸۴ کے مقابلہ میں اس میں چند غزلیں کم ہیں -

(۲) نسخہ ۵۸۴ - سنہ کتابت ۱۸۵۴ء - مخزنہ کتب خانہ تصنیف

یہ نسخہ متن اور ترتیب کلام میں ح سے بہت کم مختلف ہے۔ صرف چند غزلیں

اس میں زیادہ ہیں - قصیدے اور مثنویوں کے عنوانات حسب ذیل ہیں :-

(۱) قصیدہ (۲) مثنویاں (۱) مثنوی مناجات بقاضی الحاجات

استدعائے دعا - (۲) سوز و گداز پروردہ راز مخاطب بہ قاصد پیغام آشنا شرم اشتیاق

سوزش فراق (۳) فراق نامہ (۴) طومار سحر سوز دل کامل (۵) احوال فراق بیارہبران

مخاطب بقاصد آہ جانگاہ (۶) قصیدہ دیدہ پر آب کلمات بے تاب دلی اضطراب

وجواب مکتوب مرغوب محبوب -

(۳) قصیدہ (۴) غزلیات (۵) رباعیات (۶) فردیات (۷) بازگشت

(۸) مستزاد (۹) مخمسات (۱۰) ترجیع بند (۱۱) مناجات - (۱۱) یا الہسی

حشر میرا... الخ (۲) ہوں سخت بے کسی میں گرفتار یا علی (۳) اے دل شہید عشق ستم تراویز

(۳) عرب جلتے ہی گذری خاکساری رہ گئی۔

(۳۳) مخطوطہ ک۔ خط زشت نستعلیق۔ سنہ کتابت اور ترقیبہ وغیر

نہیں ہے۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ جامعہ قمانیہ کی ملک ہے اس میں صرف

غزلیں ہیں۔ یہ نسخہ بہت مستعمل ہے۔ جگہ جگہ دوسرے نسخوں کی مدد سے نسل

کے حاشیے چڑھائے گئے ہیں اور بعد میں نسل ہی سے چند غزلیں اضافہ بھی

کی گئی ہیں۔ اس نسخہ کا متن ح سے بہت کم اختلاف رکھتا ہے۔

(۳۴) نسخہ ۹۹۔ ا۔ مکتوب ۱۲۶۴ھ۔ ملوک کتب خانہ آسفیہ سرکار عالی

حیدرآباد دکن۔ اس نسخے کے اختلافات ح اور ۵۸۲ کے مقابلے میں کم ہیں کلام

کی ترتیب اس طرح ہے:۔ غزلیات۔ فردیات۔ مستزاد۔ محاسنات۔

ترجیع بند۔

ترقیمہ منظوم ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ امان اللہ کے لئے

واحد ابن موسیٰ ساکن بالکندہ نے لکھا تھا۔ پہلے صفحہ پر "سال ترتیب دیوان سراج

۱۱۵۲" درج ہے۔

(۵) ۱۲۹۱ھ - مکتوبہ ۱۱۸۹ھ -

یہ نسخہ بھی کتب خانہ اصفیہ کا مخزونہ ہے۔ اس کی ابتدا ثمنویوں سے ہوتی ہے۔ اس میں ح ۱۱۸۲ھ کے مقابلہ میں کثیر اختلافات ہیں۔ اکثر جگہ رو فیض مصرعے بلکہ غزلوں کی غزلیں بدلی ہوئی ہیں۔ اور اکثر غزلوں میں اشعار اضافہ ہیں۔ رسم خط میں بھی اختلاف ہے۔ مثلاً "سین" کو اکثر جگہ "سون" اور کہیں کہیں "سین" لکھا گیا ہے۔ "صنم" کی جگہ "سجن" "اس" کی بجائے "پیو" لکھا ہے۔ یہ نسخہ کتب خانہ میں داخل ہونے سے پہلے کسی رائے منگھ رام کی ملک تھا، جن کی ہر ورق ۱۲ اور ورق ۲۲ پر ثبت ہے۔ ہر کا سنہ ۱۱۸۹ھ ہے۔ اس کا کاتب خواجہ نظیر الدین ہے

جو حیدرآباد کارہنہ والا تھا۔ ترقیمہ سے پہلے یہ شعر و ج ہے  
اس نسخہ غلط کو جو کوئی نظر میں لائے لازم ہے حق میں میرے دست دعا اٹھائے  
ترقیمہ کا آخری جملہ یہ ہے۔

”نسخہ دیوان سراج سلمہ اللہ تعالیٰ با تمام رسید“

اس نسخے میں کلام کی ترتیب حسب ذیل ہے :-

(۱) ثمنویاں -

(۱) حمد (عجب قادر پاک کی ذات ہے) (۲) مناجات (اللہی مجھے دروے داغ) (۳) در نعت حضرت رسول خدا سید المرسلین۔ (۴) وصف چاریار (۵) سوز و گداز۔ (۶) فراق نامہ (۷) برہ دکھ (۸) پیہم کہانی (۹) عرض احوال (۱۰) مطلب بل۔ (۲) قصیدہ (۳) غزلیات (۴) رباعیات (۵) ابیات (۶) مخمسات (۷) ترجیع بند۔

(۶) نسخہ سس۔ ناقص الآخر۔ مخزوند کتب خانہ مشرقی عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر۔

یہ نسخہ دیوان ولی کے ساتھ مجلد ہے۔ بعض جگہ سراج کی بجائے ولی تخلص لکھ دیا گیا ہے۔ ردین ن کے درمیانی حصے پر یہ ختم ہو جاتا ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۹۱ھ سے اکثر جگہ مطابقت رکھتا ہے۔

(۷) نسخہ ۱۱۲۶ھ۔ سزا کتابت برج نہیں ہے۔

یہ دراصل "منتخب دیوانہا" کا نامکمل نسخہ ہے۔ جو اصل متن میں لڑج ہے

اس کے حاشیہ پر اردو دیوان فارسی کلام اور خطوط منقول ہیں۔ یہ خطوط اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ یہ کم و بیش کلیات ہے۔ اور اغلب قیاس یہ ہے کہ یہ شاہ ضیاء الدین پروانہ کا مرتبہ ہے۔ فارسی خطوط اور فارسی کلام سوائے

اس نسخے کے کہیں اور دستیاب نہیں ہوا۔ جو خطوط پروانہ کے موسومہ ہیں ان سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ یہ غالباً پروانہ ہی کا لکھا ہوا بھی ہے۔

(۸) نسخہ ب۔ مکتوبہ ۱۷۷۳ء۔ مخزنہ کتب خانہ مشرقی عالی جناب

نواب سالار جنگ بہادر۔ یہ نسخہ ۱۷۹۱ء کے مطابق ہے۔

(۹) نسخہ ج۔ مکتوبہ ۱۷۹۴ء کتب خانہ عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

مشتمل بر غزلیات، رباعیات، مستزاد، محضات، ترکیب بند اور قصیدہ۔

(۱۰) نسخہ ۵۔ مکتوبہ ۱۷۲۶ء۔ اس نسخہ میں غزلوں کے علاوہ مثنوی

بوستان خیال بھی درج ہے۔ سودا، سوز اور چند اور شعرا کا منتخب کلام بھی منقول ہے۔

مثنوی بوستان خیال کی ترتیب میں حسب ذیل مخطوطوں سے استفادہ

کیا گیا ہے۔

(۱) نسخہ ۱۱۔ مکتوبہ ۱۱۹۵ء۔ مخزنہ کتب خانہ عالی جناب نواب

سالار جنگ بہادر۔

یہ نسخہ کئی اور تحریروں کے ساتھ مجلد ہے۔ جس کے جملہ اوراق ۲۹ ہیں

مثنوی بوستان خیال ۱ (ب) سے شروع ہو کر ۱۲ (ب) پر ختم ہو جاتی ہے

اس میں اشعار کی تعداد (۱۱۳۴) ہے۔

(۲) نسخہ ج۔ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ ہے۔ اس کے آخری اشعار نہایت بے احتیاطی سے لکھے گئے ہیں۔ اکثر اشعار چھوڑ دیے گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد سات سو سے زیادہ نہیں ہے۔

(۳) نسخہ ا۔ یہ مخطوطہ کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی ملک ہے اور جناب سبحان اللہ صاحب کے مجموعہ کے بیش بہا مخطوطات میں شامل ہے۔ جناب احسن مارہروی نے ”بوستان خیال“ کا جو متن رسالہ ”سہیل“ نسلی گڑھ بابتہ ڈسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع کیا تھا وہ اسی نسخہ پر مبنی ہے۔ کلیات ہذا کے لئے اس نسخہ سے مقابلہ کی زحمت عزیز سی محمود علی قطبی سابق متعلم جامعہ عثمانیہ حال متعلم بی۔ اے جامعہ اسلامیہ علی گڑھ نے گوارا فرمائی۔

(۴) نسخہ د۔ مکتوبہ ۱۲۴۶ء سلوکہ نواب سالار جنگ بہادر۔ یہ نسخہ وہی ہے جس کا حوالہ کلیات سراج کے نسخوں کی تفصیل میں، نسخہ د کے تحت دیا گیا ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد (۱۱۵۰) ہے۔

متن غزلیات کی ترتیب میں، نسخہ ح کو بنیاد کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

دوسرے نسخوں کے اختلافات نیچے حاشیہ میں درج کیے گئے ہیں۔ نسخہ ۲۹۱ء 'ا' ب 'دس' میں اکثر جگہ مطابقت ہے اس لیے نیچے کے حاشیہ میں زیادہ تر ۲۹۱ء کے حوالے دیے گئے ہیں اور اضافہ اشعار لکھ دیے گئے ہیں۔ ان نسخوں کے درمیان بعض جگہ جو اختلافات ہیں وہ بھی واضح کر دیے گئے ہیں۔ ہر ردیف میں پہلے ح کی غزلیں درج ہیں پھر ۲۹۵ء اور ۱۹۹ء اور ۳۹۱ء 'ا' ب یا 'س' کی غزلیں اگر ح کے مقابلے اضافہ ہوں تو ہی ترتیب سے ہر ردیف کے آخر میں لکھی گئی ہیں۔ اضافہ غزلیں جس نسخے سے لی گئی ہیں اس کا رسم الخط قائم رکھا گیا ہے، اس لیے بعض ردیفوں میں آخری غزلیں خصوصاً وہ جو ۳۹۱ء اور ۱۹۹ء سے منقول ہیں، ان کے رسم الخط میں "س" کی جگہ "سوں" لکھا ہوا دیکھا جائیگا۔ ۵۸۲ء کی اضافہ غزلیں بہت کم ہیں، تاہم ان کے رسم الخط میں ح کے مقابلے میں یہ فرق ہے کہ "کون" کو "وو" وہ لکھا ہے۔ بعض جگہ نیچے کے حاشیہ میں یہ اشارے چھوٹ گئے ہیں، اس لیے ان کا یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔

بعض نسخے مرتب کو کلیات کے چھپنے کے دوران میں ملے، ان میں جو غزلیں اضافہ پائی گئیں وہ اور بعض اشعار جو تذکروں کے انتخابات میں دستیاب ہوئے اور جنہیں متن میں داخل کرنے کا موقع نہ مل سکا، وہ ضمیمے میں درج کر دیے گئے ہیں۔ نسخوں کی کثرت، ان کے وقتاً فوقتاً دستیاب ہونے اور خاص طور پر ۲۹۱ء



اور میں کے کثیر اختلافات کی وجہ سے جو غزلوں کی ترتیب، رسم الخط، الفاظ کی تبدیلیوں اور بدلی ہوئی ردیفوں، زشت تحریر، بے احتیاطی اور غلطیوں سمجھی پر مشتمل ہیں، مرتب کا کام بہت دشوار ہو گیا تھا، اس کے علاوہ طباعت میں بھی ممکنہ احتیاط کے باوجود کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، جس کا مرتب کو افسوس ہے۔

جامعہ عثمانیہ۔ حیدرآباد دکن

عبدالقادر سموری

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ  
جنوری ۱۹۴۰ء

( ۸ )  
مطلبِ دل

شبِ ہجر اں کی ہے گھٹا کالی	دل میرا روشنی سین ہے خالی
مجھ کوں یکدم ہے سو قرنِ تنجہ بن	غمِ سین گریباں ہوں ایچھنچ بن
لطف کریں تو جان جاتا ہے	آتشِ غم میں کیوں جلاتا ہے
کھدہ دیکھا مجھ پہ ہر بانی کر	جان عاشق کی قدر دانی کر
نین میں اب اشک جاری ہے	اب جدائی کا وارکاری ہے
بندگی کا دیا ہوں خط لکھ کر	روزِ اول میں تنجہ کوں اے دلہر
سنختی ہجر دل پہ دھرتا ہوں	وردِ تنجہ نام کا میں کرتا ہوں
لا علاجی میں سینہ جلتا ہے	خارِ غم کا جگر میں سلتا ہے

یہ ثنوی بظاہر اور پر کی ثنوی کا ایک حصہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن نسخہ ۳۹۱ (کتب خانہ تصنیف) میں علامہ  
کلی ہوئی ہے۔ یہ اور بعد کی ثنویاں کسی اور نسخے میں نہیں ہیں۔

صبر کی فوج میں پڑھی پھیل  
 اب آنھو نین کے چلے واصل  
 حال میرے کی لئے خبر یک دم  
 بن ترے کون ہے مرا ختم  
 سہ مصرع میں حرف لیکر آج  
 لا اپس دلیس مدعاے سراج

## حمد باری تعالیٰ

عجب قادر پاک کی ذات ہے  
 کہ سب سے نفی اور وہ اثبات ہے  
 آپس کی صفت آپ وہ بے نظر  
 کیا ہے علی کل شیء قدیر  
 بلندی پرستی کوں پسند کیا  
 ظہورِ تختی ہویدا کیا  
 بنایا زمین آسمان بے مثال  
 کیا غرب و شرق اور جنوب شمال  
 دیا چاند سورج کوں نور ضیا  
 فلک پر ستارے کیا خوشنما  
 عجب واقف عالم غیب ہے  
 جیسے عیب میں سب سے بے عیب ہے  
 عجب صاحبی ہے خداوند کی  
 نہیں یہاں رسائی خرد و مسند کی  
 عظیم اور بصیر اس کی ہے شان میں  
 قضا اور قدر اس کے فرمان میں  
 جو چاہا سو یک پل میں پسند کیا  
 جو پسند نہیں سو ہویدا کیا  
 کیا جنت ابرار کے واسطے  
 جہنم گنہگار کے واسطے  
 ہر ایک کوں ہر ایک کے موافق کیا  
 علم میں وجود آشکار کیا

خداوند بے عیب ہے کار ساز  
 نیا ہر دو عالم میں ہے بے نیاز  
 دو جگ کا دو پیدا کر نہا ہے  
 اسی کو بزرگی منور ہے  
 بجز ذات حق نہیں کسی کون بقا  
 وہی ہے بقا ما سوا سب فنا  
 جو واقف نہیں علم تجرید میں  
 او سے کیا خبر حق کی توحید میں  
 ادب کے سبب بول سکتا نہیں  
 چھپے رمز کوں ماکول سکتا نہیں  
 وگرنہ حقیقت میں سب ایک ہے  
 جو دستا ہے اس ایک کا بھیک ہے  
 ہو پنہاں اس کون دیکھا یا نہیں  
 ہونٹا ہر ایس کون پھینا یا نہیں  
 کہیں آپ دتا ہے محبوب ہو  
 کہیں آپ چھپتا ہے محبوب ہو  
 کہیں آپ معشوق ہو گل ہوا  
 کہیں آپ عاشق ہو بلبل ہوا  
 کہیں ہے کتاں اور ہیں چند ہے  
 کہیں بے غرض کہیں غرض مند ہے  
 کہیں ہیں پریمی اور کہیں حور ہے  
 کہیں ہے تجلی کہیں طور ہے  
 کہیں یوسف شہر کنعان ہے  
 کہیں ہوزینہا پریشان ہے  
 کہیں ہو کے لیلیٰ ہوا جلوہ گر  
 کہیں ہوزینہا پریشان ہے  
 کہیں آپ آیا ہے مجنوں ہو کر  
 کہیں آپ شیرین ہو پیدا ہوا  
 کہیں جا ہوا آپ چن در بدن  
 کہیں ہو کے ہبیار بدلا برن

کہیں بھول ہے اور کہیں زحار ہے      کہیں گنج ہے اور کہیں مار ہے  
 کہیں چند رہے اور کہیں سو رہے      کہیں نار ہے اور کہیں نور ہے  
 کہیں روح ہو کر دکھایا جمال      کہیں ہو کے تپلی بتایا امثال  
 کہیں گنج مخفی ہو نہاں ہوا      کہیں ہو کہ ظاہر و خشاں ہوا  
 اگر چہ دو جا نہیں کوئی اس کے بج      نہیں غیر کوں یہاں محل اے سراج  
 و لیکن یہ سب کچھ ہے ذات خدا      بقا کون بقا ہے فت کوں فتا  
 ازل میں کیا نیست جس رو بہت      پلایا ہے ہم کوں شراب است  
 کہ تا اوس کوں بوجھیں کیا ذات ہے      جو ہے بات کی بات کیا بات ہے  
 و لیکن عقل کوں نہیں ہے مجال      کہ پاوے رسائی سین اوس کمال  
 کہ احمد حقیقت کے میدان میں      کہا ماغز فک اس شان میں  
 و ذات مبارک نے یوں جب کہے      کہے ہے مجال ہمیں کچھ اب کہے  
 عجب عشق کی راہ پر پیچ ہے      کہ جس پیچ میں پیچ پر پیچ ہے  
 جو عاشق ہمہ زمر پاوے سو ہی      و وہی ہے و وہی ہے و وہی و وہی

سراج اب یہ گرفت گوگایاں

بغیر از خموشی نہیں یہاں اماں

(۱۰)

## مناجات

الہی مجھے درد بے داغ دے      مرے چشم میں کھل مازغ دے  
 صف عاشقان میں بحرِ شفق      رواں کر مرے چشمِ سینِ حوال  
 عطا کر مجھے اشکِ گرمِ آہِ سرو      غمِ عشق میں جو کون سا زنگِ سرو  
 تو ہی ہے مرے درد کا آشنا      اپس مہمِ اہلِ لبِ سینِ کر و ا  
 مرے دل کی امیدِ برالاشتاب      کہ درد سے کاہتِ دعا آفتاب  
 شرابِ محبت میں سہرِ شکار کر      اپس درد کا تہہ کون بیسما کر  
 مجھے شمعِ مانندِ غم میں گلا      پرت آگ میں جیون تہہ بندِ جلا  
 چکھا مجھ کوں لذتِ اپسِ درد کی      دے نعمت مجھے پہرہ زرد کی  
 محبت میں اپنی مرنے ل کوں کھینچ      اپس عشق کے جام میں تہہ کون اینچ  
 ہمیشہ مری چشمِ خونبار رکھ      لگن میں آپس کی سدا زار رکھ  
 اپس دوستی میں جلا خاک کر      یہ آلودگی میں مجھے پاک کر  
 اگر چہ گناہ گار ہوں رسم کر      گناہوں پہ یہی سے تڑتوں نظر

کہ بولا ہے توں آپ دلا تھنٹھو  
 بھر وصل تیرے نہیں آرزو  
 مرے دل پوہے رنگِ غفلت کا لہا  
 او سے صاف کر آری کی مثال  
 آہی مجھے محرم راز کر  
 خزانے حقیقت کے سب باز کر  
 عطا کر مجھے قفسِ دل کی کلید  
 جتنے گنجِ مخفی ہیں سب کر پدید  
 شریعت کے مذہب کی منزل بچھا  
 طریقت کے مشرب کی محفل بچھا  
 حقیقت کے دریا میں غواص کر  
 آپس معرفت میں مجھے خاص کر  
 تماشا دکھا باغِ عرفان کا  
 کروں سیر وحدت کے میدان کا  
 پس راہ وحدت میں آگاہ کر  
 مجھے کشورِ عشق کا شاہ کر  
 طلب مثل موسیٰ ہے توجہ نور کی  
 تجلی دکھا شعلہ طور کی  
 سراج آرزو میں تری ہے سدا  
 دکھا خلوت معنی بے فنا  
 حالِ تحقیقی دیکھا ایک بیک  
 کہ یکبارگی دل سینہ اٹھ جا شک  
 قیامت کا وعدہ مجھے دور ہے  
 مراد دل ترے غم میں نہج ہے  
 مجھے یہاں سچ درس دیکھا تو خوب  
 یہ بے تاب دیدار پاوے تو خوب  
 دیکھا مجھ کو دیدار بے پوش کر  
 یہ بہہ وہ گونی سینہ جاکوش کر  
 تمنا میں اپنی مجھے رکھ مدام  
 سخی محمد علیہ السلام



(۱۱)

## نبوت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول خدا سید المرسلین	قیامت کے دن شافع المنفین
نبوت کی سند کا ہے جانشین	کیا جس کی تظلم روح الامیں
عجب روز محشر کا سردار ہے	صف اصفیا میں دو سالار ہے
جگت میں اسے سلطنت ہو نام	جماعت میں ہے انبیا کی امام
رہ شریع کا ہادی مستقیم	شریعت کے دریا کا ڈیرہ تقسیم
جیب خدا والی روزگار	دو عالم کی تقسیم کتنا جدار
شہ انس و جان سب کا قبول ہے	نبوت کے گلزار کا پھول ہے
کہ جس واسطے خلق پیدا کیا	زمین آسمان سب ہویدا کیا
کہا حق نے لو لاک جس شان میں	شہنشاہ ہے ملک عرفان میں
سدا کرم رہوں گا و وہی رہتا	ہے خیر الورا اسمد عقیبا
عجب ذات مقبول کو نمین ہے	کہ کو نمین کا قرۃ العین ہے
بنایا ہے عالم کوں او شاد و د	ہے علم لدنی کا استاد و د

عجب ذاتِ احمد بلا سیم ہے      کہ قرآن میں جس کی تعلیم ہے  
 نہ لاتے تھے کا فاول پہ دیں      پچھے مجھ سے دیکھ لائے لقمیں  
 شہادت کی انگلی دیکھا ایک بیک      کیا چاند جب شوق گیا اول کا شک  
 زبان کوں کہاں تباہ گفت و شنید      ہے جس کی صفت میں کلام مجید  
 ہے سب سرور الل میں لے سروری      اسی پر ہوا ختم پینہم سبری  
 نہ ویسا ہوا کوئی بھی ابتدا      نہ اس باج ہو ویگا کبھی دوجا  
 اول بھی وہی تھا اور آخر وہی      ہے باطن و وہی اور ظاہر وہی  
 بلج اب نہ گرفتگو بیشتر      ادب کے محل میں نہ جا بیشتر  
 کہ دم مارنے کی یہاں نہیں ہے با      اگر چہ وہ نہی ت یہاں یعنی صفات  
 وہی نور ہساں آ کہ ظاہر ہوا      آپس آپ قدرت پوسا دہوا  
 ویکن ادب شجرہ کوں درکار ہے      شہر بیت کی یہ راہ دشوار ہے

(۱۲)

## وصفتِ چار یار

پس ازجت ذاتِ رسول خدا  
تھے اول ابا بکر صدیق یار  
عجب گلشنِ صدق کہے پھول تھے  
دو جے تھے عمر صاحبِ عدل و داد  
شہنشاہِ عادل عدالتِ پناہ  
تھے دوستِ حضرت کے عثمان  
اتھے صاحبِ حکم و ہر و وفا  
تھے چوتھے علی صاحبِ الفقا  
شجاعت کے میدانِ بیچ کہ عن  
جو شکِ لاوے کوئی حق میں ان چار  
پوچھے دخترِ احمد پاک ذات  
کروں چار اصحاب کئی میں ثنا  
رفیق و فاکیش تھے غمگسار  
سداقت میں سب جگت قبول تھے  
کہ احمد میں رکھتے تھے اپنی اتحساد  
دو عالم میں منظورِ لطفِ الہ  
کہ دو جامعِ جملہ قرآن تھے  
متورمہ آسمانِ حبیبیا  
گلِ باغِ دینِ شاہِ دلدادہ سوار  
ہوئے لشکرِ کفر پر صنفِ شکن  
وولایت ہے بے شبہ بیکار کے  
کروں کیا میں اس ذات کی کہ صفا

مجھے کیا لیاقت کہ کھولوں زبان  
 میں ادن کی صفت کا کروں کچھ بیا  
 تھی عصمت کے گلزار کی نو نہال  
 جیا کے چمن کی گلی بے مثال  
 وہ ہیں قرۃ العین عین رسول  
 ہیں برحق و وحالتوں جنت قبول  
 حسین و حسن ان کے فرزند تھے  
 نہ فسزند تھے بلکہ دلبند تھے  
 جگت کون شفاعت کی ہے ان میں آس  
 عجب پھول تھے باغ دین کے سواں  
 امام و دو عالم حسین و حسن  
 شہادت کے دریا کے درمیان  
 عجب نور چشم محمد ا تھے  
 شہیدوں کی صف میں وہ شہدا تھے  
 شکر کیا ان پو کیا کیا ستم  
 گنوا یا حرابی سول اپنا جسم  
 زبان کو مری نہیں مجال کلام  
 انکے بولنے کا یہاں نہیں ہے کام



# غزلیات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## روایت الف

۱

نام تیرا مطلع فہرست ہے دیوان کا  
جی سیں تھی وجہ رباک کی سدا سمن کو بھیر  
یا محمد تجہ کرم میں ہوں سدا امید و  
نوں احد ہے نام تیرا احمد بے مہم ہے  
کر شراب شوق میں بے ہوش مجھ کو کون تیاں  
جان جانے بن نہیں ہے جانِ جانان کا وصا  
ہے زباں کا ورد خاصا اور وظیفہ جان کا  
دور کر میں میں خیال من علیہا فان کا  
جلوہ ایمان دے اور بھید کہہ انسان کا  
زیب پایا تجھ صفت میں ہر ورق قرآن کا  
دے مجھے بھر کر پیاز نشہ عرفان کا  
سرکوں دے پایا جو سرغازی اس میدان کا

اے دلہراج اپنی خودی کوں بخودی میں محو کر

شغل جاری رکھ ہر ایک دم میں ہو الرحمن کا

۲۵ کچھ دیکھا ایساں - من و ملت ۱

۱۹۹ دل ۱

۲۵ دی لایا سہ - ۹۹ ۱



۲

یارؑ کہاں گیا ہے دوسرے شوخِ رعنا ہے چو بختکِ حس بن میری نظر میں طوبا  
 دیدار دے شتانی جانے کی تاب میں ہے اس بھر کی آگن میں دوزخ کی آگ اولا  
 طوقِ گلونے دل ہے زلفِ صنم کا ہر خم مشہور یہ مثل ہے یک سر بہر اسودا  
 ہے ختم یارِ جانی تیرے دہن کی تنگی کہنے کی بات نہیں ہے باریک ہے ستم  
 اے گلبدنِ نظرِ کر داغِ جگر کون میرے گر آرزو ہے تجھ کوں گلزار کا تماشا  
 مسکن ہو ہے میرا جب میں تری گلی میں اے گلعدا رتب میں نیت کی نہیں تمنا

ہے اے سدراج ہر شب ہوتا ہے کے غم میں  
 آنسو کا میرے جھمکا جیوں نریشہ نثریا

۳

کہاں ہے گلبدنِ موہنِ پیارا کہ جیوں بلبل ہے نالاں دل ہمارا  
 بساطِ عشقِ بازی میں مرا دل متاعِ سیر و نقد و ہوش ہارا

۱۔ گلزار دلبری کا کاں۔ ۲۔ دوسرے شوخِ رعنا۔ ۳۔ ۱۹۹۔ ۴۔ دیکھا دس۔ ۵۔  
 ۶۔ تجویز کا ہر یک۔ ۷۔ یور۔ ۸۔ اے سر بہن۔ ۹۔ میں۔ ۱۰۔ شہ۔ ۱۱۔ جگر کی۔ ۱۲۔  
 ۱۳۔ شتانی ہو کے آیا جب سے۔ ۱۴۔ ۱۹۹۔ ۱۵۔ میں۔ ۱۶۔ میں۔ ۱۷۔ جھمکا میرے آنسو کا۔ ۱۸۔  
 ۱۹۔ میں ہرن پیارا ہمارا۔ ۲۰۔ میں کہ دل بے تاب ہے جس میں۔ ۲۱۔ ۱۹۹۔ ۲۲۔

تغافل ترک کر لے شوخ بے باک      لطف کر، فوازش کر، مدارا  
ہزارے کا نہیں ہے ذوقِ محکوم<sup>۱</sup>      کیا ہوں جب میں تجھ کو کھانگہ کا نظارا  
سنا ہے جب میں تیرے حسن کا شو<sup>۲</sup>      لیا زاہد نے مسجد کا کنارا  
۱۔ شبِ ہجرت میں اس ہمتا بے کی      ہر ایک آنسو ہوا روشن ستارا  
مسراح<sup>۳</sup> اس شمعِ رونے ان دنوں میں  
لیا ہے سب پستانگوں کا اجارا

تجھ قبا پر ہے نرگسی بوٹا      گویا زگس کا پھول ابھی ٹوٹا  
لعل تیرے لبوں کے سچے ہیں      کیوں نہ یا قوت کوں کہوں جھوٹا  
نیزہ آہ میں غنیم جنوں      گلشن آبادِ عمتل کول ٹوٹا  
اب تقید نہیں صنم پر شکر      چاند میرا گہن سستی چھوٹا

۱۔ شوق۔ س۔ ۱۹۵۵ء۔ ۲۔ گھر و کاک۔ ۱۹۹۹ء۔ ۳۔ وصف۔ س۔ نور۔ ۱۹۹۹ء۔ ح۔ ۱۹۵۵ء

۴۔ انجھو۔ س۔ ۱۹۵۵ء۔ ۵۔ اسے وار ہے اس سوہاگری میں پوسراج اس واسطے جو بیوی پر دارا لے شعلہ۔ ح

۶۔ ابی۔ ح۔ ۱۹۵۵ء۔ ۷۔ درکنوں ہے جس انکے جھوٹا۔ س۔ ۱۹۹۹ء۔ ۸۔ کاس لے سخن۔ س۔

عشق میں شوخ سنگدل کے سہراج  
شیشہ ناموں و رنگ کا پھوٹا

۵

چیرہ بل دار اس نون نوار نے سر پر سجا  
کیوں نہ پیچ و تاب ہوں میرے جگر میں جا بجا  
باغ کی گلگشت کا گردوق ہے اے سرو قد  
آر سی نے دیکھ صورت سیر گلشن کوں نہ جا  
خطرہ شبنم نہیں شرمندگی کا ہے عرق  
دیکھ تجھ چہرے کی خوبی پھول گلشن میں نجا  
دست بستہ ہو کھڑا ہے سرو تجھ قد کے حضور  
گر غلامی خط تجھے دیوے تو ہے اس کوں بجا

یواہر ہوس کا کام نہیں ہے عشق کا دعویٰ سہراج  
عشق کی لذت اسے ہے جس نے عالم کوں تجا

۶

میرے جگر کے درد کا چارا کب آئیگا  
یک بار ہو گیا ہے دو بار اکب آئیگا  
پیشانی ہماری نین کے جھروکے میں ٹھکیر  
بیکل ہو جھا نکتی ہے پیارا کب آئیگا

لہ جب سوں سر پہ ساجن نے سجا۔ س نہ تپ سوں پیچ و تاب ہیں میں تہ تجھ کوں سجن۔ س  
تہ یو ہے نجات کا۔ س تہ دیکھ کر تجھ کھ۔ س تہ ایک پگ اوپر۔ س  
تہ کا دعویٰ کرے دو۔ س تہ پتلیاں میرے۔ س۔

اس مشتری جبیں کا مجھے غم ہوا زحل طالع میرے کانیک ستار اکب آئیگا  
 / مرجہا رہی ہے دل کی کلی غم کی دھوپیں گلازد لبری کا ہزار اکب آئیگا  
 ہے شناد اپنے پھول میں ہر بلبل اے سلاج  
 - دو یار نوہ سار ہمارا اکب آئیگا

گر آرزو ہے تجکوں تالاب کا تاشا کشتی میں چشم کی آدکچھ آب کا تاشا  
 ہر شب ترا تصور آرام جان دل ہے آنکھوں کو خورش لگے ہے جیوں کا تاشا  
 اے قبلہ دل و جاں تیری بھنودس کے بکھے زاہد کوں خوش نہ آوے محراب کا تاشا  
 ہر قطرہ اشک میں ہے ظاہر پیو کی صورت پانی میں جیوں عیاں ہے ستاب کا تاشا  
 ✓ تجھ بھر کی اگن میں ہے اب تسلاج بے کل  
 آتش میں دیکھ آکر سیما ب کا تاشا

بسکہ دل بھر کی آتش ستی بے تاب ہوا اشک آنکھوں ستی فوارہ سیما ب ہوا

لہ سوں - س - سیتی بلبل - ک - لہ وہ رشک - ۱ - لہ چشم کی دیکھو آ آکا - ۱ - ۱ - بھنوں کی - س  
 لہ لگتا ہے خوش آنکھوں میں جوں - س - لہ اے قبلہ گاہ عاشق دیکھے میں تجھ بھنودس کے - س - لہ ہر کیا بھنوں میں میرے س  
 لہ ہر انجھو چشم سوں - س

دیکھ کر چشم گہر ریز میری کی بارش  
 ابرنیاں عرق شرم میں گل آب ہوا  
 صورت خواب میں بزار ہے تصویرِ مثال  
 جو تیرے ہجر میں جیوں آئینہ بے خواب ہوا  
 مست دیدار کوں درکار نہیں شیشہ و جام  
 گردشِ چشم صنم جائے مئے ناب ہوا  
 دل میرا زلفِ سستی چھوٹا پھنسا ابرو میں  
 کفر کوں ترک کیا مائلِ محراب ہوا  
 شعلہِ غوطا لم خوں عوار تن تہنا میں  
 شکر قلب یہ عاشق کے ظفریاب ہوا  
 وصل کی رات میں درکار نہیں شمعِ سلخ  
 جلوہ حسن صنم ماہ جہاں تاب ہوا

۹۱

جس کوں مرا لگا ہے تیرے لب کی بات کا  
 ہرگز نہیں ہے ذوق اُسے پھر نبات کا  
 دیکھے سے اول لبوں کے جسے عمرِ خضر ہے  
 پیاسا نہیں ہے چشمہ آبِ حیات کا  
 اسے رشخِ بزمِ ہجر میں روشن ہے شمعِ آہ  
 قصہ نہ پوچھو مجھ سے جدائی کی رات کا  
 یارب اللب ہے داغِ محبت کی جہر کی  
 مدت سے کام بند ہے دل کی برات کا

۱۔ کوں لا۔ ۲۔ لب لبوں۔ ۳۔ شمع شوق۔ ۴۔

۵۔ آہیں یہ مطلع ہے اور اس طرح دینا ہے کہ راج آج نہ توں وہاں کی شگفتہ پانگور لب پہ عاشق کے غویاب ہوا

۶۔ آہیں یہ بیان کا تکرار شعر ہے اور اس طرح دینا ہے کہ جہر کی بات میں وہاں نہیں نہ پوچھو داغ قطرہ اشک میرا وہ جاتا ہوا

۷۔ شکر لبوں میں شکر تیرے فرائض میں۔ ۸۔ جہر۔ ۹۔ غلام

جو ہے شہید یا رو ہے زندہ بدم  
 ہر زخم روح بخش ہے ظالم کے ہات کا  
 آبِ رواں ہے حاملِ عمرِ شبابِ رو  
 لوحِ فنا میں نقش نہیں ہے ثبات کا  
 اسے بت پرست دیدہ بینا سین دکھتوں  
 ایک ذات میں ظہور ہو اکی صفت کا  
 میرے نفل میں خواہش دنیا کا بت نہیں  
 کچلا ہوں میں نے لات گسراں منات کا  
 رخسارِ یارِ حلقہ کا کل میں ہے عیاں  
 یا چاند ہے سراجِ اداں کی رات کا

۱۰۷

جانا پہ جی نثار ہوا، کیا سبب ہوا  
 اُس راہ میں غبار ہوا، کیا سبب ہوا  
 مدت سے رازِ عشق میرے پہ عیاں تھا  
 یہ شہید آشکار ہوا، کیا سبب ہوا  
 تازے کھلے ہیں داغ کے گلِ دل کے باغ میں  
 پھر موسمِ بہار ہوا، کیا سبب ہوا  
 دل تجھ پر ی کی آگ میں سیلاب کی مثال  
 آخر کوں بیقرار ہوا، کیا سبب ہوا

۱۰۷ نازک نے جگ کے صفحے پہ - سن - ۱۰۷ ج و س - نثار

۱۰۸ میں یہ مطلع یوں ہے - ظاہر میں گوچر بہر ہوں پر غوں ہے دل مرا ڈپہم رنگ ہوں سراج میں ہندی کے پات کا

۱۰۹ ہے چاند اسے کہ نہ جو جو اور میں شہ نہ تھا مجھ اور عیاں میں شہ بارے اب کچھ من - سن -

کشتور میں دل کے تھا عملِ صوبہ دار عیش  
اب غم کا اختیار ہوا کیا سبب ہوا  
آہوئے دل کہ وحشی صحرائے عقل تھا  
تجھ زلف کا شکار ہوا کیا سبب ہوا

وہ آفتاب آج میرے قتل پر سراج

شب دیز پر سوار ہوا کیا سبب ہوا

۱۱

اُس پھول سے پھرے کون جو کوئی یاد کر گیا  
ہر آن میں سو سو چین آسپا دکر گیا  
جس بیبت میں تعریف لکھول سکی بہنووں کی  
البت بلائی تجھی اُسے ساد کر گیا  
ہینیں صف میں شہید کی اُسے نام شہاد  
جو کوئی نگاہِ خنجرِ حبلاد کر گیا  
ہے سبل شمشیر نگہ ذوق میں اپنے  
دل حشر ہیں کس مُنتق فریاد کر گیا  
جسے جس کون خراشِ جگری شربت شیریا  
ناخن کون دم تیشہ فریاد کر گیا  
مغرور نہ ہو صافی رخسار پر اپنے  
پھرتیں تو میری بات کون توں یاد کر گیا  
البتہ سراسر آنکھوں سے کرونگا اُسے تظنور  
جو عشق کا بادی جیسے ارشاد کر گیا

۱۱۔ دل کے نگر میں جس سے تجھ سے ج۔ ہمارے ہے ۱۱۹ سے بہنوں سے زلفہ بی۔ ک

۱۲۔ حیف۔ ۱۲۰ سے جو کوئی کہ ۱۱۹ سے خراشِ جگری شربت زلفہ بی۔ ک میں یہ شہ نہیں ہے۔

قبول اس کو کرونگا۔ ۱۱۹

معلوم ہوا عشق کے اطوار میں یوں کر مجھ عقل کی بنیاد کوں برباد کرے گا  
 جلتا ہے سراج آتش بھراں میں منم کی  
 کس دن دل نگلیں کوں میسے شاد کرے گا

۱۲

کیا خوب ہوا آج کہ دو مو کمر آیا      تھا جس کے بنا شور و وہی لب شکر آیا  
 رونے میں تجھے دیکھ کے حیران ہوا ہوں      کیا وجہ کہ اس ابر میں سوچ نظر آیا  
 جوش میں ترے شوق کی جاتا ہے میرا ہوش      پرواز کوں اس مرغ کے شاید کہ پر آیا  
 میں عقل کی فریاد کیا، حاکم غم پاس      دروازہ دل میں اسے حکم بدر آیا  
 مئے خانہ وحدت کا جو کوئی جام پیا ہے      آرام کے کوچے سے نکل بے خبر آیا  
 بے خطرہ، اسے روضہ رضواں ہے میسر      تجہ عشق کی آتش میں جو کوئی بے خطر آیا

تھا ذوق سراج آتش دیدار میں جلنا  
 صد شکر کہ پروانہ کا مقصود بر آیا

لے ح - ندارد لے ہی - س لے روتے - ح دک - س میں یہ شعر  
 میں ہے: بیٹھا تھا ادسی یاد میں اندھنوں پر آنکھیاں کوں دیا کھول اچانک نظر آیا -  
 لے س میں قطع اس طرح ہے: - بے خود ہو سراج اس کی گلی بیچ کہا تھا؛ صد شکر کہ دیدار کوں؛ پہرہ و سر آیا -



۱۳۶

خانہ تریں میں جب سوار ہوا      صید دل خود بخود شکار ہوا  
 جس کو ہے آرزوئے دامنِ یا      غم کی آتش میں جل غبار ہوا  
 دام زلفِ ستگرِ صیاد      عاشقوں کے گلے کا ہار ہوا  
 لذتِ پھر گلبدن ہے جے      رگِ گل اس کے دل میں خار ہوا  
 دیکھ کر حسنِ گل فریبِ ترا      عنذیبِ چمنِ نثار ہوا  
 اس کوں ہے نوکِ خازنِ کفن      جو شھیدِ نگاہِ یار ہوا  
 دل کوں لازم ہے مرہمِ دیدار      زخمی تیغِ انتظار ہوا  
 سیر ہے ہم کوں باغِ حسرت کا      داغِ دل رشکِ لالزار ہوا

کیوں نہ جل جاوے گھرِ خرد کا آسراج

عشق و دل پنبہ و شرار ہوا

لہ یا رجب ناز سوں - سی - زریں وہ - ۹۹ - لہ دلِ خشان تب - سی - تہ غم سے - ۹۹ - دلِ کراش تیں میں

لہ گردنِ عاشقان میں آریں سے ہیں کہ ازک ہے گلبدن میرا - سی - تہ پگ - سی - شہ حرف ح

لہ صد چاک کیوں نہ ہوئے حیراں سی لہ اشکِ نگینِ آبِ بازی سوں - سی - اشکِ نگینِ آبِ داری میں ۱۳۹۱

لہ سی و ۳۹۱ - و میں مقطع یہ ہے - کیوں نہ تڑپے گاناکِ خون میں سرایج ۱۳۹۱ زخمِ الفت سوں دلِ نگار ہوا -

لہ - شیشہ - سی -

۱۴

جان و دل میں گرفتار ہوں، کن کا، اُن کا  
 بندہ بے زور و دینار ہوں، کن کا، اُن کا  
 صبر کے باغ کے منڈوے سے جھڑا ہوں جیوں پھول  
 اب تو لاچار گلے ہار ہوں، کن کا، اُن کا  
 حوض کوثر کی نہیں، چاہ زرخداں کی قسم  
 تشنہ شربت دیدار ہوں، کن کا، اُن کا  
 لب و رخسار کے گل قندیں لازم ہے علاج  
 دل کے آزار میں بیمار ہوں، کن کا، اُن کا  
 بدتیں ہوئیں کہ ہوا خانہ زنجبیر خراب  
 بستہ زلفِ گرہ دار ہوں، کن کا، اُن کا  
 تشنہ مرگ کوں ہے آبِ صراحی دمِ تیسخ  
 بسل ابروئے خمدار ہوں، کن کا، اُن کا  
 ماتحتی اس سنگدلی میں مجھے دیتے ہیں شکست  
 میں تو آئی سزا ہوں، کن کا، اُن کا

گلشن وصل میں رہتا ہوں غزل خواں سراق  
عندلیب گل رخسار ہوں، کن کا، ان کا  
میں کہا رحم پتنگوں پہ کر لے جان تلاج  
تب کہا شمع شب تار ہوں، کن کا، ان کا

۱۵

ہے دل میں خیال گل رخسار کسی کا  
جانا ہے مرا جان پت پت پیاس لگی ہے  
سب پر ہے کرم مجھ پہ ستم کیا ہو دورگی  
زنجیر بھلی قید بھلی موت بھی جیوں تیوں  
میں ہوں تو دیوانہ پیسی زلف کا نہیں ہوں  
یک دم تو ہم آغوش کر دے گل خوبی  
بھکتا ہے ذرا باو کے چلنے میں زمین  
لائی ہے خبر یار کی موج دم شمشیر

دانوں شیش بھت کے بے گلزار کسی کا  
منگتا ہوں ذرہ شربت دیدار کسی کا  
دلدار کسی کا ہے دل آزار کسی کا  
پن حق نہ کرے کس کوں گرفتار کسی کا  
واندہ کہ رکھتا نہیں یک تار کسی کا  
ہو جاؤ نگاہ نہی تو کھلے ہار کسی کا  
زگس ہے گل باغ ہے بیمار کسی کا  
کاری ہے گلزدل میں مے دار کسی کا

ہر رات سد لاج آتشِ غم میں جلے کیوں  
 پروانہ جاں سوز ہے بلہار کسی کا

۱۶

کل میں بے کل ہے میرا جی، یار کوں دیکھنا تھا  
 کیوں نہ ہوئے بیتاب دل، دلدار کوں دیکھنا تھا  
 ہے بجا گر ہوئے غزل خواں مثل بلسل دل مرا  
 تو بہار گلشن دیدار کوں دیکھنا تھا  
 کیونکہ ہووے زاہد خود ہیں مرید زلفِ یار  
 اس نے ساری عمر میں زنا ر کوں دیکھنا تھا  
 اب شبِ مشک ہو گیا اس تیر مڑگاں کے طفیل  
 جس دل نازک نے نوکِ خار کوں دیکھنا تھا  
 ابروئے پرچیں کوں تیرے دیکھ دل حیراں ہوا  
 کیا مگر شمشیر جوہر دار کوں دیکھنا تھا

لے دل۔ س۔ لے غم۔ س۔ لے ک میں ذیل کے چار شعر نہیں ہیں۔

سینہ گل دار میرا اس کون آیا ہے پسند  
 یار نے شاید کبھی گلزار کون دیکھا نہ تھا  
 دیکھ اشک گرم کون میرے کہا اس نے سراج  
 میں کبھی اس آتش بار کون دیکھا نہ تھا

۱۶

چراغِ مہ میں روشن تڑپے حسنِ بے مثال اس کا  
 کہ چہ تھے چرخ پر خود شید ہے عکسِ جمال اس کا  
 صنم کی زلف کے حلقے میں ہے جیوں جیم کا نقطہ  
 عجب ہے خوشنما اس عارضِ گلگون پہ خال اس کا  
 عیاں ہوتا ہے جیوں کر سر و پانی کے کنارے پر  
 ہوا یوں جلوہ گر آنکھوں میں قدِ نو نہال اس کا  
 جدا جب سبس ہوا وو دلبرِ جادو نظر مجھ میں  
 جدا ہوتا نہیں یک آن خاطر میں خیال اس کا

لے گلزار۔ س دمکھہ لے تہ میرا ہونے بولا اسے۔ س۔

مجھے ہے آرزو دل میں تری چاہِ زرخداں کی  
 نہیں درکار حوض کوثر و آبِ مزالاں اُس کا  
 گرفتارِ ہوسن کیا لذتِ دیدار کوں پا دے  
 جدا جو کوئی ہوا ہے آپ سےں پایا وصال اُس کا  
 ستراج اے شعلہ رو ہے کونسا سو میں نہیں قہقہ  
 اچھے کیا پوچھتا ہے پوچھ پر وانی سےں حال اُس کا

۱۸

تھا بہانہ مجھے زنجیر کے ٹل جانے کا  
 سنگِ دل نے دلِ نازک کوں میرے چور کیا  
 چھوڑ دیو اب تو ہوا شوقِ نکل جانے کا  
 کیا ارادہ تھا اُسے شیشہ محلِ جلنے کا  
 مت کرو شمع کوں بدنام جلاتی وہ ہیں  
 آپ سےں شوقِ پتنگوں کو ہے تل جانے کا  
 آفریں دل کوں میرے خوب بجا کام آیا  
 سچ سپاہی کو بڑا ننگ ہے ٹل جانے کا  
 شعلہ رو جامِ کفِ بزم میں آتا ہے ستراج  
 گردنِ شمع کوں کیا باک ہے ڈل جانے کا

۱۹

۱۳۷  
 جو دیکھے اس کے کا گل کا تماشا      نہ دیکھے پھر دو سنبل کا تماشا  
 ہوا ہے جان بوجھ انجان مجھ سےیں      توں دیکھے اس کے نفاصل کا تماشا  
 جو دیکھے یک نظر بلبل ترا رخ      نہ آوے خوش اُسے گل کا تماشا  
 کہ نہیں ہے اور خراباں میں جہاں کے      ترے ناز و تہل کا تماشا

سراج اس چشم کا مال جو کوئی ہے  
 نہ دیکھے سب سے نسل کا تماشا

۲۰

۱۳۸  
 جو کچھ کہ تم سےیں مجھے بولناں تھابول چکا      بیان عشق کے طومار کوں میں کھول چکا  
 ازل سےیں مجھ کوں دیا درد صانع تقدیر      میرے نصیب کے شربت میں زہر گول چکا  
 جنوں کے شہر میں نہیں کم عیار کوں مریت      میں نقدِ قاب کے کانٹے میں دل کے تول چکا  
 مجھے خرید کیے تم نے کم نگاہی سےیں      کمینہ بندہ بے زر کا آج مول چکا

لے شہید گوشہ ابرو کیا مجھ سےیں - سے کبہ - سے سے غریوں - سک - سے جام پرل - سے نہ پیر سےیں - سے  
 سے شوق - سے سے پرت نگر - سے سے ہے یک نگاہ کا سوراخ - سے سے کی داری کی بجائے نیچے کے شرکا  
 دوسرا مصرع درج ہے - سے پیر - سے -

نہیں رہا سخن آبدار کا موتی  
سراج طبع کے سب جوہر و کونوں چکا

۲۱

ہوا ہوں ان دنوں مائل کسی کا  
دیوانے دل کوں سمجھانا ہوں لیکن  
ہوا ہے دل دہی کا تم بہتا وان  
خیم گیسوسیں اپنے نوگرہ کھول  
کیا یک واریں کئی دل کی پھاکیں  
خناسیں تم نے نہیں باندھے ہو تھی  
گلی میں جس کی شور کر بلا ہے  
کہو اس لالہ گلزار جاں کوں  
نہ تھا میں اس قدر گھائل کسی کا  
کہاں لگ بولے کوئی حائل کسی کا  
نہیں آسان لینا دل کسی کا  
کھلے تاعفتہ رہ مشکل کسی کا  
لگا ہے بات کیا کامل کسی کا  
یہے ہو بات شناید دل کسی کا  
سلو ناشوخ ہے قائل کسی کا  
کبھی تو دیکھ داغ دل کسی کا  
سراج اب سوز دل شیراود جانے  
جو ہے پروانہ محفل کسی کا

لے رہا ہے۔ ک لے اپنی گیسو کی لٹکا کر کہ میں لے پھاکیں۔ ک لے تم نہیں۔ ۹۹ و لے تیرا۔ میں۔



۲۲

۱۳۶  
 جو برہ کا دار کھا بسمل ہوا  
 تثنہ زخم کعب قاتل ہوا  
 ماہ رو کا درس دیکھا ہے جو کوئی  
 عقل کھو کر عشق کا عاقل ہوا  
 پردہ ستری کھلا ہے جس اوپر  
 عالم ظاہر کا وو غافل ہوا  
 مصرعہ ابرو کسی کا یاد کر  
 رفتہ رفتہ ماہ نو کامل ہوا  
 جب ہوا جل کر جگر سب کمی  
 نقدِ خالص عشق کا حاصل ہوا  
 اس کے چہرہ پر سویدائے جگر  
 فقط مشکابِ ختن ہوتل ہوا

یار کا دیدار پا کر اے نسلِ ج  
 شکرِ رحمن کر کہ توں واسل ہوا

۲۳

۱۵۲  
 تری نگاہِ تلطف نے فیضِ عام کیا  
 خرد کے شہر کے سب حشیوں کوں رام کیا  
 اگرچہ تیر پلک نے کیا تھا دل لہ برما  
 دلے نگاہ کے خنجر نے خوب کام کیا  
 تیرے سلام کے دھج دیکھ کر میرے دل نے  
 شباب آ کہ مجھے زہستی سلام کیا

۱۵۲  
 اہ پیار میں نے جا کے پیو کے مکھ اور پیرہ دل مرا۔ ک۔ بہ ہر نام کوں انسان کا غلام کیا میں  
 مکھ دل پر نقش یک۔ دل بریاں۔ میں۔

خجانون عشق کی بجلی کہ صرٹیں آئی ہے کہ مجھ جگر کے کھلے کون جلا تمام کیا  
 اسی کے ہاتھ میں ہے خاتم سلیمانی نگین دل پہ جو نقش اس صنم کا نام کیا  
 مجھے نگاہ تغافل رقیب پر الطاف ادائے مصلحت آمیز نے غلام کیا

اے آفتاب تیری ظلمتِ جدائی میں  
 سلاج آہ سحر کوں چراغِ شام کیا

۲۲

ہماری آنکھوں کی پتلیوں میں تیرا مبارک مقام ہیگا  
 پلک سے پٹ ہم نے کھول دیکھے تو عین ماہ تمام ہیگا  
 اسے شرابِ خرد کے کیفی نہ کرتوں دعوائے پختہ مغزی  
 مے محبت کا جام پی توں کہ اب تلک ظرفِ خام ہیگا  
 خیالِ ابروئے قبلہ رویاں ہوا ہے محرابِ سجدہ دل  
 نماز شرطِ نیاز کی پڑا، صفتِ جنوں کا امام ہیگا  
 اگرچہ ہر سرورِ راست قامت چمن میں مغرور کشتی ہے  
 مقابل اس قد خوش ادا کے میری نظر میں غلام ہیگا

۱۰  
 لے سوں یک لے نقش میں تہ جیو کا دام میں تہ تہہ و کردینا ہو گیا ہے پتہ ک -

تسراج اس شعلہ رو سیں ہرگز گلہ روا نہیں کے شائقوں  
تمام جلتی ہے شمع ہر شربِ عبث تپنگوں کا نام ہریگا

۲۵

اگرچہ بار ہے میرے سلام ہونے کا ۱۶۵  
ہوا ہے حلقہ بگوش اسکا طوق قمری میں  
نگہ کی سیف کوں کیوں پھینکتے ہو بے دوسرا  
نگینِ دل پہ جسے نقشِ خاکساری ہے  
کہاں ہے تاب مجھے ہم کلام ہونے کا  
کیا ہے سرو نے دعویٰ غلام ہونے کا  
نہیں ہے خوف مگر قتل عام ہونے کا  
کہاں ہے ذوق اتے اپنے نام ہونے کا

بیانِ عشق کی بیہودہ گفت گومت کر  
نہیں تسراج یہ قصہ تمام ہونے کا

۲۶

تجھ زلف کی شکن ہے مانند دام گویا ۱۷۰  
ہیں صاد اسکی آنکھیں اور قد الف کے مانند  
مسجد میں تجھ بہنوں کی اے قبلہ دلِ جاں  
یا صبح پر بہا سی آئی ہے شام گویا  
ابرو ہے نونِ نادر کی سو ہے لام گویا  
پلکائیں ہیں مقتدی اور پتلی امام گویا

لے پیوس۔ میں شہ روش۔ میں گے ہے پیر کا حلقہ بگوش۔ اس کے طرف۔ ح۔ اچھے میں لہ شوق  
لے رو۔ میں سے روز عاشقان پر۔ میں لہ پیر کی آنکھیاں۔ میں شکرہ زیم زوں اینکا کل ہے لام گویا لہ  
لے پلکھاں میں مقتدیاں ہور۔ میں -

زنگیں بہارِ جنت دوزخ ہے مجھ کو لہذا  
 دفعِ خیرے اسکے ہوتے دارا سلام گویا  
 تک ماہِ نو کی جانب لے ماہِ رونظر کر  
 خم ہو تیری بہنوں کوں کہ تا سلام گویا  
 گلِ رُو کے قدمِ مقابل ہو با ادب کھڑا ہے  
 شمشاد ہے چین میں اس کا غلام گویا

شعرِ سماج از بس عالم میں ہیں زباں زد  
 دیوان کی زمیں ہے دیوانِ عام گویا

۲۶

ہمارا دل بر گلف نام آیا      قرار جان بے آرام آیا  
 کنپیچ و تاب زلف کون کھول      شکارِ دل کوں لیکر دام آیا  
 شامی ہوش کون سرسین بدر کر      جنوں کا مجھ طرف پیغام آیا  
 کرے تا بلبلِ دل کون غزلِ خوا      بہسارِ عشق کا ہنگام آیا  
 لے زاہد بھاگ اس زلفِ سیدیں      یہ کافر دشمنِ اسلام آیا  
 رہ کے محکے میں قتلِ دل پر      پیادِ احسنم کالے اعلام آیا  
 ہوئی جوشِ تجست میں زباں بند      صنم کا درمیاں جب نام آیا

لے ہو۔ میں لے ہو۔ میں لے ہنواں۔ میں لے گلشن میں تجھ قدائی کے ہے سرنگوں ہمیشہ۔ میں  
 لے تیرا۔ میں لے اب ہے تیرا ہے خود دیکھے سوں تجھ نگہ کے ڈانگولے کون ہوشِ ماغنی اٹھیاں میں ملام گویا۔ میں  
 لے ہے کہ لے ہزاراں شکر د گف نام آیا۔ لے لے۔ لے لے۔ لے لے لے لے لے۔

بلا ہے تجھ نگہ کی سیف کا وار دل بے تاب آخر کام آیا  
 سراج آنے میں اس جادو نظر کے  
 شکیب و ملاقت و آرام آیا

۲۸

دن بدن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا  
 یا تو تھا ویسا گرم یا پلے ستم ہونے لگا  
 سچ کہو تقصیر کیا ہے عاشقِ منظم کی  
 نیچا تر چھی نگہ کا کیوں علم ہونے لگا  
 تیغ ابرو کوں نیٹ کستے ہو پین حیراں ہوں میں  
 کون سے بیمار پر یہ آبِ نم ہونے لگا  
 شکر بندہ سرورِ غنا کے تصور کے طفیل  
 رفتہ رفتہ دل مرا باغِ ارم ہونے لگا  
 بس کرواے شاہِ فوجِ حسنِ قتلِ عام کوں  
 عاشقوں کی آہ کا نیزہ علم ہونے لگا

۱۸۶

۱۸۶ پھر۔ س۔ اب۔ ک۔ اس شعر کے بندے میں بعد کی غزل کا چھٹا شعر درج ہے۔  
 ۱۸۶ عاشقان۔ س۔

تجھ کوں اے آہونگد کس نے سکھایا یہ طرح

یا تو تھا اوروں میں روم یا ہم میں روم ہونے لگا  
ہجر کی راتوں میں یہ مصرع ہوا اور دستارچ  
دن بہ دن اب لطف تیرا ہم پہ کم ہونے لگا

۲۹

شکر اللہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا  
کیا مگر قمری نے تجھ فد کی صفت جا کر کہی  
صلح کا پیغام بھیجا اب غنیمت بھرنے  
جب گیا توں سیر کوں بے خود ہوئے الہاں  
قطرہ شبنم نہیں اس سے عارض گلگون کی کچھ  
شاید اب کے سال ہوئے وصل گل و مراد  
شبیوہ جوہر و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا  
باغ میں شرمندگی میں شرم ہونے لگا  
شکر غم بر طرف سب یک قلم ہونے لگا  
سب طرف میں سجدہ نقش قدم ہونے لگا  
گل عرق شرمندگی کا لاکے نم ہونے لگا  
آہ کے آریں میں نخل دل قلم ہونے لگا  
کیوں دستارچ اوپر نوازش کی نظر کرتے نہیں  
دن بدن اب خانہ زاوے درم ہونے لگا

لے سکھائی۔ میں نے جن ہرات۔ جس سے سوں۔ میں نے دیکھ تجھ کلمہ کی بہار۔ میں

۳۳

قد تیرا سرو رواں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 گلشنِ دل میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 دھوپ میں غم کی، عبث جی کوں جلایا افسوس  
 اس کے سایہ میں اماں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 یار نے ابرو و مژگاں میں مجھے صید کیا  
 صاحبِ تیر و کماں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 سب جگت دھونڈ پھرا یار نہ پایا لیکن  
 دل کے گوشہ میں نہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 خاک تیرے قدمِ پاک کی اسے نورِ نگاہ  
 سرمہ دیدہ جاں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 میں سمجھتا تھا کہ اس یار کا ہے نام و نشاں  
 یار بے نام و نشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

دل کے گلشن میں۔ س۔ تہ پیو۔ س۔ تہ ابروئے یک۔ تہ اس کنے۔ س۔ و ۲۹۱/۱

ح نثار۔ ۲۹۱/۱ و تہ فرنین۔ س۔ تہ ح نثار

روزہ دارانِ جدائی کوں حسیم ابروئے یار  
 ماہ عیدِ رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 نگہ شوخ نے دل ایک کرشمہ میں لیا  
 کیا بلا سیفِ زباں تھا مجھے معلوم نہ تھا  
 شربتِ بہراں کی نہ تھی تاب مجھے مثلِ سراج  
 رُخ تیرا نورِ فشاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

۳۴

بہرِ دہنیں کوئی میرے اس دردِ نہاں کا  
 ہوتا ہے قلمِ سوزِ سینِ فوارہٴ سماں  
 کس پاس کہوں جا کہ بیاں آہ و فشاں کا  
 جب حال لکھوں میں جگرِ شعلہٴ فشاں کا  
 ہے دل میں میرے داغِ مگر لالہ رخاں کا  
 حیران ہوں میں زورِ کلیجا ہے کتاں کا  
 ہیرا میرے دل کے ہوئے ٹکڑے  
 سودائی بازارِ محبت جو ہوا ہے  
 زہنہارِ خیال اس کوں نہیں سودِ دیاں کا

۱۔ ابرویار - ح ۱۷۹۱ دوس میں یہ قطع ہے۔ "دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج" الخ

۲۔ شبِ بہراں کے اندھارے سوں تک آقا - اس سے یہ حال - ۱۷۹۱ د ۱۷ ح غدار  
 (رجعت ۱۷۹۱) (دل ۱۷۹۱)

۳۔ جو عشق کے بازار کا بے پار کیا ہے، عالم میں خیال اس کو نہیں سودِ دیاں کا - س ۱۷۹۱ د



جو داغ ہوا تازہ گل باغِ محبت ہرگز اُسے وسواس نہیں بادِ خزاں کا  
 ہوئے بحرِ خیاباں و ہر ایک موجِ صنوبر گر عکس پڑے آب میں اس سرورواں کا  
 اے جانِ سراجِ اب تو تیرا سورہ صورت  
 ہر راتِ وظیفہ ہے دل شعلہ زباں کا

۳۵

جو بسمل کر شمع نازبتاں ہوا بے تاب جگر سیتی و ونیم جاں ہوا  
 عشاق اس کے زخم میں مقول کہیں نہیں خنجر کوں تجھ ادا کے تغافل فشاں ہوا  
 سینہ میں لاز عشق کا پوشیدہ کیوں ہے لگیو آہ و نالہ پردہ در عاشقاں ہو  
 مجھ چشم اشکبار کی جس نے لکھا شرح ہر نقطہ اس کے کلک سینگ ہر ساں ہوا  
 جس پھول نے تیرے سین کیا دعویٰ بہا و و پائمال آفت بادِ خزاں ہوا  
 ہر صفحہ اس کے حسن کی تعریف کے طفیل گلشن ہوا بہار ہوا بوتلاں ہوا

ہنتا ہے مجھ کوں دیکھ کہ ووشوخ اے سراج

شاید کہ رنگ زرد مرا زعفران ہوا

۱۔ آج میرے حال پر کھر۔ س۔ یہ جو دستم بول کہ ہے رسم کہاں کا۔ س۔ ۱۱۔ ۱۔

۲۔ س۔ جس نے لکھا شرح۔ ۹۹۔ ۱۔ جس نے تجھ سیتی کیا دعویٰ ہم سرنی۔ س۔

۳۶

۲۳ بجائے بلبل و قمری جو نغمہ خواں آیا  
 کہ یار گلبدن دسرو نوجواں آیا  
 نپٹ عجب میں ہوں سوچ کہ دھروں نکلا  
 وہ ہر ماہ سُنخ و ماہ ہسریاں آیا  
 بدن خوشی میں سمانا نہیں ہے جائے میں  
 کہ راحت دل آرام بخش جاں آیا  
 ہر ایک مرغ چمن نے نثار کرنے کوں  
 چمن میں لے کہ طبع گل کا زفتاں آیا  
 خیال عکس رخ یار شیشہ دل میں  
 مری نظر میں مثال پری نہاں آیا  
 اگرچہ وصل میں ہوں نیم بھر باقی ہے  
 قرار خاطر بے صبر کوں کہاں آیا  
 مری زبان خموشی کوں جو سمجھتا ہے  
 سہراج آج دہی یار رمز داں آیا

(۳۷)

۲۵۳ مجھ میں غم دست و گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا  
 چاک سینہ کا نمایاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 اب تلمک مجھ کوں کسی شخص کے چہرہ کا خیا  
 صورت آئینہ جاں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 صفت عشاق میں کوئی ثانی مجھوں جھسا  
 وحشی کوہ و بیاباں نہ ہوا تھا سو ہوا  
 اشک اولے ہو برستے ہیں مرے دامن میں  
 یہ درق نقرہ افشاں نہ ہوا تھا سو ہوا

لے بھگوں سی لے اب برسنے لگے دامن میں انجو کے اولے - ۳۹۱ و دس

خجر عشق نے احسان کیا سر پہ مے جاں کن کن کھچی آساں نہ ہوا تھا سو ہوا  
قبلہ رو رحم کیا مجھ پہ خط آغازی میں کافر ہند مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

آہ سوزاں میں مے دامن صحرا میں سراج

قبر مجنوں پہ چراغال نہ ہوا تھا سو ہوا

۳۸

۲۵۴ جس کا دل شوق میں جیوں آئینہ حیران ہوا سب ہوا لایق ہم چشمی جاناں نہ ہوا  
زلفِ جمعیتِ دل کیونکر لگے ہاتھ اُسے سلسلہ میں جو محبت کے پریشاں نہ ہوا  
یارِ آتا ہے میرے قتل پر اور میں ہوں خجل حیف اس وقت پر میرا دل بے جاں نہ ہوا  
صحرا گلزار میں کیا کام ہے صحرائی کا جائے گل حیف یہاں خار سیاہیاں نہ ہوا  
کیا سبب دیکھ رہا آئینہ کے شوخ تجھے کیوں پشیمان نہ ہوا سر بہ گریباں نہ ہوا  
لذتِ نعمت دیدار نہ پاوے ہرگز مجلس غم میں جس کا نمکد ان نہ ہوا  
اپنے مقصود کی بانقیس کن کیوں چاہیے پیش دل میں جسے تخت سلیمان نہ ہوا  
باغ نے سرو کی نگلی کوں لب جو نہ رکھا حیف کھاتا ہے کہ دو سرو خرا ماں نہ ہوا

اس طرف یار کوں کب میلِ تماشا ہے سماج  
ریزشِ اشک میں جس گھر میں چرغاں تہ ہوا

۳۹

۶	بیجا نہیں سنبل کے اوپر مان ہمارا	رشتے میں تیری زلف کے تے جان ہمارا
	آدیکھ منعم حال پریشان ہمارا	سرمایہ آشفستہ دلی جمع ہو ہے
۷	مشتاق تیرا ہے دل حیران ہمارا	جیوں صورت دیوار ہوا محو تماشا
	بس آہ سحر گاہ یہ سامان ہمارا	در پیش ہے ہم کوں سفر منزل مقصود
	کا شانہ زنبور ہوا کان ہمارا	تیرے لب شیریں کی سناج میں حکایت
	ہے وسعت مشرب سستی میدان ہمارا	مجنوں کی طرح وحشی صحرائے جنوں نہیں
۸	قربان ہے اس کفر پر ایمان ہمارا	کہتے ہیں تیری زلف کوں دیکھ اہل شریعت
	ہے گردن زنار پہ احسان ہمارا	آزار کئے قید میں سب کی اس کوں
	جس دن سے غم آہر ہے ہمان ہمارا	سینہ کے طبق میں ہے کبابِ دل پر روز
	دل ہاتھ میں جاتا ہے ہر ایک آن ہمارا	اے شوخ کنشش میں تیرے ابرو کی کمال کی

اے جانِ سراج ایک غزل درو کی سن جا  
مجموعہ احوال ہے دیوان ہمارا

۴۰

ہماتے پاس جاناں آن پہنچا      دل بے جان کوں اب جان پہنچا  
نہ ہونے کیوں شہِ دل کی بانسلی میں      ملاحت کا سلونا کائن پہنچا  
کہاں ابرو کی ہر ترچھی نگہ میں      جگر کے توڑنے کوں بان پہنچا  
دکھایا مصحفِ رخسار اپناں      ہمارا دین اور ایمان پہنچا  
مجھے کہہ کا کر زمی چہرے والے      کہ وقت سیرنا فرمان پہنچا  
مے و جام و گلِ مطربے موجود      بہارِ وصل کا سامان پہنچا  
دلِ سفلی نے پایا وصل کا گنج      بھکاری کوں درس کا دان پہنچا

سراج اب گم تزار روشن ہوا ہے  
مگر دو شمع رو ہسمان پہنچا

اے جانِ سراج آج لیجا تھو مجلس۔ س و ملا و ۔ تہ میر۔ یکن۔ س تہ آن۔ ک

نار

تہ تیر۔ ۱۵۵۲ و شہ پیونے۔ س ۔ د ہر۔ س شہ کا نکر زمی۔ ح میں چہرہ۔ ک۔ لاج و کھنڈ

۴۱

ماجرا سن کر ہمارے اشک بے پایاں کا  
 آب ہو جاتا ہے زہرا نوح کے طوفان کا  
 دیکھ کر دریا میں اس ہندی بھرے ہاتھوں کا عکس  
 خشک ہو جاتا ہے لوہو پنجسہر مر جان کا  
 اس نفیشتی پوش میں مت مل رقیب زرد رو  
 کیا توں شاخ زعفران ہے باغ نافرمان کا  
 سبزہ خط میں زرخداں نے تری پایا ہے رنگ  
 ان دنوں آیا ہے تھخہ سیب ہندوستان کا  
 ہے ہمارے نالہ پر سوز کا مطلب بلند  
 سرو قد کوں ہوئے مگر معلوم حال اس تان کا  
 ہے بیان سوئے بے تابانی مری ہر بیت میں  
 برق کے سونے میں جدول چاہیے دیوان کا

خوف میں ہوں سن کہ شاہِ حسن کے خط کی خیر  
 دیکھئے کیا ہوئے گا مصنون اس فرمان کا  
 زلفِ کافر میں لگی بہنے نیم مشک بو  
 زاہد و باادخسراں ہے گلشن ایمان کا  
 جاں سپاری داغ کتھا چونا ہے چشم انتظار  
 واسطے جہانِ غم کے دل ہے بیڑا پان کا  
 گوشہ محرابِ ابرو میں ترے خال سیاہ  
 تاجِ اسلام ہے سردارِ کفرستان کا  
 اے سراجِ آیا نہیں وو نور چشم انتظار  
 خاز ویراں ہو گیا ہے ویدہ جیران کا

۲۲

۲۹ دلداری کشش نے ایچھا ہے سن ہمارا  
 ہے خاک اس قلم کی شاید وطن ہمارا  
 اے دوستان جانی دل میں کرو توجہ  
 تا جان پاس اپنے پہنچے بدن ہمارا  
 گر زندگی ہے باقی پھر تم میں آئینگی  
 دیدارِ آخری ہے جو ہے مرن ہمارا

لہ دل ۳۹۱ و ۳۹۰ چن میں تہ جوں میں

دریا کے مدعا کا لائے ہیں تھا جب میں ہر بوند اشک کا ہے دُرِّ عدن ہمارا  
 درکار نہیں ہے پہریں بریں قیائے زینت یہ نہیں ہے خاکسایِ خاکی برن ہمارا  
 سب پھوڑ خاناکوں میں اس کی جستجو میں ہے دشت اور بیاباں باغ و چمن ہمارا  
 مانند کوہ کمن ہے بے کل سہلج کا دل  
 شاید کہ مان لیوے شیریں سخن ہمارا

۴۳

۳۰۲

تصور تجھ بھواں کالے صنم سمن ہوا من کا  
 سدا دیول کی پوجا کام ہے ہر یک برہمن کا  
 ہوا ہے سزنگوں ہر سر و تجھ قد کی نجالت سین  
 گھٹایا حسن روز افزوں نے تیرے مان گلشن کا  
 ترے دیکھے چکوروں کی نہ ہوتے کیوں آرزو حاصل  
 ہوا عالم میں روشن چاند پورا حسن کے کہن کا

۱۔ منظور کے دریا۔ ۲۔ ہے انجو کا درعدن۔ ۳۔ و ۴۔ ۱۔ ۲۔ یو۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔





نہیں ہے مجھ کوں احتیاجِ جامِ لبریزِ شراب  
 دیکھ کر تیرا قدِ طوبا صفت لے خوش ادا  
 غم کی مجلس میں مرادِ ساغر پر خوں ہوا  
 شوق تیرا حق میں میرے نشہ ہجوں ہوا  
 تھا قدِ سرورِ سہی اول الف اب توں ہوا  
 دولت دیدارِ پاکِ وقت کا قاروں ہوا  
 سر خوشی ہے یاد میں تیری مجھے ہر روز شب  
 جو دل مفلس کہ منگتا تھا گدائی در بدر  
 رات دن جس کوں خیالِ قاسمِ موزوں ہوا  
 سرور کی ہمسر جو ہووے آہ اسکی کیا عجب

کام میرا نغمہ خوانی ہے جدائی میں سراج

ازمِ غم میں مجھ کوں تارا آہ کا قانون ہوا

۴۵

تیری بھنوں کی تیغ کے جو رو برو ہوا  
 تجھ زلف کے خیال میں کیوں کر نکل سکوں  
 سب عاشقوں کی صف میں وہی سرخرو ہوا  
 ہر تیغ و خشم نمونہ طوقِ گلہو ہوا  
 تیرے نگہ کا تیرے از بس کم نوشگات  
 رشتے میں موجِ گل کی ہوائے بہار میں  
 سب بلبلوں کا چاکِ گریباں رفو ہوا  
 جس صبح کوں سوار وہ خورشیدِ رو ہوا  
 سوج کارنگ چاند سر کیا ہوا سفید

لے دل خوشی - س لے جس کے ہر شب - س

جس کی زباں میں عشق کے افسوں کا ہے اثر ہر حرف اس کا موج پری تہو بہو ہوا  
 / بر جا ہے گر کہوں میں اسے شیشہ آتشی  
 چشم سراج آئینہ شعلہ رو ہوا  
 ۴۶

۳۲۶  
 عشق جب آیا تو ترکِ آبر و کرناں لگا گوشہ گیری چھوڑ سیر کو بھوکرناں لگا  
 میں نہ رکھتا تھا شہیڈوں کی عبادت کی خبر اب دم خنجر کے پانی میں وضو کرناں لگا  
 دل میرے دل ہو گیا جانے کہ صر جانا را یار تھا کیا کیجئے اب جستجو کرناں لگا  
 دلبر تو خط نے دل لے کر کیا انکار صفا آرسی شاہد ہے اسکوں رو برو کرناں لگا  
 دل کی اب دیوانگی کا اور کچھ نہیں ہے علاج حلقہ زلف صنم طوق گل کرناں لگا  
 یاد ہیں وہ دن کہ تھی ہر رات ہم کوں چاندرا عید کی سی چاند کی اب آرزو کرناں لگا  
 و خشتِ دل کا نظر آتا نہیں ہرگز علاج حلقہ زلف صنم طوق گل کرناں لگا  
 دل ہو اچاک آفتاب حسن کے شوقوں سراج  
 سوزنِ خط شعاعی میں رفو کرناں لگا

لے مجھ کوں - ک سے اور کچھ نہیں غلام بلکہ اور سدا رہا۔ مع ح نارد



برق خرمین ہے جان دشمن کا دوسیں جس نے ایک آہ کیا

مت جلا اب سراج کوں ظالم

شعلہ نعم کوں عذر خواہ کیا

۲۹

نقش قدم ہوا ہوں محبت کی راہ کا کیا دکشا مکاں ہے میری سجدہ گاہ کا

گرمی میں آفتاب قیامت کی کیوں ڈرو سایہ ہے مجھ کوں ستر و قیامت پناہ کا

ناسور ہو کہ روز قیامت تلک ہے جس کے بنگر میں تیر لگے تجھ نگاہ کا

پیو کا جمال دیکھ ہوا چاک چاک دل جیوں کہ تھماں پہ عکس پڑے نور ماہ کا

دورے نہیں ہیں سرخ تیری چشمست میں فنا پر چڑھا ہے خون کسی بے گناہ کا

دل تجرہ کی آگ میں کیوں کر نکل سکے شعلہ میں کیا چلے گا کہو برگ کاہ کا

سبل ہے جیوں کہ جسلوہ غما جو بنا پر آنکھوں میں میری عکس روز لطف سیاہ کا

جنتاب رو کے رخ پہ سیہ خط نہیں سراج

جا کر کھلا ہوا ہے میرے دودہ آہ کا

۱۲۹۱

۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔ ۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔ ۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔

۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔ ۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔ ۱۲۹۱ء میں لکھی گئی ہے۔

۵۰

۳۵۴

سوئے راتوں کوں گر جنگل میں میرے غم کی واویلا  
 تو مجنوں قبر میں اٹھ کر پکارے آہ یا لیلیٰ ✓  
 ہمارا خونِ ناحق نہیں ہوا صنایع ارے قائل  
 زمیں سے گل ہو نکلا آسماں پر ہو شفق پھیلا  
 ہر ن سب میں براتی اور دیو آنا بن کا دوٹہا ہے  
 پہیر خلعت کوں عربانی کی پھرتا ہے بنا پھیلا  
 شراب صاف دے تا صاف ہو ساقی غیبِ شامِ غم  
 ہمارا دل نپٹ گرد کہ درست سے ہے اب میلہ  
 سراج اس شعارو کی تنگ پوشیوں کہاں پہنچے  
 کہہ سے جامہ بدن میں شمع کے فانوس کا ٹھھیلا ✓

۵۱

۳۵۷

بھول جا حرف بے وفائی کا یاد کر علمِ آشنائی کا

نے سنے ۱۷۷۲ء تک یہ کہہ سکے پھولا کہ ۱۷۷۳ء تک دیوانہ سے دلا ۱۷۷۴ء  
 کہ خار کہ ہے ہوا کہ ہے بریک کہ ترک کر شوہ۔ میں در ۱۷۷۵ء تک داغ ہے دل میں تجر بلدی کا جس لہ رکھ کی



اے صنم تیرے خیال بروے خوں ریز ہیں  
 دل شہادت گاہ زخم تیغ محرابی ہوا  
 یاد میں اس لعل لب کی برک گریاں ہے مسراج  
 اشک حسرت رشک بخش رنگ عنابی ہوا

۵۳

۳۷۳

ہے تہماں چیرہ زری والا چشم بلسل کی بکتیری والا  
 زگس شوخ چشم بے باغی ہے کدھر چشم بھری والا  
 دل دہی کا خیال کیا جانے نام جس کا ہے دلیری والا  
 بیٹھ دو کا لب چشم پر کئی دن اشک میرا ہوا تری والا  
 عشق کا فرسین عقل کا بس نہیں یہ فرنگی ہے پستلی والا  
 یاد میں اس کی چشم مئے گوں کی شیشہ دل ہوا پری والا

اے مسراج اس زمین شکل میں

کیا کرے فکر سرسری والا

۵۴

جس کوٹ ہے ذوق نے ساغر مدہوشی کا ہے اسے شغل تری چشم میں مے نوشی کا

لہ کاں ہے دو سک ۵۴۷ لہ پو پوری ۵۵۵ لہ کے تیس ذوق ہوا۔ س ۵۱۱ لہ



اتم حال پریشاں میں مرے اے ظالم      زلف تیری نے لیا رسم سیاہ پوشی کا  
 لایق پیرہن فقر ہیں آئیستہ دلاں      تیرہ دل کب ہے نہ اور مند پوشی کا  
 پردہ عیب نہ کرفاش کسی کا ہرگز      گر متنابے تجھے نام خطا پوشی کا  
 بس ہے یک جلوہ دیدار تراجان سماج  
 نہیں ہے ظاہر میں اٹھے ذوق ہم اغوشی کا

۵۵

جو کوئی شغل کثرت میں خالی ہوا      وہ اسرار وحدت کا حالی ہوا  
 لیا کاشد سرکوں وہ انتہیں      ترے و شغل کا جو سوالی ہوا  
 کیا جس نے آنکھوں کا پانی رواں      محبت کے گلشن کا مالی ہوا  
 نہ ہوئے جام کثر میں محروم دو      علی ولی جس کا والی ہوا  
 جو کوئی لیوے حل جائے آنکی باں      ترا نام اسم جلالی ہوا  
 لباس بنستی ترا دیکھ کر      مجھ آنکھوں کا آنسو گلابی ہوا

۳۸۵

مراد دل ہے فانوس حیرت سماج

کسی شمع رو کا خیالی ہوا

لے اے صغیر حال پریشاں کے مرے نام سول، س، شہ میا، ک، و ۵۵۵ و ۵۵۶ نہیں، س، عہ نہیں زہنار۔ ک  
 شہ بچہ، شہ ۵۵۵ و ۵۵۶ نہیں، ک، شہ کا شہ ۵۵۵، شہ عشق، ک، شہ نہیں، ک، شہ نہیں ۵۵۵ و ۵۵۶۔

## ۵۶

۳۹۲

یارِ حُب میری طرف آنے لگا      دل کی بے تابی میں جی جانے لگا  
 گلبدین نے دل لیا ایک رنگ ہو      پھر تو کی کی رنگ دکھلانے لگا  
 دل نہیں ہے بلکہ ہے سولی کا چول      دو ستر منصور کہلانے لگا  
 ہوں زے ابر کرم کا تشہ لب      آگ کا مینہ کیوں تو برسانے لگا  
 بات کے بکتے میں دو شیریں دہن      تلخ ہو کر ہول بستلانے لگا  
 زلف کھولا جب کہا میں شب بخیر      شکر بشپچ کوں پانے لگا

یار نے دیکھا کہ جلتا ہے سراج

رحم اس کے حال پر لانے لگا

## ۵۷

۳۹۹

نقشِ ابرو مد بسم اللہ ہے تکبیر کا      قتل ہے تجھ کوں روا پر صید بے تقصیر کا  
 مثل شانہ نہیں خلاصی اس کی مکن خسرگ      جو ہوا ہے صید تیری زلف کی زنجیر کا  
 برس کے ظالم کیا توں بیگناہوں کوں شہید      خسر میں دامن ترا اور مات دانگیں کا

مے جب سن ۱۹۱۷ء سے یہ ۱۹۱۸ء تک اب دیکھو ۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء میں یہ ہے

ہر کہ دل زخمی ہوا ہے تجھ کوں کے تیسرے کا      نہیں مجب گرتا ہے ہوسہ انجھ کے تیرے کا

اس کا خاکا، گردِ محشر میں کیا نقاشِ عشق  
 رنگِ ستِ چھو ہماری آہ کی تاثیر کا  
 کب امیدِ زندگانی ہے نگاہوں میں تری  
 لبِ نظر آتا نہیں ہے تیر کی زہِ گیر کا  
 اس کے استقبال کوں خورشید آوے ہر حجر  
 مبتلا جو کوئی ہوا سنجہ حسنِ عالمِ گیر کا  
 مت نصیحت کر مجھے زائدِ خلوتِ نشین  
 عشق میں کچھ زور نہیں تو ازوے تدبیر کا  
 اس کی شہرت سن ہوے میں رام سببِ شہزاد  
 نام اس کا کیا مگر تعویذ ہے تسخیر کا  
 کچھ طلا سیں کم نہیں ہے چہرہ زردِ سراج  
 اس سبب نہیں ذوق اوسے خاکسرا کیر کا

۵۸

جب دو قیامت آئیں مست غرور ہو یگا  
 ہر نالہ شہیداں آوازِ صورت ہو یگا  
 ۴۰۸  
 عے خاک اس گلی کی لے پا کیا صداق  
 سرمد من رگاتوں آنکھیاں کوں نور ہو یگا  
 دو شاہ فوجِ خواباں اس شہر میں جب آئے  
 آباد ہو مرادوں دائرہ اشہور ہو یگا  
 زائد کوں روزِ محشر جز بویا نہیں ہے  
 مجلس میں عا شقوں کی جامِ طہور ہو یگا  
 سنگینی تغافل اپنوں پہ مت روارکھ  
 میناے دل ہمارا اب نہیں تو چور ہو یگا

۱۔ ذیل کے دو شرح میں نہیں ہیں۔ ۲۔ یہو۔ ۳۔ جاگے و مٹیاں۔ ۴۔ سورک  
 ۵۔ طح ۶۔ آوے آویگا شاہِ خواباں جس وقت اس آریں۔ ۷۔ عا شقاں۔ ۸۔ مجھ پر۔  
 ۹۔ شیشے من مراد دل پیر۔ ۱۰۔

آنکھوں کے سامنے سین مت جا صنم و گردن عشرت اٹھے گی کیسے غم کا دفور ہو گیا  
 حال سہلج رت پوچھ اے شمع بزم خوبی  
 اس پر جو کچھ ہووے گا تیرے حضور ہو گیا

۵۹

۴۱۵

صنم نے زلف میں اول مجھے اسیر کیا نگاہ تیز میں بھر کر نشان تیر کیا  
 جنوں نے جب میں دیا مجھ کو دل کی کوئی تھی تبھی میں منصب فریاد کوں تغیر کیا  
 نہیں ہے دوسرا اس کے کوں حاجت صد ترے قدم کی جو کوئی خاک کوں عبیر کیا  
 تمام منزل عرفاں کی سیر کیوں کرے طریق عشق میں جو غم کوں دنگیر کیا  
 لگا کے خاک بدن پر جو کوئی لیا بیراگ وو اپنے بر میں عجب جاہر صریر کیا  
 جو کوئی کہ لذت دوری کی چاشنی چاکھا غبار سینہ شکر خون دیدہ شیر کیا

جو کچھ تھا نقد خرد اے سہلج لوٹ لیا

وو شاہ حسن نے آخر مجھے فقیر کیا

لے محتاج لے برجن خاطر سوں عاشقاں کی۔ س لے گا۔ س لے جن میں لے دل نگار کوں۔ س  
 لے تداب سوں۔ س لے کول۔ ح لے اپں کے۔ س لے میں بر قطع حسب ذیل ہے۔  
 سراج آج تیرے باج لے شہ خوباں ؛ سنگات شکر غم کے انجھو پیر کیا

۶۰

دل مبتلا ہوا تری آنکھوں کے ناز کا  
 چنگل تلخیں تجھ نگاہ کے زخمی ہوئے دل  
 قبلہ طرف نہیں ہے مجھے مطلبِ سجود  
 مجلس میں غم کی آہ کی توں بانسلی بجا  
 خواہش ہے تجھ کوں کعبہ منقسمو کی اگر  
 اس کی نظر میں سرد سہی ہے مثالِ گاہ  
 افزوں ہے حُسنِ پاک تیرے کی بہار آج  
 نخلہ لگے زبانِ مستلم کوں مثالِ شمع  
 مرہم میں تجھ کوں کی ود امید وار ہے  
 نہیں اس کو ہوشِ سودِ قیامت کے شور کا  
 ہرگز نہیں ہے اس کوں حقیقت کی چاشنی  
 زنجیر بند ہے تیری زلفِ دراز کا  
 پینچہ لگا ہے صید کون جیوں شاہباز کا  
 حجابِ برواں میں ہوں نائلِ نماز کا  
 لے دل اگر ہے ذوقِ محبت کے ساز کا  
 کربا دیان آہ کوں دل کے جہاز کا  
 ہے جس کوں شوقِ تہجدِ قدعاشتق نواز کا  
 شاید اثر ہے، عینِ غمہ پاکباز کا  
 قصہ لکھوں جو دل کے میں سوز و گداز کا  
 زخمی ہوا جو تجھ نگرے تاکہ تاز کا  
 بدست ہے جو کوئی نے مینائے راز کا  
 جس نے مزہ چکھنا نہیں عشقِ مجاز کا

۶۰  
 لے ہے تجھ آنکھیاں میں گاہ یہ ادنیٰ بیچ کا شعرتا میں نہیں ہے۔ تہ ہے تیرے سن پاک کا انون۔

۶۰  
 لے لیں گے اس سے میں صبح یوں ہے "مشغل ہے اس کی پیچہ حقیقت کی راہ میں۔"

اس سر قد میں آج ہم آغوش میں ہوا پایا ہوں پل جہان میں عمر دراز کا  
جب میں سہرا ج اکل لیلی نگاہ ہوں  
مجھوں نے مجھ میں درس لیا ہے نیا د کا

۶۱

۴۳۵ جسے شغل ہے نہ خوا اور صرف کا کہاں ہوش ہے عشق کے حرف کا  
ہر یک لاتی مستی عشق نہیں نہیں کام یہ ہر تنک طرف کا  
میرے اشک وقت نے پیدا کیا ترے ہجر میں رنگ شکر ف کا  
نہیں گری عشق زاہد کے تیں اثر ہے مگر سردی برف کا  
لگے برق کوں آتش غم سہرا ج  
سنے گر دو شعلہ مرے حرف کا

۶۲

۴۴۰ دل پری رو کوں دیکھ دنگ ہوا دشمن جان نام و ننگ ہوا

۱۔ اس و ۲۹۔ استاد عشق کہ ہوا ہوں میں اے سراج نے ہر ایک۔ س سے رنگین۔ س  
۲۔ س میں قطع حسب ذیل ہے۔ سناؤں غزلیوں کے لئے سہرا ج پا نہیں قدر والی کہی مرے حرف کا۔  
۳۔ س میں مطلع حسب ذیل ہے۔ سر و تہہ قد کوں دیکھ دنگ ہوا، غنچہ ترے دہن سوں ننگ ہوا۔

کیونکہ ہوئے آلودہ دامنِ دوسری قدباغ میں      سر و خم ہو کر کنارِ آبِ جُبر پر پل ہوا  
صافی باطن عطا ہے بس کہ شاہِ سب      دل مرا آئینہ عکس ہے دل دل ہوا

اس گلابی چشم کا از بس تصور ہے مجھے  
اے سراجِ آئینہ دل سا غر پر پل ہوا

۶۶

شرابِ شوق پی کر دو جہاں کا جس نے غم بھولا      ۳۶۴  
خیالِ خمِ انقلابوں و نگرِ جامِ حسم بھولا  
صنم کی تیغ پر سیرِ گلستانِ شہادت ہے  
جو کوئی یہاں سرستی چلتا نہیں اس نے قدم بھولا  
نلاوے ہوش میں ہرگز دم عیسیٰ اسے ایک دم  
تری تیغِ نگر کے دم کے دیکھے جس نے دم بھولا  
ہر ایک نقشِ قدم کوں بوجھتا ہے پھول کر کھپ کر ہی  
گذر تیری گلی میں جو کیا باغِ ارم بھولا

اے جب بچشاہوں۔۔۔ میں نے جو کوئی سرستی۔۔۔

نہیں الٹا ترے دام نگہ میں کون سا وحشی  
 تری آنکھوں کی وحشت دیکھ کر آہونے روم بھولا  
 سراپا سحر ہے مومن کہ جس تصویر لکھنے میں  
 نہ لا دیدار کی طاقت مصور نے قلم بھولا  
 نظر کر دیکھ ہر شے منظر نور الہی ہے  
 تسلیج اب دیدہ دل میں صمد دیکھا صنم بھولا

۶۷

۳۷۱

تیری زلفِ سیہ کے تاروں کا      ورد ہے صبح و شام ماروں کا  
 مثل سیاہ ہم کون نہیں آرام      پوچھ آ حال بے قراروں کا  
 سوزِ دل کی گٹھا ہے آنکھوں میں      مہ برسنے لگا انگاروں کا  
 اشکِ گرم آگ ہو نکلتا ہے      نہیں پلک جھاڑے ستاروں کا  
 گلبدن کے فراق میں ہر شب      دل ہے آماجِ غم کے خاروں کا

لہ سند برق جولان کیا ہے اتحد شوقی ۳۹۱ لہ و کچھ غم خیز زلفِ کتاروں کا ہے پریشان حال ماروں کا ۳۹۱ و دوس  
 لہ تک ۳۹۱ لہ جب سے چھائی آنکھوں میں غم کی گٹھا پلک بیند برتا ہے نت انگاروں کا ۳۹۱ و دوس  
 مہ بیند - س - جب سوں پچالی - س

لہ ہر انجو آگ ہو - س -



گلِ عارض دکھا کہ گلشن میں ہوش کھویا ہے کئی ہزاروں کا  
 بچھر کی رات میں شمار نہیں  
 اے سراج اشک کی قطاروں کا

۶۸

۲۷۸  
 اگر دو شوخ کی خاک قدم کوں پاؤنگا  
 بجائے سرمہ آتے آنکھ میں لگاؤنگا  
 ترے جمال کی تعریف جب کہوں گامیں  
 تمام حور و پری ہوش میں بھلاؤنگا  
 اگر بہشت میں مجھ کوں نذا کرے صنواں  
 تزی گلی سے دم حشر لگ نہ جاؤنگا  
 سنوں گراں لب شیریں میں لہری کی کھلا  
 ہزار نوبت کھینچ سروی بجائونگا  
 بیتیں ہے مجھ کوں جلائی کی جان کندن میں  
 ترے وصال کوں پا کر وصال پاؤنگا  
 اگر دوحسن کا دریا نظر نہ آوے آج  
 تو پور گریہ رقت گامیں ہشاؤنگا  
 ہمارے بات محبت میں تم جو کوشش کرو  
 تو اپنی پییم کہانی تمہیں سناؤنگا

۱۔ من و لہ کے اضافہ اشعار۔

بسل خنجر جسدائی ہوں  
 حال آدیکھنے دل نکاروں کا  
 چار بازار دہر میں کیا خوف  
 مستعد ہوں میں چار یاروں کا

۲۔ نظاروں کے لئے آنکھیاں میں آتے ہیں تہ پیا کے سن کی س ہے ہو۔ س لئے سوں۔ میں  
 ۳۔ میں سک ہے ہناؤنگا کہ انجم کا پورا میں چشم سول بہاؤنگا۔ س لئے میں ہوں جو کہیں بیٹوں کا کہیں  
 ۴۔ اہیں کی پییم کہانی آئے ہیں۔

دولالہ روکا اگر دیکھنا میسر ہوئے جگر میں داغ جو ہیں سب اسے دکھاؤنگا  
کہا سراج ووظالم نے آج زاہد کوں  
کنڈ زلف میں اپنی تجھے پھنساؤنگا

۶۹

۴۸۷ تنہا و مست ناکوں جس وقت پاؤنگا اپنے خارِ نسیم کی حقیقت سناؤنگا  
پر خون ہوا ہے غنچہ دل فصل ہجر میں اس گلبدن کوں کھول کہ سینہ دکھاؤنگا  
اس پستہ لب کی چشم کی تعریف جب لکھوں بادام کوں جلا کے سیاہی بناؤنگا  
اس یار دل نواز کے آنے کی سن خبر فرش جگر کوں راہ میں اس کی بچھاؤنگا  
اس شوخ کوں سراج مبادا نظر لگے  
دل جیوں سپند آتش غم میں جلاؤنگا

۷۰

۴۹۲ ہے کنڈ حلقہ گیسو بلا دیکھ کر جس کون ہوئے گیسو بلا  
ہوش عاشق کا سلامت کیوں ہے لب بلا' بالابلا' ابرو بلا

۱۷۷۷ کے کہ ۱۷۷۷ کہا جن نے مجھے اسے سراج بے پروا۔ اس ۱۷۷۷ کے جن۔ کہ ۱۷۷۷۔ ۱۷۷۷  
۱۷۷۷ میں یہ دو شعرا ضا ذ ہیں۔ سب سے اختیار ہو کے میں اس بار کوں کہا: کیا ہو گا جو شربت دیدار پاؤنگا۔  
شمشیر کھینچ تب تو دیا یوں مجھے جواب: تو دیکھ کیا سراج کے پرزے اٹاؤنگا۔

کیوں نہ ہوئے دیوانہ ہر ال خرد ہے تہارا زگس جادو، بلا  
 خذہ پنہاں میں تیرے اے صنم قتل عاشق کا ہے کیا قابو، بلا  
 بھول مت موعود کوں اپنے تسراج  
 گر کیا ہے وعدہ قانو بلا

۷۱

یار گرم ہر بانی ہو گیا دشمن جانی تھا، جانی ہو گیا  
 اس شکر لب کی ملاحمت دکھلکر منفصل ہونوں پانی ہو گیا  
 توپ تلنے میں ہماری آہ کے قلخہ دل دھول دسانی ہو گیا  
 کیسری جامہ بدن میں اسکے دیکھ رنگ میرا عفرانی ہو گیا  
 دیکھ اس خورشید رو کوں اے تسراج  
 چاند کا رنگ آسانی ہو گیا

۷۲

سر و گلشن پر سخن اس قند کا بالا ہو گیا ہر نہال اس شرم میں جگل کا پالا ہو گیا

اے جس کے دیکھے عاشقان بیمار میں ۳۹۱ اور اس سے پیارے۔ اس سے میرے کا۔ اس سے قانوج  
 سے ۳۹۲ میں مطلع نہیں ہے۔ نہ ہونوں میں۔ ک

آوتا ہے یہ پہا ہوا نکھ سین امن تلک  
 جب سے اس الماس کی پہنچی گئے آنسوئیں گلے  
 دل جگر کی پھکڑیاں آہوں کے تاروں میں پرو  
 اشک باراں آہ بجلی اشک کی کالی گشتا  
 باغ میں سر ہاتھا اور تھی یاد دلدار دورنگ  
 نیند سے کھل گئی مری آنکھیں شہدیکھا یار کول  
 بھر کی ٹھہ میں تصور اس غزالی چشم کا

بھر رہا ہے بس کہ دو د آہ میراے سہراج

آسماں جیوں پر دہ فانس کا لاہو گیا

۷۳

۵۱۱ عشق بازی میں جو کوئی جان مارا ہو گا  
 گل بس شوق کا ہونگ کا مارا ہو گا  
 راز مجہ عشق کا چھپتا سا نظر آتا نہیں  
 ہے مجھے صدق کہ آخر کوں پکارا ہو گا  
 ہے سدا سینہ صد چاک مرا مثل انار  
 رفته رفته دیکھو یہ پھول سنرا ہو گا

لے بے۔ ک۔ لہ مخفی۔ ۹۹۔ و۔ تہ رنگ۔ ۹۹۔ و۔ تہ ناکوں۔ ک۔ تہ بے سلج میں۔ ک۔

لہ یا د بھی دلدار کی ۹۹۔ و۔ تہ جو۔ ۹۹۔ و۔ تہ عشق کوں یار کے کوچہ میں بار بار ک۔ لہ چھتا نظر آتا۔ ک۔ لہ بے تہ پھول

آشابی میں مرے شورشِ احوال کوں دیکھ  
 طیشِ شوقِ سینِ دلِ بطلِ کرانگا راہویگا  
 گر تڑے حسن کے پرتوسیں فلکِ مویئے روشن  
 مہرِ مہتابی و مہتاب ستارہویگا  
 مغربی تیغِ ہلالِ اولِ شبِ مڑتی ہے  
 یار کے گوشنہ ابرو کا اشارہویگا

لے سراج اس کوں تیرے سداستہ شوق

کسوتِ داغِ سینِ حورِ کون سنوارا ہویگا

۷۳

۵۱۸ میں نہ جانا تھا کہ تو یوں بوقا ہو جائیگا  
 آشنا ہو اس قدر نا آشنا ہو جائیگا  
 خوب لگتی ہے اگر بدنامی عاشق تجھے  
 آہ کرتا ہوں کہ شہرہ جا بجا ہو جائیگا  
 گر تمہاری دل خوشی ہے فوج کرنے میں سے  
 خوب جی جائے تو جانیے اور کیا ہو جائیگا  
 میں سنا ہوں تجھ لبوں کا نام ہے حاجت روا  
 یک تبسم کر کہ میرا مدعا ہو جائیگا  
 کیا عجب گر میں ہوا دیوانہ زلفِ بتاں  
 گزشتہ ہوتے تو ان کا مبتلا ہو جائیگا  
 میں تمہارے آستانے میں جدا ہونے کا نہیں  
 سراگِ شمشیر میں کٹ کر جدا ہو جائیگا

جیوں سراج اس شمعِ روپر دل کوں لے کا شوق

فرضِ عینِ عاشقی میں اب ادا ہو جائیگا

## ۷۵

آیا پیا شرب کا پیا لاپسا ہوا      دل کے دیے کی جوت میں کا جل دیا ہوا  
 آیا ہے میرے قتل پر درپیش بے طرح      آیا ہے مجھ کوں پیش و واپنا کیا ہوا  
 مارا ہوا ہے خضر محبت کی تیغ کا      آسحیات شوق میں تیرے جیا ہوا  
 بیٹھا ہے تخت شوق پہ جو ہو کہ بے ریا      وو پادشاہ باگرہر کبریا ہوا  
 نکلا ہے دل جلا کہ مجھ آنکھوں سے طفل اشک      اس شوخ بے جگر کا دیکھو کیا ہوا  
 دل لے گیا ہے مجھ کوں دے امید دل وہی      ظالم کبھی تو لائے گا میرا لیا ہوا

نہیں جب میں پاس شاہ رنگوں قبا سراج

جی پر ہے تنگ جسم کا جامہ سیا ہوا

## ۷۶

غم نے بازو ہے مرے جی پہ کھلا ہائے کھلا  
 پھر نئے سرسیتی آئی ہے بلا ہائے بلا  
 اے گل گلشن جان کر مجھے یک بار نہال  
 خار حسرت کا کلیجے میں سلا ہائے سلا

لے دل نے کہا ہے مجھ کوں دے امید وہی۔ کئے لادینگا۔ ک

دیکھ سکتا نہیں میں گل کون ہر ایک خار کے ساتھ  
 اپنے ہمراہ رقیبوں کوں نہ لائے نہ لایا  
 فوج کرنے میں مرے رحم نہ لایا اس نے  
 بلکہ اتنا بھی کہانیں کہ گلا ہائے گلا  
 جس نے کھایا ہے ترے ابرو سے خون ریز کا زخم  
 مرغ بسمل سا ہونچ کر لائے ہائے رلا  
 جان جانان کوں مرے پاس شتابی لاؤ  
 نہیں تو یکا پل میں مرا جان چلا ہائے چلا  
 بے طرح اب تو برہ آگ دکھتی ہے سلاح  
 دل مرا کیوں نہ پکارے کہ جلا ہائے جلا

۶۶

اغیار چھوڑ مجھ میں اگر یار ہو یگا  
 شاید کہ یا رسم اسرار ہو یگا  
 بوجھیکا قدر مجھ دل آشفتنہ حال کی  
 پھانڈ سے میں زلف کے جو گرفتار ہو یگا

۵۳۹

بے فکر میں نہیں کہ صنم مست خراب ہے  
 پنہاں رکھا ہوں درد کوں لوہو کی گھونٹ پی  
 بزم جنوں میں ساغر وحشت پیا جو کوئی  
 تیری بہووں کی تیغ کے پانی کون دیکھ ل  
 زنگیں نہ کو توں دل کا محل نقش عیش میں  
 بر جا ہے یار مجھ پہ اگر ہر بان ہے  
 خانا نہیں ہے یار کی شمشیر کا خیال  
 انکار مجھ کوں نہیں ہے تری بندگی سستی  
 مجھ پاس پھر کر آوے اگر دو کتاب رو  
 صحن چین میں دیکھ تیرے قد کی راستی  
 اس چشم نیم خواب کی دیکھے اگر بہار  
 اس زلف عنبریں میں جو یک تار جھڑپے  
 لے جان میرے پاس میں یکم جلد نہ ہو  
 رکھتا ہے گرچہ آئینہ فولاد کا جسگر

کیا کیا بلا کر یگا جو بیدار ہو یگا  
 کہتا نہیں کسی میں کہ اہل سار ہو یگا  
 غفلت میں عمل و ہوش کی ہتھار ہو یگا  
 اٹکا ہے اس سبب کہ ندی پار ہو یگا  
 غم کے تیر میں مار کہ مسسار ہو یگا  
 بلبل پہ گل بغیر کسے پیار ہو یگا  
 معلوم یوں ہوا کہ گلے ہار ہو یگا  
 یہاں کیا ہے بلکہ حشر میں اقرار ہو یگا  
 مکتب میں دل کے درس کا تکرار ہو یگا  
 ہر سر و تہہ سلام کوں خمدار ہو یگا  
 ترگس چین میں تختہ دیوار ہو یگا  
 ہر خوب رو کوں طرہ دستار ہو یگا  
 جینا ترے فراق میں دشوار ہو یگا  
 تیرے گم کے سامنے لاچار ہو یگا



ست ہوشب فراق میں بے تاب لے ستراج  
امید ہے کہ صبح کوں دیدار ہو یگا

۷۸

۵۵۶ اے دلِ بے ادب اس یار کی سوگند نہ کھا  
توں ہر ایک بات میں دلدار کی سوگند نہ کھا  
روح چند بدن لے بواہوں آزرده نہ کر  
خوب نہیں تربت ہیسار کی سوگند نہ کھا  
یہ ادا سر میں زہنہا نہیں لے قمری  
یار کے قامتِ و رفتار کی سوگند نہ کھا  
خوفِ کرم کی سیاہی ستی لے وعدہ غلاما  
ہر گھڑی مصنفِ رخسار کی سوگند نہ کھا  
اپنی آنکھوں کی قسم کھا کہ لیا نہیں میں نے  
جان لے کر دلِ ہیسار کی سوگند نہ کھا  
پیچھے دے دے کہ میرے دل کوں پریشان تو کیا  
ناحق اس لطف گرہ دار کی سوگند نہ کھا

تاب اس رنج کی تجلی کی نہیں تہجہ کوں ستراج  
توں عبث شعلہ دیدار کی سوگند نہ کھا

۷۹

۵۶۳ عشق نے خون کیا ہے دل جس کا  
پارہ لعل اشک ہے تِس کا  
یاد کر کر عمل میں لاتا ہوں  
ہر سخن عشق کے مدرس کا

چشمِ ساقی کا وصف لکھتا ہوں      لے قلم ہات شاخِ زگس کا  
 غم نے پیلا کیا ہمارا رنگ      کیا کرنے زکیا بس کا  
 زلف دکھلا کہ دل لپیٹ لیا      اب پریشاں ہے حالِ مجلس کا  
 تم نے پائے ہو حسن کی دولت      پوچھتے کب ہو حالِ مجلس کا

بے کسی مجھ سے آشنا ہے سراج

انہیں تو عالم میں کون ہے کس کا



۵۷۰

داغ ہے دلِ عاشقِ یابوس کا      نقش ہے جیوں کر پڑاؤس کا  
 یہ سخنِ سختِ قیساں مجھے      سنگ ہوا شیشہِ ناموس کا  
 دیدہ پر خوں کوں مثالِ حنا      شوقِ سدا ہے ترے پابوس کا  
 غیرِ طرف کیونکہ نظر کر سکوں      خوف ہے تجھ عشق کے جاسوس کا  
 اس لبِ شیریں سے گس دور ہے      کیوں نہ ملے ہات و دافوس کا  
 محفلِ عشاق میں جُز ذکرِ یار      درس نہیں سخنِ قافوس کا

شع جنوں دل میں جلایا سراج

کام نہیں پردہِ فانوس کا

۸۱

دورنگی خوب نہیں یک رنگ ہو جا      سراپا موم ہو یا سنگ ہو جا  
تجھے جویں غنچہ گر ہے درد کی بو      لہو کا گنوت پی دل تنگ ہو جا  
کہا کس تیرہ دل نے تجھ کو لے غم      کہ دل کی آرسی پر زنگ ہو جا  
بہی آہوں کے تاروں میں صد آہیں      کہ بار غم میں خم جویں چنگ ہو جا  
دعا ہے لے رہ غم طول عمر تک      قدم پر ہے تو سو فرنگ ہو جا  
گلے میں ڈال رسوائی کی الفی      الف کہیں آہ کا بے ننگ ہو جا

۵۶۶

برہ کی آگ میں ثابت قدم چل  
تسراج اشمع کا ہم رنگ ہو جا

۸۲

یک روز صحن باغ میں دو نونہال تھا      ہر نونہال اس کے قدم میں نہال تھا  
مانند شانہ چاک مرا سینہ کیوں نہ ہوئے      شجر زلف کے خیال میں آشفقہ حال تھا  
دھوٹی ہے اپنے اشک میں بلبل مہارے پاؤں      گل کی کلی کا رنگ مگر پائال تھا

۵۸۴

لے صبح - میں سے دھو ہے اپنے اشکوں سے چھپک کون عنایب - س - د - ۱۳۹۱

سب دیکھتے تھے چاندکوں میں یار کی نظر  
اس کی بھنویں ادھر تھیں ادھر کوں ہلال تھا  
ٹکرائے اورے کمان جگر کے سراج آج  
مدت سے یار ماہ جیس کا خیال تھا

۸۳

۵۸۹ دل میں جب آکر عشق نے تیرے محل کیا  
اس زلف پر فنکں سےیں ششم کھول کر گرہ  
سب دست پائے عقل کوں یک پل میں شل کیا  
راز و نیاز بلسل و گل میں حائل کیا  
عاشق کے دل کے عقدہ مشکل کوں حل کیا  
راہ و نیاز بلسل و گل میں حائل کیا  
جب صوبہ دار عشق نے آکر عمل کیا  
محبوب ہو کر شمع نے صورت بدل کیا  
اے شوخ سحر کار ہر یک بوا الفضول کوں  
تیرنگہ نے بسل تیغ اجل کیا

دیکھا ہے جب میں مصرعہ موزون و متدیار

اس دن سستی سراج نے نکر غزل کیا

۱۔ یو کی بھنواں۔ میں نے دیناگ پوکے زلف کا آفت ہے اے سراج بڑا ہے جس زہر کی دہلہ میرے چہرے پر کال تھا۔

۲۔ میرے جگر میں۔ میں نے سجن۔ میں نے عاشق کے۔ میں نے ماہ رو۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۳۔ میرے سخن کوں دیکھ کے مصنف نے اے سراج بڑا فکر ساہوں میں بوجواب غزل کیا۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۸۴

۵۹۶

بھر کمالِ وفا میں خیالِ کاشیشا کہ ہوے بدریں پورا ہلالِ کاشیشا  
 دو خوش دہن کی جدائی سین زگم کشن ہیں ہر ایک غنچہ ہے رنگِ ملاں کاشیشا  
 خیالِ عارضِ گل رنگ کی تجلی سیش ہے آئین عرقِ الفحال کاشیشا  
 تمام بو قلمونی کا ہے تجلی گاہ نہیں خدائی میں دل کی مثال کاشیشا  
 چمن میں عازم ہوئی ہے دو بستی پوش ہوا ہے غنچہ لالا گل کاشیشا  
 خوشی میں چرخ میں ہے آفتاب کی مانند ملاجے مے نور جمال کاشیشا

نبی کی آل کا احوال سن ہوا پر غوں  
 سراجِ دل ہے مرا رنگِ آل کاشیشا

۸۵

۶۰۳

محرم دل ہوا وہ محسراوا کر کہ معلوم والہ و رسوا  
 سوس کر آہ درد کھو آرام دل ہمارا ہوا درس کا گدا  
 ہر کر ہر موسم دل ہو کر سر عطا دل کا مدعا سارا

لے بھروسہ کہ تہ ہر تک تہ کہ ہیں اس صورت کی بجائے قطع کا صرفہ ادنیٰ درج ہے۔ تہ عالی۔ ک

تہ دیکھ۔ ک تہ میرا بدل لکھوں یا ک تہ کر کہ ک تہ و درد کھو۔ ۱۹۹ لے کھ دکھا گرو ۱۹۹۔

درد کا گھر ہوا ہمارا دل ہار گل کا ہوا گل سودا  
دل کہا لا الہ الا اللہ  
درد اسم رسول کر کہ سدا

۸۶

۶۰۸ فصل گل کا عنقہ دلِ ناشا پر باقی رہا  
کھول کر زلفوں کوں آیا سرو قد جب باغ میں  
حشر لگ یہ مظلمہ صیاد پر باقی رہا  
نقش حیرت طرہ شمشاد پر باقی رہا  
یہ سخن شاگرد کا استاد پر باقی رہا  
عاشقی میں کب روا ہے اس طرح کی ظالمی  
خون شیریں گردن فریاد پر باقی رہا  
رہ گئے ذوقِ تبسم میں تغافل کے شہید  
بسلموں کا خون بہا جلا د پر باقی رہا  
الفٹ پیلانی نے مجنوں کا مٹایا سب نشا  
نام اس کا صفحہ ایسا د پر باقی رہا

کھول چشمِ لطف دے جاگیر مقصود سراج

شمع رو پروانہ دل صیاد پر باقی رہا

۸۷

۶۱۵ جگر کے داغ میں ادب کی پرخوں ہے بدن میرا  
ہوا ہے چوہوں پر طاؤس نگیں پیر بن میرا

۱۔ یہ اور بعد کی عنقہ لیں ح میں نہیں ہیں ۲۔ چشم الفٹ کھول دے۔ ۳۔ ۹۹۔ ۱۔  
۴۔ یہ غزل ۱۹۹ سے منقول ہے۔

طریقہ عدل کا یوں ہے کہ کرنا قطع بات اس کا  
 لیا ہے آستین نے تجھ بہت نور میں میرا  
 تصور میں تیری تصویر کے از بس کے میرا  
 ہوا ہے تھوڑے دیوار جیوں آئینہ تن میرا  
 خیال عارض خجماں ہے از بس ات دن بے کول  
 بناؤں برگ گل میں جبڑاں رنگیں کفن میرا  
 بجائے کر کے پروانہ اپنے پر میں فرش اس کا  
 اگر ہوئے جلوہ گر مجلس میں شمع سخن میرا

ہوا ہے ... .. طبع تداوج اب ہمسر طوبی  
 طفیل اس قدموزار کے ہوا عالی سخن میرا

۸۸

نہیں کی پستلی میرا سے ستر سخن ترا مبارک مقام دستا  
 پلک کے پٹ کھول کر بوجھوں تو مجھ کوں ماہ تمام دستا  
 پری کی مجلس میں تجھ کوں زاہد ہنوز پروانگی نہیں ہے  
 مے صحبت کوں نوش کرتوں کہ اب تلمک مجھ کوں نام دستا  
 سبھوں میں مکھ موڑ کر مادل پرت کسے فن میں ہوا اسی  
 نماز جی میں نیاز کی پڑھ صفت جنوں کا امام دستا

۶۲۱

اگرچہ ہر سرورِ راست قامت چمن ہیں مغزور سرکش ہی ہے  
مقابل اس قد خوش ادا کے مری نظر میں غلام دستا  
دو شکر بیاں لے گوش دل میں تمام سنکر بو بخیتہ کوں  
کہا وو مٹھے سخن میں جب کوں فصلِ شیریں کلام دستا

۸۹

۶۲۶

خیالات نیرنگ چشم صنم میں ہے شیشہ میں دل، کی پری کا تماشا  
ہمیں صحن گلشن میں تم سمت دکھاؤ، گل زرگس عہری کا تماشا  
جو تیوری چڑھاوے تو جیوں لجاوے وگر مسکراوے تو پھر کر جلاوے  
نیا ان دنوں میں ہی دیکھا ہے ہم نے، وو ساحر کی انسو کی کا تماشا  
مری چشم حیراں کے درپن میں ظالم توجہ تری بے نیازی کوں کہ ہے  
اگر دیکھتا ہے تو دیکھ آئینہ میں خدائی و پیغمبری کا تماشا  
نہ جنگل میں تسکین دل ہے میسر نہ دریا کوں دیکھے خوشی جیوں حاصل  
میری آہ سوزاں و اشکِ زواں ہیں ہنہ خشکی کا سیر اور تری کا تماشا

لہ دو شکر بیاں ۲۹۱ لہ ۱۰۱۰ یو۔ س تلہ تری۔ ک۔



سراج اپنے نزدیک بوجھا ہے بہتر جھلک شعلہ رویوں کی پاپوش زری کی  
پتنگوں کے جھومر میں اے شمع دکھلا ترے سر کے تاج زری کا تماشا

۹۰

عشق کی جو لگن نہیں دیکھا      دو برہ کی اگن نہیں دیکھا  
قدر مجھ اشک کی دو کیا جانے      جس نے دڑ عدل نہیں دیکھا  
تجہ گلی میں جو کئی کیا مسکن      پھر کراش نے وطن نہیں دیکھا  
آرزو ہے کہ زلف کوں کھوٹے      میں نے کالی رین نہیں دیکھا  
لب زنگیں دکھالے معدنِ جن      میں عتیق میں نہیں دیکھا  
ٹک زمیں پر قدم رکھو سا جن      آج نقش چرن نہیں دیکھا  
دل عبث تشنہ لبے کوثر کا      پیو کا چاہِ ذقن نہیں دیکھا  
غچہ گل کوں دیکھ گلشن میں      گرتوں بیو کا دہن نہیں دیکھا

تجہ مثل اے سراج بعد ولی

کوئی صاحب سخن نہیں دیکھا

اے خوب رویوں۔ کس سے پیرو تاج۔ کس سے میں یہ شعر زیادہ ہے۔ شرفی چشم ہاروں یاد کچھ؛ گرچہ تو نہ ہرن نہیں دیکھا۔

اے حب الوطن۔ میں سے کھلو۔ میں سے ہم نے نسل۔ میں سے جیوں۔ ۱۹۱۔ ۱۔

۹۱

۶۴۰

کاں ہے ابرو کہاں صنم میرا      جس کی فرقت میں قہرِ خم میرا  
 اس کی جُٹے چشم کی لکھا تعریف      شاخِ زنگس ہوا قلم میرا  
 کیا بلا شوق کی پیا ہوں شراب      ہوش جاتا ہے دم بدم میرا  
 سفر ملکِ عشق میں جز آہ      کوئی نہیں ہے رفیقِ غم میرا  
 خنجرِ ظلم کا ہوں میں مشتاق      کاں ہے دو شوخِ پُرسنم میرا  
 دشمنوں کے جگر کوں کرنے چاک      آہ ہے خنجرِ دو دم میرا

دامِ گیسو میں ہے شکارِ سراج

شوخِ صیاد ہے صنم میرا

لہ ہے کہاں - ک - ضمیرہ - لہ چشم کی جب ک ضمیرہ لہ ساغز شوق میں

لہ جو - س - لہ ہے کہاں - ک - ضمیرہ لہ دشمنوں میں لہ بی - س

# روایت ب

۶۴۶ منتظر ہوں جلوہ دیدار دکھلا بے حجاب  
 زلف کے تاروں کوں کیسو کہ دکھوں آفتاب  
 شوق کی مجلس میں از بس یاد ہے تجھ زلف کی  
 پیچ ذناب حلقہ زنجیر ہے موج شہر آب  
 صحن گلشن میں ہوا بے خود بھلاک اپنی دکھا  
 بلس بے خان ماں کی فکر کرائے گل شتاب  
 خانہ زیں میں اگر ہوئے جلوہ گرو رشک جو  
 کیا عجب گر حلقہ چشم پری ہوئے رکاب  
 ہے بجا گرو ملیح آوئے کہ لازم ہے نمک  
 عند یب بوشان آتش گل پر کباب  
 سیر صحرا کا اگر اس گلبدن کن غم ہوئے  
 دماں کا ٹوں میں عجب کیا کھنچے عطر گلاب  
 ناز کے دیوان میں اے مطلع حسن و جمال  
 خط تیرا ہے مصرعہ وارو ہے فرد انتخاب  
 عکس دکھلا اپنے رخ کا اے در دریاے سخن  
 منتظر ہے دیدہ گرد آب اور چشم حباب

۱۷ کہ درں کا کھ دکھانک میں ۳۹۱ نہ مراب۔ میں ۳۷ دل یک تہ حلقہ چشم مری۔ یک

۳۹۱ اوس میں اس شعر کے بعد اضافہ ہے۔ عکس تیری چشم چیرن اگر اس میں پڑے تو مجھے لعلی بچکلا اس سے کوں جواب؟

تہ بیت۔ میں ۳۷ پڑے تجو سخن کا عکس۔ ۳۹۱

اے دل و جان سراجِ آرمہ کر عشاق پر  
اب نہیں ہے تُوں میرا قتلِ تین آج تکھوں خواب

۲

۶۵۶

جب کجا بے دل میں سنج آہ کھسب پنچوں بے حجاب  
تب تنورِ چیرخ میں چھپ جائے قرصِ آفتاب  
عشق کے میدان میں جب میں ہوا ثابت قدم  
دل نے میرے تب میں پایا شترزہ خانی کا خطاب  
فیضِ غم میں چشمِ گریاں کا میری جاری ہے کام  
فردِ دامن پر لکھا ہوں اپنے آنسو کا حساب  
ہے بجا اگر درسِ پاؤں عشق کے استاد میں  
ہے کتابی چہرہ جاناں گلستاں کی کتاب

لے یا آہی منتظر ہوں کاں ہے میرا آفتاب؛ کون دن ہو گا کہ جس دن میں جاو گیا حجاب۔ ۱۹۰۰ء و ۱۹۰۱ء چھو ح  
تہ اس شوکے بعد ۱۹۰۱ء میں یہ شعر زیادہ ہے۔ دلف تیری ناگنی کالی ہے میرے ہی کال کا لہڑ لہڑکے زہر کی بھوکوں پڑا ہے بے حسا  
سے خوانی ک۔ ۱۹۰۵ء۔ خالی۔ ح۔  
س میں اسکے بعد یہ شعر زیادہ ہے۔ خوشنما ہے اک میں تیرے عجب و دہلاؤ؛ حلقہ گوش اس نجات میرا ڈر خوشاب۔

گرچہ ماہ نو، فلک پر ہے ہلالی وقت کا  
 تاب کیا ہے بیتِ ابرو کا ترسی لاوے جواب  
 خندہ دندان نہ لازم نہیں اسے بجزِ حسن  
 نہیں تو اب جاتی رہیگی آن میں موتی کی آب  
 جلوہ خورشید رو حاصل نہیں ہوتا سراج  
 کب تلک جیوں دو شمع اس غم سرکھیاں وں پیچ و تاب

۳

مجلسِ عیشِ گرم ہوئے یارب یارِ اڑ ہوئے شمعِ بزمِ طرب

۶۶۳

۱۔ س و ۲۹۱ ا میں اس کے بعد یہ شعر اضافہ ہے۔ بے جوابی میں بگڑا سات سوہن اسٹا کر ڈہرائی کرستم کرا لے ما پنجاب۔  
 ۲۔ لے لے سخن جتنا ہوں تجھ کی آگ میں جیوں سزا تہ تجھ پر ہم ہے آتش تن کھٹھی دل کباب۔ ۳۹۱  
 ۳۔ نفل دو شمع کب لگ۔ ۴۰۰۔ ۱۔ ۲۔ س و ۳۹۱ کے امضا اشارہ سے

بجری کی رات خوب ہے یارب	کب نظر آئیگا وہ ماہِ لعل
ہر سحر کر لند دستِ دعا	تجھ سے کراہوں وصلِ یارب
خواب میں اس پر ہی کون دیکھا ہوں	کیوں دگدے مجھے خیالِ عجب
درس لپٹا ہوں پورے درس کا	جب سے دیکھا ہوں مشن کا کتب
نہیب زباں میں برتر ہے	عاشق پاک باز کا مشرب
گم نگاہی تیرے نفل کی	بیگناہوں کے مال پر ہے غضب

۴۔ ہو ۴۰۰ ۱۔ ۲۔ بزمِ شمعِ طرب۔ ک۔ ۳۔ ا۔ س

خون دل آنسووں میں صرف ہوا      گر گئی یہ بھری گلآبی سب  
 ہر ہے داغ غم میں دل کی برت      نقد دیدار ہے ہماری طلب  
 چاہیے زاہدوں کوں حجرہ تنگ      باغ عاشق ہے وسعت مشرب  
 دل میرا ہے ترے تغافل میں      عندلیب گل بہار غضب  
 دل کی جاگیر ہے جمال آباد      جب میں پایا ہے عشق کا منصب  
 نہ ملے جب تلک وصال اس کا      تب تلک فوت ہے مر اطلب  
 گل کی مانندت پریشاں ہو      بند کر مثل غنچہ اپنے لب  
 شمع پروانہ میں سنا ہے سراج  
 صدق دل میں ادب کے ترک ادب

۴

۶۷۲      تے فراق میں لے نور دیدہ یعقوب      کیا ہے دل کی زلیخانے صبر جویں ایوب  
 ضرور دیدہ حیراں میں ہر بادامی      وو پستہ لب کوں لکھا چاہئے اگر مکتوب  
 کیا ہے جب میں شہ بے خودی نے فوج کشی      ہوا ہے لشکر صبر و قرار سب مغلوب

۱۹۱۱ء میں شہریوں نے - انھیں میں کر کے اٹھانے پہرہ بادامی پکھا ہوں لہر زحہ کو شوق کا مکتوب -

۱۹۱۱ء شکت پاکے ہوا لشکر خود -

تہاں قامت گلرو میں جس نے پایا پل  
 ہوا بے رشتہ عمر دراز سے مشوب  
 جود کا آئینہ ہوئے صاف رنگ غفلت میں  
 عیاں ہے معنی ہر شے میں صہرت محبوب  
 صنم کی زلف پریشاں نے سچ کھایا ہے  
 ہمارے حال پریشاں دکھ کر اسلوب  
 اثر ہے دردِ جب کہ کامیرے سخن میں سراج  
 عجب نہیں ہے اگر ہوئے یار کوں مرغوب

۵

۶۷۹ یاد شاہ فوجِ خوباں ہے میرا محبوب خوب  
 غم کے شکر کوں اگر آکر مغلوب خوب  
 بلبل گلشنِ غزنواں ہے فراق گل سستی  
 یا الہی گر ملیں یہ طالبِ مطلوب خوب  
 آرزو غم گر چلے سر پر مشالِ ذکر کیا  
 یار کے جو رو بخوار صبرِ حویلیاں خوب  
 آزمایا ہوں کہ دردِ میرے فکریں زہری  
 سب سے بے پروا ہوا ہے عالمِ عزیزِ خوب  
 دل کے پیاراؤں کوں پہل کر کے ہیں بریں ہم  
 جدولِ زخمِ جفا میں سے اسے اسلوب خوب  
 تاکہ قاتل کوں دل صد چاک کی مجھے خبر  
 گر گلِ صد برگ ہوئے زنگارِ کتبِ خوب

۱۔ پریشان بیچ کھایا۔ ح۔ ۲۔ یا الہی کی نظر آوے۔ ۳۔ ۴۔ ہوش ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

کب تلمک عاشق جلے مشوق کے غم میں تسلیاں  
شمع کے رشتہ میں ہوئے پروانہ گرنسوب خوب

۶

جب میں دیا ہے شوخ نے کاکل کوں پیچ و تاب  
آیا ہے اس کے رشک میں سنبھل کوں پیچ و تاب  
اس گلبدن کے نشتر مڑگاں کوں دیکھ کر  
آیا ہے جوش خون میں رگ گل کوں پیچ و تاب  
کیوں آسکے بیان میں اس موکم کے وصف  
جس فن کرنے دیا ہے تامل کوں پیچ و تاب  
ہوتا ہے دام لطف سیتی بند صید دل  
مست نے بہوؤں پہ چین تغافل کوں پیچ و تاب  
مائل ہوا ہے جب میں دو گلرو کا لے تسلیاں  
ہے بوئے گل کی موج سے بلبل کوں پیچ و تاب

۱۔ شیشے - ک ۲۔ کھید دل کوں بند پس دام لطف میں ۳۔ ۱۳۹۱ کا اضافہ شعریہ ہے۔

زنجیر بند شوق ہے تجھ قدس اے تسلیاں ہے تیرے کہے رشک میں ہر گل کوں پیچ و تاب



۷

۱۹۱ ہوا ہے خطِ جبین جس کوں خطِ جامِ شراب  
نگینِ دل پہ کیا نقش اس نے نامِ شراب  
ہیں ہے حرمت سے کی خبر تجھے زاہد  
کئے کشوں کوں ہے معلوم احترامِ شراب  
بناز عالمِ مستی میں نہیں غرورِ ناز  
شکستِ موج ہے طرزِ خمِ سلامِ شراب  
خیالِ نرگس ساقی میں دل ہے لزش میں  
ہوا ہے رعشہ فزا کثرتِ مداہِ شراب  
ترے سخن میں اے ناصح نہیں ہے کیفیت  
زبانِ قفلِ میا میں سن کلامِ شراب

ہے عکسِ چہرہ خورشیدِ روپالے میں  
تسلیجِ جلوہ نما ہے مہ تمامِ شراب

۸

۲۹۸ روشن دلوں کوں عجز ہے نامِ آفرینِ آب  
حرفِ شکستِ موج ہے نقشِ نگینِ آب  
آنسو نے گردِ کلفتِ دل کی فرو کیا  
دیکھا ہے کس نے خاک کوں بالائینِ آب  
چشمِ طمع کوں جلوہ مہموم ہے مراد  
پیا سے کوں سے راب ہیں عینِ یقینِ آب  
نازکِ دلی ہے لازمہ صافِ طہینِ آب  
ظاہر ہے شکلِ موج میں چینِ جبینِ آب

۱۰ اس نے نقشِ نامِ ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ کثرت و دوام سے کہ میرا شعر زیادہ ہے ۱۰  
ہر ایک سروے شیشہ ہر ایک گل ساغر  
۱۰ نہیں ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ کو ۱۰  
دیا بہار نے فتویٰ زاذن نامِ شراب

صافی دلوں کا عشق ہے رونقِ فزا حُسن ہے رنگِ بخش گلِ نظر پاک بین آب  
 گو ہر فشانِ لبِ دریائِ نیشاز سن موتی ہوا ہے شرمِ سہمیِ خلوتِ گزین آب  
 ہوں باغبانِ گلشنِ خوشِ فکری لے تسلیح  
 شعرِ رواں مر ہے نہ سالِ زمینِ آب

۹

۷۰۰ دو شاہِ حسنِ مجہدِ طرفِ آدے تو کیا عجب ویرانہِ خیالِ بسا وے تو کیا عجب  
 پانی میں اپنے چشمہٴ الطافِ شگے اگر آتشِ میرے جگر کی بجھائے تو کیا عجب  
 ہے آرزوِ دلام کہ لبوسے میرا سلام جو روئے ستمِ مہاتِ اٹھائے تو کیا عجب  
 آیا ہے سیرِ باغِ کون و نو بہارِ حُسن ہر پھولِ باغِ دل کن دکھائے تو کیا عجب  
 لبِ تشنہٴ وصالِ کون و یارِ مہربان آبِ لالِ لطفِ پلا وے تو کیا عجب

۱۹۱  
 لے نثار - ح لے دل کے گڑگوں بھر کہہ رہا ہوں رعنا کہ اپنے مہیا و ہر کے پانی سن ایک دم - س - اپنے پار وہہر ..... دم دم  
 کہ میں ایک سے س و رعنا ۱۹ میں اس کے بعد وہ شعر زیادہ ہیں - ۱۹۱ میں اکھیاں کی بجائے بھن ہے -

مری اکھیاں کے نیر کوں آیا ہے پور آج طوفانِ نوحِ بل میں اٹھائے تو کیا عجب  
 شاق ہوں کہ یاد کرے مجھوں ایک سخن پیٹھے لبوں کی بات سنائے تو کیا عجب  
 لے ۱۹۱ میں اس کے بعد یہ شعر اضافہ ہے -  
 لوہ میرا ہے جوش میں گریا رستخِ پوش ہوئی کی آج دھوم مچا وے تو کیا عجب

دو موکر سراج کا سن شعر دل پسند  
باریکی خیال کوں پاوے تو کیا عجب

۱۰

۱۰۔ اے سجن تجھ برہ میں ہوں بے تاب آتش غم سوں دل ہوا ہے کباب  
دل کوں تجھ غم پس بے قراری ہے جیوں کہ آتش پہ مضرب سیما  
تاب دیدار نہیں رہا مجھ کوں تاب دکھلا لیا ہے مجھ میں تاب  
گر غمی غم میں ہوش جاتا ہے اپنے مکھ کے عرق میں ڈال گلاب  
دیکھ کر تجھ کوں دل ہوا کھڑے جیوں کتاں پر ہے پر تو ہمتاب  
ماہ نوگرچہ ہے ہلال وقت بیٹ ابرو کا نہیں دیا ہے جواب

غم کی فہرست میں لکھا ہے سراج  
زد دامن پہ سب بھجو کا حساب

۱۱

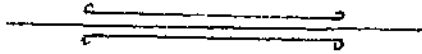
۱۱۔ تجھ مکھ کوں دیکھ جب سستی رسوا ہوا گلاب ہے جو قارتب میں ہر یک جا بجا گلاب  
ہر باغباں چمن سستی گلہ ستہ بانڈھ کر لاتا ہے دست بستہ ترے کن سدا گلاب

۱۰۔ اہ بعد کی غزل "سج" میں نہیں ہے کہ دل مرا ۳۹۱ لڑتے تھو جانی میں۔ جس کہ پورا ۳۹۱ لڑتے تیرے۔ میں

بلبل ہے بس کہ شیفقت حسن گلرغاں      کرتا ہے چاک غم میں اسی کے قبا گلاب  
 کہیوں پائمال آفت بادِ خزاں نہ ہوئے      سچہ مکھانگے چین میں ہوا خود نما گلاب  
 سردی میں آب اشاک کی اور باد آہ کی      داغوں میں غم کے گلشن دل میں کھلا گلاب  
 بن چہل گلہزار مجھے آبرو نہائیں      ہے دل میں عزیز کے نت ملنا گلاب

سن رنگِ دلوے شعر مرار شک میں سراج

پڑ مردہ ہو چین میں ہوا ہے جدا گلاب



# ردیف ت

۱

ادائے ولفریب سر و قامت      قیامتِ قیامتِ قیامت  
 شہدِ خنجرِ الفت موائے نہیں      سلامتِ سلامتِ سلامت  
 نہ کرناں جی کوں قرباں تجھ قدم پر      ندامتِ ندامتِ ندامت  
 جماعت میں پریردوں کی تجھ کوں      امامتِ امامتِ امامت

۴۲۳

تسراج اب عیش کے گلشن کا پانی

لامتِ لامتِ لامت

۲

گنج ازل لگا ہے دل بے نوا کے مات      آیا ہے کیا خزانہ غیبی گدا کے مات  
 پہنچا ہے آب تیغ سے عین پیاس میں      زخمِ جگر نے کھول راتھما دما کے مات

۴۲۹

لہ ہوا ۳۹۱ رتے میں۔ ک۔ لہ درپن کی بیعت۔ بس سے مالی۔ ک۔ و ۳۳۵ و

۳۹۱ مطلق۔ بسمل نہ کرنگاہ آنفاصل ناکے مات؛ نازک ہمارے جو کوں۔ دوسے اس بلا کے مات

بشعراضافہ ہے۔ کیا صاف ہر ہے ہیں ہمارے کتاؤ پر؛ جھڑ میں خوشنماہیں زے اس صفا کے مات۔ تہ زخم جگر کے کس

کھا تہے جوشِ خونِ جگر اس کے رشک میں      دیکھا ہے جب میں بات تمہارا خنا کے مات  
 میرے نگینِ دل کوں مگر ذوقِ نام ہے      انگشتری کے سات گیا دلِ ربا کے مات  
 باغ نہ مار تیج نصیحت مجھے عبت      اب تو ہوا شہیدِ فرنگی ادا کے مات  
 جیوں دو شمعِ دل ہے مریچِ قباب میں      کیوں آئے زلفِ یار کے باو صبا کے مات

مدت میں گم ہوا دل بے گانہ سسراج

شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے مات

۳

۳۶

کیا غم نے سراپت بے نہایت      کروں کس شیشِ کلیت بے نہایت  
 ہمارے قتل پر مفتی نے غم کے      نکالا ہے روایت بے نہایت  
 توں اپنے غمزہ خونیں کی ظلم      عبت مت کر حمایت بے نہایت  
 تیرے سُخ پر ہجومِ خالِ خط نہیں      کہ ہیں مصحف میں آیت بے نہایت  
 کیا ہے عشق کے ہادی نے مجھ کوں      محبت کی ہدایت بے نہایت

لے لکھایا ہے۔ کہ تہ ہوں۔ سن تہ ہمارے۔ کہ تہ نام کا ہے ذوق ملتا ۳۹۱ اشہ اس کے بعد میں یہ شعر زیادہ

ایسا تو کوئی نہیں کہ میری بات کوں کہے      سونپا ہوں اپنے کلام کوں ذاتِ خدا کے مات

تہ بے گانہ لے سراج۔ سن تہ جاناں ملتا ۳۹۱ اشہ ہے۔ کہ و ۵۰۰ ۱

شکرلب نے نگاہِ دلبری میں کیا مجھ پر عنایت بے نہایت

تسلج اب: انسانِ شوق بس کر

کہ بے جا ہے حکایت بے نہایت

۴

۴۳ جب میں دیکھا ہوں یار کی صورت گل کوں بوجھا ہوں خار کی صورت  
کیوں نہ ہوئے قتل دم بدم عاشق ہیں، ہویں زوالفتار کی صورت  
مجھ کوں آئینہ تصور ہے دل برنگلزار کی صورت  
دل نے میرے کیا ہے طوق گلو زلف گلو ہے ہار کی صورت  
ناامیدی میں جلوہ دیدار ہے خزاں میں بہار کی صورت  
صفحہٴ دل پہ سینہ چاکوں کے نقش ہے اس نگار کی صورت

کاغذِ ابر پر لکھا ہے تسلج

دیدہ اشکبار کی صورت

شعر  
لہ عاشقانِ قتل کیوں ہویں ہر دم۔ ۲۹۱ اے تصویر۔ ۲۹۱ اے دل کوں۔ کہ ۲۹۱ اے کاغذ

مجھ کو دستِ مستی ہے مثلِ بادِ سیاہ بیو کی زلفوں کے تار کی صورت

۵

۶۵۰ صیاد چاہتا ہے دلِ بےقرارِ مفت      لیکن کہیں بھی ہات لگا ہے شکارِ مفت  
 جس کوں خیالِ نرگسِ غیرِ شریعے      اس کوں ملا ہے نافہ مشکِ تنناڑِ مفت  
 اگر تم کو آج پوششِ رنگیں کا ذوق ہے      حاضر ہے چاکلِ کلمرے جامہ وارِ مفت  
 لا اس ہو امیں جلدِ گلابی شراب کی      جاتی نہیں نوبت میں ساقی ہمارِ مفت

بے شعلو و جمالِ شبِ بحر میں لعلِ  
 آتش میں غم کی جل کہ ہوا ہوں غبارِ مفت

۶

۶۵۵

دیکھتا ہوں چشمِ مے گول کوں تری بخوارِ نیت  
 نشہِ خوزیزی عاشقِ سین ہیں سرشارِ نیت  
 دور ہوئے کس طرح اس زلف و کاکل کا خیال  
 "ناقیامت گردن جاں میں ہے یہ زنا رِ نیت"

۱۔ نیم خواب آنکھیاں تری بیمارِ نیت۔ اس لہے عِ خوار۔ ک لہے کیا شرابِ جن سوں مغرور ہے سرشارِ نیت۔  
 ۲۔ غم کے چاند سوں کلنا اب بہت دشوار ہے۔ اس لہے زلفِ کافر عیاشیہ ۱



نہیں خیابانِ چمن کی آرزو ہرگز مجھے  
 بے خزاں ہے سینہ گل دار گلزارِ نیت  
 یار پر آنسو کے مروارید کرنے کوں نشار  
 دین گریاں ہیں میرے ابر گوہرِ بارِ نیت  
 مجھ کوں جیوں منسرد اس شیریں دہن کی یاد ہے  
 قصہ چند بدن ہے ہیکلِ ہیارِ نیت  
 تارِ بسترِ نیشِ عقرب ہے برہ کی راست میں  
 ہر شہرِ مژگاں ہے آنکھوں میں ہماری خارِ نیت  
 خواب ہی میں دیکھناں اسکا مشکلِ سراج  
 بس کہ رہتا ہوں خیالِ یار میں بیدارِ نیت

۱۔ گلزار۔ مکہ ۲۔ پیر اور پورا نچواں۔ میں سے پاس لکھتا ہوں خیالِ ناز میں بیدارِ نیت۔ میں سے ہے میرا۔ ۱۳۵۵ھ

۳۔ بچن۔ میں سے میں پیشتر زیادہ ہے یہ دلِ سل کوں ہرگز طاقت پر روز میں ڈک کیا کرے عامل ہے اس کوں ہرگز بیدارِ نیت

۴۔ پاک سستی ہے جو انکھیاں میں ہو کر خار۔ میں سے وہ جو ان تند و تیز قلب شہیدوں پر سراج و اختیار ہے ابرے خوار کی لازت۔ ۱۳۹۱ھ

۵۔ مجھے مشکل ہوا میں و سلاۃ ان میں یہ سقلا نہیں ہے۔

۷

۶۹۲ یک رنگ ہو گل حرم صلح و جنگ ہوت  
 رغان مزاج شوخ عجائب دوزنگ ہوت  
 آنکھیں مری سفید میں رونے میں رنگ زرد  
 کاکل سیاہ سبز قباسخ رنگ ہوت  
 ہم بے کسوں کوں شعلہ حسرت میں مت جلا  
 اے برق ناز خرم نموس و ننگ ہوت  
 میں دین و دل نثار کیا چاہتا ہوں آج  
 جانا کہ صحرے کافر شہر فرہنگ ہوت

امیدوار شعلہ دیدار سے نسراج

کہ شمع رو کوں میری طرف میں تنگ ہوت

۸

۶۹۶ جس کوں ہوا ہے آئینہ دل خیال دوست  
 روشن ہے اس کی چشم میں نور جمال دوست  
 دانہ دکھا کہ مجھ کوں کیا دام میں اسیر  
 آخر ہوا ہے آفت جان خط و خال دوست  
 ہندی کا رنگ نہیں ہے کف پائے یار پر  
 خون جگر ہوا ہے مگر پامال دوست  
 میرے مذاق جان میں ہے قند اور نبات  
 پایا ہوں جب میں لذت شیریں مقال دوست  
 دیکھا ہوں سب طرف نگہ امتیاز میں  
 کوئی دوسرا نظر نہیں آیا مثال دوست

لے صبح جنگ - ک سے سرخ قبا سبز رنگ - ح ک سے تار - ح گے ہیں - ح

لے رنگ خا نہیں - ص لے د - ح ع نبات تلخ - ک -

اے پاک باز گلشن آئینہ، سیر کر  
 گر تجھ کوں آرزو ہو کہ پاؤں وصال دست  
 ساقی بغیر، جرعه سے تلخ ہے سماج  
 کھاتا ہے شیشہ خونِ جگر بے جمال دوست

۹

۶۶۳ بس کہ شیریں ہے ترے زگر غم دکام کی بات  
 شعلہ آہیں گلشن کوں جسلا ڈالوں گا  
 جب میں ہے یاو مجھے حرف کتابِ حُثوت  
 قفقہ عشق کا مشاق ہوں کوئی تجھ کوں سناؤ  
 گردش زگر ساقی کی صفت مجھ میں پوچھو  
 گردش زگر ساقی کی صفت مجھ میں پوچھو  
 وصل کے دن شبِ بھراں کی حقیقت پوچھو  
 بھول جاتی ہے مجھے صبح کوں پھر شام کی بات

اے سماج آتشِ غیرت سستی جل جاوے گی

تو نہ کہہ شمع میں پروانہ خود دکام کی بات

۱۰

۶۸۱ عاشق بے جانِ جاناں پاس آنا کیا سکت  
 آکے دامِ دوستی میں پھر کہ جاناں کیا سکت

اے پارسے میں ہے پیر باج بزمِ عشق نہیں ہے لہجے میں نہ نہ پوچھو تک کہہ جا۔ ۶۸۲ روح بدنام یک



مناسب نہیں ہے اتنی تزش رونی تبسم کرا سے شیریں سخن ہوت  
 کہا قاتل نے مجھ کوں ہسراں ہو  
 سراج بسمل غوئیں کفن ہوت

۱۲

۶۹۲ / کئے وحشت دل دامنِ صحرائے قیامت روشن ہے مری آہ میں غوغائے قیامت  
 ہر اشک تیرے بھر میں طوفانِ بلا، جاری ہے مری چشم میں دیاے قیامت  
 لے سروگلستانِ ادا راست ہے بیات ہے پرست ترے قدستی بالائے قیامت  
 تم جلد اگر آؤ تو بہتر ہے وگرنہ بیتاب ہوں میں کاشکے اب آئے قیامت  
 لے جان سراج آج دکھنا جلوہ دیدار  
 ہے وعدہ فرما مجھے فردائے قیامت

۳۹۱ / دس میں اس کے بعد یہ دو شعر زیادہ ہیں۔

کہاں ہے مشتری طالعِ پیارا ہماری فال دیکھ اے برہن ہوت  
 خبر لے درد مندوں کی شتابی زکرتوں سخت دل اے دل کٹن ہوت

۳۹۰ / غلام۔ سن ۳۹۰ / غلام۔ سن ۳۹۰ / غلام۔ سن ۳۹۰ / غلام۔ سن ۳۹۰ / غلام۔ سن ۳۹۰

۳۹۱ / غلام۔ سن ۳۹۱ / غلام۔ سن ۳۹۱ / غلام۔ سن ۳۹۱ / غلام۔ سن ۳۹۱

## ۱۳

۷۹۷ کہتا ہے وہ سجن ہیہات ہیہات لیا ہے جس نے من ہیہات ہیہات  
 نظر آتا نہیں مجھ کو سبب کیا مرا نازک بدن ہیہات ہیہات  
 جدائی نے تیری مجھ سے لیا ہے قرار جان و تن ہیہات ہیہات  
 گل داغ جدائی سوں مرا دل ہوا رشک چمن ہیہات ہیہات  
 لیا ہے مجھ سوں ہوش و صبر و آرام دیکھا دو نو نین ہیہات ہیہات  
 تفاعل کیوں روار کھتا ہے مجھ پر دو شوخ من ہرن ہیہات ہیہات

سراج اس عالم ناقدواں میں  
 نہیں قدر سخن ہیہات ہیہات

## رویفٹ

گل رغوں نے کئے ہیں سیر کا ٹھٹھا  
گلشن آباد کا بھرا ہے ہاٹ  
تنج ابرو میں شہید ہوا  
اس سروہی کا کیا بلا ہے کاٹ  
دل میں آراہ چشم حیراں میں  
کھل رہے ہیں مری پلک کے پاٹ  
زہر ہیں اس کوں نعمت الوں  
لذت عشق کی جسے ہے چاٹ  
نہیں اثر تیرا آہ کوں اس میں  
دل سنگیں ترا ہے لوہا لاٹ  
پنچہ عشق کے شکنجہ میں  
میں ہوا شش حبت میں بارہ باٹ  
اے سراج اشک کے چراغوں کوں  
نے نثر گال میں ہم نے باز صے ٹھاٹ

۸۰۳

۱۔ کشور دل سوں عقل کی ہے ٹھاٹ ۲۔ دیکھ کر کشور جنوں کا ٹھاٹ۔ میں کشور میں ۲۹ ۱  
۳۔ میں ۲۹ ۱ میں اس کے بعد ذیل کے تین شعر زیادہ ہیں۔

گلبدن لطف کا لگا مرہم  
خار غم سوں گیا کلیجہ پھاٹ  
عقل کوں سچ عشق کوں لے سول  
دیکھ جا کر پرت نگر کا پاٹ  
اشک کے تافلے چلے ہیں اثر  
ہیں انجیاں میری زبدا کا گھاٹ  
۴۔ اس کے بعد میں ۲۹ ۱ میں یہ شعر زیادہ ہے۔ اے صنم کر میری نذر کوں قبول نہ تجھ قدم پر رکھا ہوں مگر کاٹ  
۵۔ اس کوں نہیں ہے ذوق شکر۔ میں ۲۹ ۱ ۲۔ جس کوں کچھ عشق کی تابی ہے چاٹ میں

# رولینٹ - ث

۱

۸۱۱

اب تلک اس یار نے رُخ نہیں دکھایا الغیاث  
 عشق کی آتش کے شعلے نہیں بجھایا الغیاث  
 یک بیک اپنی جھلک بتلا کہ نہہاں ہو گیا  
 ٹاکٹہ چھلاوا سا دکھا کر پھر چھپایا الغیاث  
 سخت بے ہری میں اُس خورشید مہ رخسار نے  
 درد و غم کی دھوپ میں مجھ کوں جلایا الغیاث  
 دلبر آئینہ رُونے طوطی دل کوں مرے  
 بات اُن میٹھے لبوں کی نہیں سنایا الغیاث  
 حسن کے مکتب میں اس کی ابروئے خوں ریز کوں  
 کج ادائیگی کا سبق کس نے پڑھایا الغیاث

لے میں لکھ۔ میں نہ ہجر کی آتش میں نہ کھد۔ تک نہ تپا۔ میں نہ اُس میں نہ سکھایا۔



قتل عاشق پر پڑھا کر آستیں دامن کوں باندھ  
ہات میں شمشیر لے، دو شوخ آیا الغیاث  
آتشِ حسرت میں جیوں پروانہ جلتا ہے سراج  
شمع رونے راز دل اس کا نہ پایا الغیاث

۲

مجھے مت ڈرا لے سنگرِ عبث      ہر ایک آنہت کھینچ خنجرِ عبث  
میری نبض دل میں بانہیں ہے خون      تو مت مار ترگاں کے نشترِ عبث  
جسے فرش الماس کا ذوق ہے      اسے خوابِ نمل کا بسترِ عبث  
تیرے لعل لب میں ہے آبِ حیات      پھر اجستجو میں سکندرِ عبث  
ہماری شہادت کا بے جا ہے عزم      نہ کر دامنِ پاک کوں ترِ عبث  
نہیں شعلہ رو کوں خبر لے سراج  
کیا آگ میں گھر سمندرِ عبث

۸۱۸

۱۔ خنجر کوہ میں شمع سوں پروانہ من ہر چند جلتا ہے سراج۔ ۲۔ شمع حیرت سے کہ تپتا۔ ۳۔  
۴۔ سن ۱۳۹۹ء میں مطلع یہ ہے کہ نہ کہ جو رنج پر سنگرِ عبث، ہاں ستم ہاتھوں میں کھینچ خنجرِ عبث۔ دوسرا شعر ایسا ہے کہ  
۵۔ لگے بے ذرہ جو کوں غافل ہاں ترے لب متقابل ہے سنگرِ عبث۔ ۶۔ میں کہ  
۷۔ شمع ۱۳۹۹ء میں اس کے بعد نیزہ زیادہ ہے کہ ہمیں برق کوہوں کل میں گزارا ہاں نہ جا اس طرف لے کہ ترِ عبث  
۸۔ سن کا اضافہ شمع سے مجھ کی کیا ہے بخت تری ہاں مر سے چہرہ زردا نکلے عبث  
۹۔ سن ۱۳۹۹ء کا مطلع ہے ہر ایک بیت ترقی کی رتبہ ہے سراج ہاں نہ لاجو انکے سلک کوہر عبث۔

## ردیف - ج

۱

۸۲۵

میرے آنسو ہیں موتیوں کے گنج ہے ترازوئے دیدہ گوہر سنج  
 عشق بازی میں نہیں ہے اور بساط دل کوں کرتا ہوں مہرہ شطرنج  
 جو رضا میں ہیں جاں بحق تسلیم سب پر ہے اسکوں راحت ورنج  
 کاکل خم بہ خم نے ظالم کے دل عشاق کوں دیا ہے سنج

اے تہرا ج آنسوؤں کے پانی میں

ہوئی ہے بے برز چشم کی کارنج

۲

۸۳۰

شربت لطف یار گل رو آج دل بیمار کوں ہوا ہے علاج

۱۔ جب سوں پایا ہوں میں سخن گانج؛ طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج - سن و ۳۹۱ و  
 ۲۔ زلف تیری نے اے پری پیکر - سن و ۳۹۱ و ۳۔ سن و ۳۹۱ و میں یہ شعر اضافہ ہے۔  
 ۴۔ وہ کوں کیا ہوں میں تسخیر؛ شب بھرت کا بس کہ کھیچا نچ - سنہ ہمارے - ک۔

پادشاہ سریر الفت کوں      اس کا نقش قدم ہے سر کا تاج  
 جب سستی جلوہ گر ہے ووظالم      بہ طرف ظلم کا ہوا ہے رواج  
 تو شہنشاہ ملک خوبی ہے      خبر و کیوں نہ دیوں تجھ کوں خراج  
 سرو قامت کوں بہر نظر دیکھا      قمری دل کا ہے یہی مسراج  
 گرم خوبی تجھے مناسب نہیں      دل مرا بس کہ آتشی ہے مزاج  
 شمع رو کے جمال کوں ہر شب  
 دل کی فانوس میں کیا ہوں مسراج

۱۔ خسروی ملک عشق کی پایا پڑ نقش پا کوں ترے کیا ہے تاج۔ س  
 اس کے بعد یہ دو شعرا ضافہ میں ۷

پہل کی سیج نیش مقرب ہے پڑ شب ہجرت میرا سے صنم تجو باج۔  
 غفل تیرا فکلی ہے جس سے پڑ سخت دل کوں کیا ہوں میں آماج۔ ۷ کا ح  
 ۲۔ سوں مت لے جاؤں۔ س

۳۔ ہمارے کو آتشی ہے مزاج۔ س۔ مرے کا۔ ح

۴۔ خیال۔ س۔ ۲۹۱ لے ہرگز۔ س۔ ۲۹۱ لے

۳

۸۳۶

دل مرا تجھ چشم کی گردش میں ہے ہمیں آج  
 اے طبیب مہرباں دے شربتِ دیدار آج  
 عقدہ مشکل کوں حل کر کھول زلفوں میں گرہ  
 نہیں تو یہ عقدہ میرے پر ہے نیٹ دشوار آج  
 برہمن کوں رشتہ زنار کی حاجت نہیں  
 دام زلفِ یار ہے اس کے گلے میں ہار آج  
 کل مطالع میں کیا تھا اس کے خط کا حاشیہ  
 مدرسے میں دل کے ہے اس درس کی تکرار آج

۱۔ کے اندر ہے ہمیں آج۔ س۔ - ۱۹۱ زلفاں سوں۔ س و ۱۹۱

۲۔ چھوٹا تجھ غم کے پھانوس ہوا دشوار۔ س و ۱۹۱

۳۔ اس کے بعد "س" میں شعر زیادہ ہے ہر دفعہ چشم بچھو پر میں اے خوشیہ روؤ آسمان موقی ستاروں کی کیا ایشا آج

۴۔ تری زلف کا ہے گل میں اُس کے ہار۔ س و ۱۹۱

۵۔ پڑو کے خط کا حاشیہ دیکھتے ہیں شاید عاقلان پڑ ہر مدرسے میں کہے اس درس کا تکرار آج۔ س

بھرمیں اُس شوخ گل رخسار کے بے تاب ہوں  
 ہے سرترگاں مری آنکھوں میں نوک خار آج  
 جلوہ گر ہے ہر طرف عکس رخ جاناں تسلیج  
 مجھ نظر میں آ رہی ہے ہر درو دیوار آج

۴

اپنا جمال مجھ کوں دکھایا رسول آج ۸۴۳  
 اے مہرباں طبیب شتابی علاج کر  
 تیرے برہ کے درد میں دل میں ہول آج  
 مرہم ترے وصال کا لازم ہے اے صنم  
 دل میں لگی ہے پھر کی بچھی کی ہول آج  
 گلرو بغیر خانہ بسل خراب ہے  
 مڑھجارا ہے صحن گلستاں میں پھول آج  
 بے فکر ہوں عذاب قیامت میں اے تسلیج  
 دین محمدی کوں کیا ہوں متبول آج

۵

لب گلرو پو پو عیاں ہے خطِ رجحانی آج ۸۴۸  
 مور کوں ہات لگا ملک سلیمانی آج

لے ہر سرترگاں ہے مجھ - ک یہ آنکھیاں - سن

تہ من - سن و علی - ۱ - تہ بیرواج بزم بلبل نالاں خراب ہے - سن

طلقے گیسوئے مشکلیں کو دئے ہو بہکرا  
 دیکھناں یار کے چہرے کوں نہیں طاقت غیر  
 خونِ دل بادہ گل رنگِ غذا، لختِ جگر  
 دیکھ کر تجھ لبِ یاقوتِ نمائی سُرخ  
 کبوتِ حاصلِ مئے مے دل کوں نشانی آج  
 چشمِ عشاق کی ہے اس کوں نگہبانی آج  
 غم کے گھر میں سے مرے عیش کی بہانی آج  
 خوں ہوا رشکِ سستی لعلِ بخشانی آج  
 ملکِ خوبی میں مگر نہیں ہے تیرا ثانی آج  
 غور و پروں نے دیے تجھ کوں خراجِ اے حسن

شعلہ رُو چہرہ زریں سستی آتا ہے سراج  
 خانہ دل میں لگی آتشِ نہبانی آج

لہ زلفوں کھولا ہے سخنِ حاضر پر ۱۳۹۱ء سے سلیمانی۔ ک۔ تہ جگ کے خوباں۔ ۳۹۱

تہ ۳۹۱ کے اصنافِ اشعار۔ ۵

لے سخنِ شربتِ دیدار نہ کر اس میں دریغ

نشہ وصل کوں نہیں غیرا نوجو پانی آج

کیونکہ تصویر ترے ناز کی کوئی کھینچ سکے

دیکھ حیران ہوا ہے قلمِ مانی آج

## ردیف - بیج

سیر ہے دل کوں ان آنکھوں کے خیالوں کے بیج ۱۵۵  
 سودہ لعل ہے ہر اشک میرا آہوں کے بیج  
 مار رکھتے ہو مجھے دور میں ملیں کھسلا  
 چوٹ دل کی ہے جسے کہے اسے وجد سماع  
 فرج بلبل کے پھسانے کوں بس ایک لڑکی  
 خوف کر عاشق نے خواہیں اے صوفی خشک  
 زگستاں ہے دیوانے کوں غزالوں کے بیج  
 رنگ گلگوں میں عجب بیٹ ہے نالوں کے بیج  
 ضرب بندوق کا ہے کام پھیلاؤں کے بیج  
 ہے اثر درد کے کم ہونے کا حالوں کے بیج  
 روغن گل ہے تری زلف کے بالوں کے بیج  
 مست ہو جاوے گا دو چار پیالوں کے بیج

جل گیا شعلہ دیدار میں پروانہ سہراج  
 ہم نواب لگ ہی برہ آگ کی جھاڑوں کے بیج

تہ ریت - ح

تہ میں - ک

تہ دو چار ہی - ک

## رویف - ح

۱

۸۶۲ آنکھوں میں بے خبر کے ہے ہر چند جائے صبح  
تجڑخ کے سامنے ہے مگر صفائے صبح  
دل آرزو سے وصل میں آن رشک ماہ کے  
کرتا ہے آہ نیم شبی و دعائے صبح  
وو مثل آفتاب جہا نگیر ہے مدام  
جس پر ہوا ہے سایہ بال ہمائے صبح  
تجہ حسن کے سبب سستی روشن ہوا ہے دل  
خورشید کے قدم کے سببے ضیائے صبح  
مجہ چشم خون نگا میں اُسے شوخ رکھ قدم  
جب لگ جائے نوریں گیں پائے صبح  
مہتاب تیری طرف آیا ہے لے سراج  
دیناں پڑا ہے آج تجھے خوں بہائے صبح

لے ہر چند بے خبر کی آنکھیاں میں ہے جائے صبح ؛ تجہ حسن کے آنکے ہے مگر صفائے صبح - س  
لے تیرے اسے ماہ رو - س لے مراد پر ہے - س لے کی جھلک - س لے تیکبار - س لے صبا ہے - س  
لے تیرا یہ شعر میں کہ گہر سنج ہے سراج ؛ بے آب اس آنکے ہے دُر بے بہائے صبح - س



۲۰

اس کے رخ سین ہوئی ہوتا باں صبح  
کیوں ہوئے رشک میں پشیمان صبح  
میرے رونے میں بارہنستا ہے  
اشک شبنم سستی ہے خنداں صبح  
ہے ترے حسن کی تجھی دیکھ  
پیر ہن چاک تاگریباں صبح  
بس کہ مقبول ہے دعائے سحر  
ہے حجب آنکھوں میں نورایاں صبح

۸۶۹

اے تلمیح آفتاب رو آیا  
ہے میرے گھر میں آج ہماں صبح

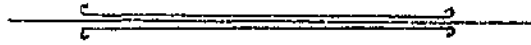
۲۱

مت کرو ہم میں زرگری کی طرح  
یہ نہیں بندہ پروری کی طرح  
دل بجاتے ہواک تبسم میں  
خوب سیکھے ہو دلبری کی طرح  
تھر تھراتا ہے ہر سحر سورج  
دیکھ تجھ چہرہ زری کی طرح  
دل ہمارا ہے لعل بے قیمت  
کر پند اس کوں جوہری کی طرح  
گرچہ میری نظر میں نہاں ہو  
شیشہ دل میں ہو پری کی طرح

۸۷۲

لے کھنسیں ترے ہوتی ہے۔ ۳۹۱ اے یہ کس

سرو کو آرزو ہے دھوٹوں کی - تم سب لایا ہے ہماری کی طرح  
 شکر اللہ کہ سرو قد کے طفیل دل نے پایا صنوبری کی طرح  
 - زکس باغ نے کہاں پائی یاد کی چشم جہری کی طرح  
 ورد کر لے سراج نام علی  
 یاد رکھ عشق جیدری کی طرح



# رویف - خ

۱

سرشکبِ سُرخ میں میرے ہے چشمِ گریاں سُرخ ۸۸۳  
 مثال کلاکِ مصور ہے مٹے ترگاں سُرخ

لکھا ہوں دلبرِ رنگیں کو عسریٰ احوال  
 کیا ہوں خونِ جگر میں تمام افشاں سُرخ

اگر یہ دیدہ پرخوں میرے کا عکس پڑے  
 مجب نہیں ہے اگر ہوئے آبِ طوفاں سُرخ

کیا ہے بس کہ و دگر و نے عاشقوں کو شہید  
 ہو ہے صحنِ چمن کی مثال میدانِ سُرخ

دلِ سراج میں چولے ہیں آج گل لالہ

ہو ہے داغِ محبت میں یہ گلستاں سُرخ

۲

تیرے ابرو کی عجب بیت ہے حالی اے شوخ ۸۸۸

جس میں ہے مطلبِ دیوانِ ہلالی اے شوخ

۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔

۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔ ۱۷۹۱ء میں لکھا ہے۔

گوہر اشک کوں ہے حلقہ بگوشی کا خیال  
 گر لگے مات تیرے کان کی بالی اے شوخ  
 روح فراد بھی خوش ہو کہ مٹھائی باسنے  
 گرنے تجھ لب شیریں ستی گالی اے شوخ  
 جب میں دکھی تھے خط سبز میں تیرے لب سُرخ  
 تب میں سبزے میں چھپی پان کی لالی اے شوخ  
 شہر میں الفت صحرا ہے مجھے دامن گیسر  
 کیا قیامت ہیں تری چشم غزالی اے شوخ  
 مند مطلب دل پر میرے کر ہر متبول  
 منصب لطف کا منگتا ہوں بجالی اے شوخ  
 بس کہ تصویر تری نقش کیا دل میں سماج  
 پردہ چشم ہے فانوس خیالی اے شوخ

۳

محببت کا جلا سوزان اے شوخ      برہ کے درد میں نالان اے شوخ

ترے سر دیکھ چہرہ ز عفسہ لانی      لب زخمِ جگر خندان کے شوخ  
 انھو کے پھول انکھیاں سے جھڑے ہیں      مراد امن بہارا فنان کے شوخ  
 لکھے ہیں اس میں آیاتِ محبت      مراد لبیکل قرآن کے شوخ  
 مثالِ عید ہے اک دید تیر کی      ہمارا جان و دل وہاں کے شوخ  
 صفحہ پر دل کے ہے مشقِ تصور      عجب تیرا خطرِ پیمان کے شوخ  
 تو آیا جب نظر آنکھو ہوئے بند      سچ انکے سہا پہن ان کے شوخ

سراج از بس کہ کھایا ہجر کا تیر

پلک آنکھوں میں جیوں پیمان کے شوخ

لے جھڑتے ہیں جہاں سے۔ س (آنکھوں میں ۱۳۹۱)

لے تیر۔ س سے دل و جاں میں اوپر۔ س ۱۳۵ صفحہ۔ س

۳ آنکھیاں۔ س -

## رویفاد

۹۰۳

تجہ جدائی میں اسے بہا مراد  
 نظر آتا ہے قدر تراجہ کون  
 نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا  
 کیا کرے گا بیابان زگر کون  
 دل ہمارا ہے مرغِ دست آموز  
 بسمل غم کوں رہے گلشن میں  
 کیوں نہ تجھ کوں کلاؤ عشق تزا  
 آتش عشق نے سنم کی کیا  
 خوب لگتی نہیں چین کی یاد  
 سرو آزاد گلشن ایجاد  
 طوق قسمی بے طرہ نشا  
 پیری آنکھوں کا جس کوں ہو سواد  
 رحم لازم ہے اس پہ اکیاد  
 برگ سوسن ہے خنجر جلا  
 جس کی گرمی میں موم ہے فولاد  
 خاکساروں کی آبرو ویر باد

لے دل میں آتی - میں - مجھ کو آئی نہیں - ۲۹۱ - ۱ - لے قدر تراجہ نظر ہم دستا نہیں - میں

(۲۹۱) لے جس نے پایا ہے تجھ آنجھیاں کا - میں (نری آنکھوں کا مود سواد - ۲۹۱) ۱

لے اس پر بے رحم مت ہو - میں د - ۲۹۱ - ۱ -

شعلہ رونے جلا کہ راگھ کیا  
نہ سنا کنی سراج کی فریاد

۴

ہے میرے دل کوں غم مضطرب یا  
گو یا کہ مرثیہ کا کیا ہے جو اسب یاد  
کب بھوتتا ہوں اس کو گئے بہت قصاں  
بے دوزخ فراق کا مجھ کوں غلب یاد  
پلکوں کی انگلیوں میں کیا ہوشمار شک  
سہ کار عشق کا ہے مجھے حساب یاد  
دیکھا ہے جس نے مصرعہ موزون قد یاد  
دیوان جن کا ہے اسے انتخاب یاد  
کوئی عقدہ نہیں رہا ہے مطول میں لفظ  
دل کوں مہرے نوک زبا یہ کتاب یاد  
لذت شبِ حاصل کی مت پوچھ صبح کو  
رضنا نہیں فجر کوں مجھے شبِ خواب یاد

مجلس میں شمع رو کی ہے پروانگی او سے

شعر مسراج جس نے کیا بے حجاب یاد

۴

خاک ہوں اعتبار کی سو گند  
مضطرب ہوں، قرار کی سو گند

۹۱۲

۹۱۹

لے شعر شیریں کی خمری ہے اسے۔ کیوں نہ بولیں سراج کوں فہم۔ سن ۱۳۹۱ء۔ لے ہوں۔ ک۔ لے کہ بہشت دہا  
کوں۔ ک۔

مثل آئینہ پاکت بازی میں      صاف دل ہوں غبار کی سوگند  
 خوش کو ترسیں پیاس بجھتی نہیں      اوس لب آب دار کی سوگند  
 رو بردہ ہے مجھے خیال نرا      دل آئینہ دار کی سوگند  
 معتبر نہیں جمال ظاہر کا      گردش روزگار کی سوگند  
 غیر ویدار اور مطلب نہیں      مجھ کوں بوس و کنار کی سوگند  
 زندگی اسے مدد کج ماقم ہے  
 مجھ کوں شمع مزار کی سوگند

۴

مخمور چشموں کی تبرید کرنے کوں شمع ہے سرداب نشوروں کی مانند  
 روپے کے تھالے سفیدی ہے زکس کی زردی زر کے کوروں کی مانند  
 دراہی سرخ ان مجازیوں نے عاشق کے لومو سے رنگیں کئے ہیں  
 بے خود ہو کہتا ہوں کیا خوب لگتے ہیں میرے کلچے کے قوروں کی مانند

اے شوق میرا کس کے۔ س۔ اے تنگی دہل کی ہے جو سداں میں۔ سچوں سداں ۱۳۹۱۔ اے س و ۱۳۹۱ اور میں یہ شعر  
 افسانہ ہیں۔ جوش وحدت سنی انا لختی بول۔ دل ہے منصور زرد کی سوگند۔ تجھ تصور رسوں دل ہوا تقویر۔ حیرت انظار کی گوند  
 گئے ہیں میں طالب۔ س۔ ۵۰ معتبر نہیں جمال ظاہر کا سر لہج۔ گردش روزگار کی سوگند۔ اے کوہوں۔ ک۔



اے دستِ مشاطہ توں جب میں پہنچا ہے اس لفٹِ مشکیں کی شامشکیوں  
 عاشق کی آہوں کے، اچھا فتنوں میں گرہاں ہیں انگلی کی پوروں کی مانند  
 یہ تھی، انہوں کے ذہن کی، نہ پاؤ گا اپنے گریباں میں سسر کو نواتوں  
 اے غنچہ باغی، ہوتا ہاں روپوں میں مستخندہ پن کر چکوروں کی مانند  
 دل کے خزانے میں شاید لجاو گا، جی کے جو اہر کوں عیاریوں میں  
 ہر دم خیال اوس کا، آنکھوں کے روزن میں، تا چھپ چھپے پوروں کی مانند  
 غم کے پہاڑوں کوں، سر پر اٹھائے ہیں، دشت کے بیٹوں میں، آہوں نے امیری  
 دل کے اٹھارے میں، اب کون ہم سے، ان پہلو ان کے، زوروں کی مانند  
 پروانہ رنگوں کے، غمِ جدائی میں، سیرِ چراغاں ہے، جانِ اس آج  
 روشن فقیلے میں، آہوں کے شعلوں کے، سینے میں کورے سکوروں کی مانند

۵

جن نے کیا ہے راگ لگا کر بدن سفید  
 بے بو ہوئے ہیں بس کہ دوزخوں کی تہ میں  
 پیرا ہے بر میں اس نے عجیب پیر بن سفید  
 ہونے کیوں نہ ننگ صلی مشک ختن سفید

۹۳۳

لے کر تاجوں۔ ک۔ — لے ہیں۔ ح۔ کے دغاں۔ س۔

ہنٹاب روکی یاد میں جو کوئی کہ جی ویا گل چاندنی نسین اس کوں بناناں کفن سفید  
 اس ہنر خط کے غم میں ہوا ہوں تمام زرد کرتا ہوں اشک سرخ میں رو رو میں سفید  
 اس گلب دن کے وصف کے لکھے کوں لہج  
 درکار ہے صحیفہ برگ سمن سفید

۶

۹۳۸  
 پرخوں ہے جگر لالہ سیراب کی گوند رنگینی داغ دل بے تاب کی گوند  
 تصویر ہے تجھ یاد میں آئینہ دل آج حیرت و شہی دیدہ بے خواب کی گوند  
 ہے کعبہ مقصود جسے ووخم ابرو اے شوخ مجھے مسجد و محراب کی گوند  
 سر سبز ہے آنسو میں مرا گلشن امید ہے مجھ کوں مرد دیدہ پرآب کی گوند  
 احوال مسرت آج اکہ برہ آگ بر توں کچھ  
 بے طاقت و بے تاب ہے سہا کی گوند

۱۔ چند لکھی کی یاد میں جو کوئی جیو دینہ۔ ۲۔ ۱۔ لے ترا۔ ۳۔ ۱۔ لے ویا۔ ۴۔ ۱۔ لے انجواں  
 ۵۔ لے میرے۔ ۶۔ ۱۔ لے اپنا۔ ۷۔ لے احوال مراد کچھ کے مانند  
 ۸۔ لے آج۔ ۹۔ لے تاب ہوں تجھ جہ میں سیلاب کی گوند۔ ۱۰۔ ۱۔ لے ویا۔ ۱۱۔ ۱۔

۷

اب تک لے ہے ترا خط میں محرابے دوو      مثل آمینہ خورشیدِ مصفا بے دوو  
 لذتِ میوہ فروں کا نہیں ذوق اسے      جس نے پایا ہے ترے لب سنی حلو ابے دوو  
 بیچش آہ نے باندھا ہے مکر دل میں غبار      کون کہتا ہے کہ ہے آتش سودا بے دوو  
 کیونکہ دو یوسف گل پیر میں اس زکوں پاس      ہے کبابِ دل بریان زلیخا بے دوو  
 بے دماغی کون تری دیکھ کر لے جا لے بیچ  
 شمع یا غم میں جلتی ہے سر ایا بے دوو

۹۲۳

۸

نہیں ہے خوف تجھے اب کہ بہر دفع گزند      جگر بے جگر و دل بے شرار و داغ پسند  
 شبِ فراق میں رونے میں گئی ہے مینائی      چراغِ نور نظر آستین میں ہے گلہ مند  
 ہے جب میں اوس منم خود نما کون فق شکار      ہوا ہے دام میں جوہر کے صیند آئینہ بند  
 نہ جانوں کون سے شمشاد کا ہے دیوانہ      کہ طوقِ فاختر ہے سرو کے گلے میں کند

۹۲۸

۱۔ لے مکہ ۳۹۱۔ ۲۔ بد دماغی ۳۹۱۔ ۳۔ مرے سینے میں گذر کر ۳۹۱۔ ۴۔

خیال زلفِ صنم سوں اکتیبہ عمر سماک ۳۹۱۔

نہ تھا جو سوزِ عینی سستی علاج پذیر  
کیا ہوں چاکِ جگر، تاز آہِ سبیں پویند  
دکھائے آئینہ روابِ ترالب و زخار  
علاجِ طوطی و بلبل نہیں بجز گلقتند  
اگرچہ خاکِ قدم ہے و شمعِ رو کا سراج  
کیا ہے دو جگر لیکن آسماں میں بلند

۹

۹۵۵ ہم ہیں مشتاقِ جواب اور تم ہو الفت میں بعید  
باغ میں ہم مگر گئے محروم و وصلِ گلبدن  
شکرِ قلبِ صفِ عشاق میں ہے غلغلہ  
حسنِ کون ہے نقدِ ناز اور عشقِ کون جنسِ نیاز  
باغ میں گلچیں چلا، تب بلبلوں نے غل کیا  
رہ نور دان جنوں کوں فتنابِ فیض ہے  
بت پرستوں کوں ایدانِ حقیقی وصلِ بت  
نقدِ دلِ گرم کون پہنچا ہے تو بجا اور سید  
ہیں ہمارے آج پھول اور بلبلوں کے حق میں سید  
یکہ تاز آہِ کون کس نے کیا ہے نارسید  
پھر عبتِ شکوہ ہے یہ سودا ہوا ہے خوش خست  
حضرتِ گل کون کیا جاتا ہے یہ کافر شہید  
آبلوں کے قفل کو خساریاں ہے کلید  
برگ گل ہے بلبلوں کوں جلدِ قرآنِ مجید

۱۔ ہوں پو کے قدم کا مثل .. ۲۹۱ ا - ۲۔ تو ک - ۳۔ گئی ہے آہِ مری نیک آسماں میں بلند  
۲۹۱ ا - ۳۔ یہ غزل ح کے شمارچہ اور سراج کے قلم سے لکھی ہوئی بتلائی گئی ہے۔

نور جاں فانوسِ جسمی میں جد کب ہے لدرِ سلج  
شعلہ تارِ شمع میں کہتا ہے لمن بل الور یہ

۱۰

بندہ ہوں ل میں تیرا ہر آن یا محمدؐ      شبہ نام پر ہوا ہوں قربان یا محمدؐ  
آسوگی میں تن کی ہر حیرت پوختِ مشکل      اپنے کرم میں کرنا آسان یا محمدؐ  
سیپارہ جگر میں آیت ہے یا تیری      نازل ہے تجھ صفت میں مان یا محمدؐ  
امید ہے تر سے میں محشر کے ان شفا      مجلس میں اپنی کر تو ہسان یا محمدؐ  
تجہ ذات کے صفت میں لولاک قی زبلا      ہے چشم و جہاں کا تو جان یا محمدؐ  
تجہ کوں کہیں تو احمد محمود کہیں کہے میں      ہے اسم ذات تیرا حمن یا محمدؐ

رکھتا ہے اس ہر دو تجہ سو لدرِ سلج کتر

رکھتا ہے اس ہر دو تجہ سو لدرِ سلج کتر

۱۱

خون ہوں تجہ مکھو کے پھول کی گوند      تجہ کر شمع کی ہول کی سو گند

خاک ہوں پیو کے آستانہ کی      ہے جناب رسول کی گوند  
 سرمہ چشم ہے و و خاک قدم      پیو کے قدموں کی دھول کی گوند  
 دل میں تیرے غم کا خار سلتا ہے      مجھ کلیجے کی سول کی سو گوند؟  
 وہل کا ہے امید وار عدد آج  
 مقصد یا حصول کی سو گوند

## روایف۔ ذ

۱

ہے عجب اس کے لب کی بالذید جیوں لگے شکر و ثبات لذید  
 اس زنجواں کی چاہ بکس ہے نہیں مجھے چشمہ فرات لذید  
 اس کوں لگتا ہے بے مزہ امرت بے جیسے زہر تیرے مات لذید  
 جب میں پایا ہوں ہجر کی لذت نہیں مجھے شربت حیات لذید  
 لے لے آج آرزوئے فن و عبرت

شعر تیرا ہے جیوں نبات لذید

۲

کیا ہوں جیستی میں نام دلر بانغویذ نہیں ہے تب تھی درکار دوسرا نغویذ

لے اور۔ ک۔ کہ تیر۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۹۱ نہیں۔ س۔ ۳۹۱ گلوئے دلر نہیں درکار نہیں دیا  
 س۔ گلے میں جان کے ۳۹۱۔ ۱۔

۹۶۵

۹۸۰

مڑھا ہوں آنکھ کے پردے میں تار و ترگاں ستا  
 ووقبلہ رو کی کیا ہوں میں خاک پانعویند  
 تپ فراق کون شہرت ہے وصل کا درکار  
 عبرت اثر نہ کرے گا مجھے دعا تھویند  
 شہادت اس کی نگہ سے آرزو مجھ کوں  
 عجب نہیں جو کروں خاک کر بلا تھویند  
 نہیں ہے آتش دوزخ سستی او سے کسب  
 دس آج جب میں کیا نام مصطفیٰ تھویند

۱۔ اس کے بجائے س و علاء ۲ اور میں یہ شعر ہے۔ گلی کون یار کے بولا ہوں قبلہ عاشق۔ بجا ہے کہ ہے  
 سرکین کی خاک پانعویند۔ ۲۔ میں۔ س۔



## رولیف ر

مجھ میں تجھ عشق نے لیا کیسا  
 دل نے میرے کیا ہے اے گلرو  
 ملائت و عقل و صبر و ہوش و قرار  
 یاد تجھ زلف کی، گلے کا بار  
 رخ ترا نسخہ گلستاں ہے  
 ہے خیا سبز جدول زنگار  
 مکتب عشق کا معلم ہوں  
 کیوں نہ ہو سے درس یار کی تکرار  
 کھل گئے اوس کی زلف کے دیکھے  
 بیچ دستار زاہد مکار  
 سیر کر باغ دل میں عاشق کے  
 ہجر کے داغ میں ہے تازہ بہار  
 پر وہ چشم دل اگر وا ہو سے  
 منظر دوست ہے درو دیوار  
 روز و ہجر یار کرتا ہوں  
 شربت خون دل سنی افطار

۹۸۵

لہ لکھ۔ ۱۳۹۱ء۔ لہ لکھ ۱۳۹۱ء میں یہ شعر زیادہ ہے۔ شوخ صیاد رام زلف سنی۔  
 دل عشاق کو کیا ہے شمار۔

شوقِ تہنیں سر رو کے دیکھے بن  
ہو گیا ہے دسراجِ جل کے غبار

(۲)

۹۹۳

جب تیس گلے میں یار کے ہے نو بہار ہار  
عالم کے گلر خوں میں ہم سنو خوش کیوں نہ ہو  
تجہ قد او پر نثار ہوئی پھول کی چھتری  
خوبی ترے گلاب سے گالوں کی دیکھ کر  
دیکھا ہوں جب میں سنل خوش بوئے زلف یا  
گلشن میں گلبدن کے تصدق کے واسطے  
بے اختیار ہو کے میں کہتا ہوں ہار ہار  
اس گلبدن کے نام میں پایا سنگار ہار  
تجہ زلفِ عنبر میں پوہو دار و دار ہار  
دستے میں مالتوں کے ہوا بے وقار ہار  
ہے مجہ نظر میں سلسلہ خار دار ہار  
مالی نے لاکھ گنج کیا کئی ہسزار ہار

تب میں دسراجِ مصرع اول ہے وردجا  
جب تیس گلے میں یار کے ہے نو بہار ہار

۱۔ شوقِ دل کا اٹھا ہے آج غبار ۲۔ ۳۹۱۔ ۱ میں منقطع صنفیل ہے۔ اسے سراجِ اشک ویدہ منصور۔

۳۔ بے خود چڑھا پلک کی دار۔ ۴۔ دیکھا ہوں جب میں یو کے گلے ۵۔ ۳۹۱۔ ۱۔ کہ جب جگہ گلخان میں ۳۹۱۔ ۱۔

۶۔ پیہم کے گلے کے پھول ۷۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۸۔ سنگھار ۹۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۱۰۔ بے وقار ۱۱۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۱۲۔ رشتے (رشتے) ۱۳۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۱۴۔ یوں ۱۵۔ ۳۹۱۔ ۱۔

۱۶۔ کیا ک ۱۷۔ پیو ۱۸۔ ۳۹۱۔ ۱۔

۳

یارِ ابنِ روتا ہوں ہر دم زازار      خارِ غم میں دل مرا ہے تاز تاز  
 تجھ مجھنوں کی تیغِ محرابی تھی      زخمِ غم دل پر لگا ہے بار بار  
 تو جفا کے واسے زخمی کیا      ہوں و فاسیس گرچہ تجھ پر وار وار  
 نہیں خلاصی یار کی زلفاں تھی      ہے مرے پر دو طرف میں مار مار  
 خارِ حیراں کے سبب میں اے دہرا لاج  
 ہے مرے لختِ جگر میں خار

۱۰۰۱

۴

ترے لب کے ہیں وعدے سب خلاف اے نازنین و کشر  
 کہ جیوں برعکس ہوتا ہے خطروئے نگین کشر  
 تعجب نہیں کہ ہوئے صیدِ دل پابستہ الفت  
 شکار انداز ہے دو دامِ زلفِ عنبریں کشر  
 اوگے سرو اس کی تربت میں بجائے سبزہ بعد مرگ  
 خیالِ قامتِ گل رو ہے جس کوں دل نشین کشر

۱۰۰۲

توقعِ لطف کی کس میں رکھیں عشاقِ غم دیدہ  
 عتاب آلودہ رہتا ہے، صنم چیں برجیں اکثر  
 نماز بے ریاضتِ دستِ ارج، اب دل میں کرتا ہوں  
 صنم کی یاد میں رہتا ہوں میں سر بر زمین اکثر

۵

۱۰۱۲

آتشِ عشق کا ہے دل انگہر سینه آتشیں ہوا مگر  
 تشنہٴ وصل کوں برابر ہے چشمہٴ آب و چشمہٴ کوثر  
 سرو ہر چیزِ راست ہے، لیکن اوس کی قامت میں تاکہ ہو ہم سر  
 گل بدن کی ہر گل میں شاید لو طبعِ راعب ہے سیر کوں اکثر  
 ✓ غبریں مو کی آتشِ غم میں شوقِ جلنے کا ہے مثال اگر  
 عشق میں رنگِ زور کی مثال ہے عروس مراد کا زیور

ہے مری چشم کے صدیں دستِ ارج  
 قطرہٴ اشک، دانہٴ گوہر

۱۔ لے جل کے دل تجربہ میں ہے ۲۹۱۔ ۲۔ پیو ۳۹۱۔ ۳۔ لے ۳۹۱ کے اضافہ اشعار :-

دیکھ کر سن عزیز لبِ فریب، گل ہوا شرم کے عرق میں تر۔ غم میں تیرے کہاں ہوا صد چاک۔ چہ تر گدہ کا خانہ زاد قہر۔

۶

داغ الفت ہے زخم پنجہ شیر  
 صید آرام کوں کیا ہے زیر  
 جان جاتا ہے تہجد بدالی میں  
 مہر میں آشاب نمت کر دیر  
 نیم سہل ہوں مشکل آساں کر  
 کھینچ ظالم نگاہ کی شمشیر  
 دل پرخوں مرا ترے غم میں  
 ہور ہا ہے اندر سنگم نیر  
 ملک دل کے خراب کرنے کوں  
 لشکر عشق نے لیب ہے گھیر  
 ہوں بھبھ کس کے قتل کرنے کو  
 کھینچ جھوٹے ہوشوں دلیر

۱۰۱۸

اے دلبرج اب نہیں ہے تاب فراق

زندگانی میں ہوا ہوں سیر

۶

دلِ نادر مرا ہے بے آفتاب  
 ذبح کرتے ہو اوس کوں بے تکلیف

۱۰۲۵

۱۔ بجز تیرا ہے شش۔ ۲۔ س۔ ۳۔ ۱۔ ۴۔ آہوے دل کے تئیں۔ ۵۔ س۔ ۶۔ ۱۔ ۷۔ ۱۔

۸۔ کاک۔ ۹۔ آہوے قاتل کرنے لوں عاشقوں کی طہنت میں۔ ۱۰۔ ۱۱۔ پرک۔ ۱۲۔ ۱۳۔ س۔ ۱۴۔ ۱۵۔

۱۶۔ جس کا یہ نگارہ فاتحہ پاکدرا سپہ کوں دل کی پیہر میں۔

نقش دیوارِ سخن گلشن ہے جس نے دیکھا ہے یار کی تصویر  
 عاشقوں کو نہیں ہے رسوائی مصحفِ عشق کی ہے یہ تفسیر  
 گردنِ چشم یار بے جا نہیں دل کے لینے کی ہے اسے تدبیر  
 کشورِ عقل کیوں نہ ہوئے ویراں ہے ادا پادشاہِ ناز و وزیر  
 بواہوس کب تک رہے آزاد کھول صیادِ زلف کی زنجیر  
 تیر تیری کمان ابرو کا غرق ہے مجھ جگر میں تازہ گیر  
 جانتی ہے ووزلفِ عقدہ کشا میرے آشفقتِ خواب کی تعبیر

شبِ بھراں میں لے لے لے آج مجھے  
 اشک ہے شمع اور پاک گلگیر

۱۰۳۳

ضرور نہیں کہ کرو خوشی جنوں کو اسیر خیال کا کل صیاد ہے اسے زنجیر

۱۔ ہو کے پیران ہے۔ ص۔ شاہِ ایران ۳۹۱۔ ۲۔ کھڑے پر نہیں ہے خطِ آغاز ص۔ ۳۹۱۔ ۱۔

۳۔ ص کی ہے پور ص۔ ۳۹۱۔ ۴۔ تقریر ص۔ ۵۔ پادشاہِ ناز ص۔ ۶۔ تازہ گیر ص۔ ۷۔ شمع ہو کے نفاں

۸۔ کے کوئی پوچھو ص۔ ۳۹۱۔ ۹۔ شمع جوت و لہ ہر ص۔ ۴۱۱۔ ۱۰۔ نہ پرست کے دام کے حلقے میں ہوا ہے اسیر ص۔ ۳۹۱۔ ۱۱۔

۱۔ برہ کی آگ میں جس بے قرار جیوں سیتا  
 عجب نہیں جو پس مرگ خاک ہوا میر  
 ۲۔ فجر شام ہوئی انتظار میں اس کے  
 کتاں ہوا ہے مراد ل کہا ہے بدر فیہ  
 ۳۔ دو گلاب دن کی گلی میں کیا ہو بس گند  
 غبار وہاں کامر بر میں ہے سجا عبیر  
 ۴۔ کتاب چہرہ جانان کیا عجیبے ش خط  
 لکھا ہے نامہ قدرت میں کاتب تقدیر  
 ۵۔ کسے مجال کہ دیکھے اسے نظر بھر کہ  
 کہ شاہ حسن ہے و آفتاب عالمگیر  
 ۶۔ بنیر پارے بنت ہے چمن کی سیر دل لاج  
 کہ صحن باغ میں ہوتا ہے خار دامن گیر

۹

۱۰۴۱ پھول ہو پھول امری آنکھوں میں خار انتظار  
 بات آیا ہے عجب سیر بہار انتظار  
 روبرو آنکھوں کے رکھتا ہوں رضا کا آئینہ  
 دست حیرت میں دیا ہوں اختیار انتظار  
 بھر گیا جوں سرمہ پلکوں میں سوا دم دمک  
 آنکھ کے پردوں میں چھتا ہے غبار انتظار

۱۔ پس مرگ۔ ک۔ ۲۔ پیا کی خاک قدم پر کیا ہوں میں سچ بھنڈا ۱۲۹۱۔ ۳۔ راہ میر ۱۲۹۱۔ ۴۔ خطیہ  
 کی تعلیم کا ۱۲۹۱۔ ۵۔ صغر حاضر یہ۔ ۱۲۹۱۔ ۶۔ سراج سیر چمن بیو کے بان بے جا ہے ۱۲۹۱۔ ۷۔  
 حیراں۔ ک۔ ۸۔ چھتا ہے۔ ک۔

دلہ سوزن پلک میں رشتہ جاں بند ہے  
 وخت اور حیرت کی بیکرنگی کا یار و سیر ہے  
 کوئی دنوں جام شراب سرخوشی کا دور تھا  
 چشم بھل لذت دیدار میں محروم ہے  
 عالم حیرت میں کب ہے امتیاز نیک و بد  
 نیند کے سایہ کوں ہرگز یہاں گذرہ تو نہیں  
 یاد جب آنکھوں میں اوسے چشم پوشی ہے ضرور  
 محزون دیدار کی کنجی اوسی کے ہات ہے  
 خوں پذیر چہرے کوں میں ہے تصور یار کا  
 دیدہ مشتاق کا آب رواں آنسو نہیں  
 ہے طریق خاکساری میں مراد ان دنوں  
 جلد آکر عید قربان کی مبارک باد لے  
 یا الہی چشم حیراں کی دعا کر مستجاب  
 جلوہ دیدار ہوئے آئینہ دار انتظار

اس کے استقبال کوں بھیجا ہوں پناہ نور چشم

کب تک کھینچوں جس طرح اب انتظار انتظار



(۱۰)

۱۰۵۸ ہے صبا کا کام منجہ گیسو کے تاروں کا شمار  
 غیر افسوں گر کسے طاقت ہے ماروں کا شمار  
 کئی ہزار آہو خشن کے زخم کھا قرباں ہوئے  
 پوچھ تیری چشم کے خنجر سین واروں کا شمار  
 ہے کسے طاقت مرے آنسو کی بوندوں گئے  
 ہر کسی کوں سمیت مشکل ہے ستاروں کا شمار  
 ہر طرف بے تاب ہیں آتش میں تیر شوق کے  
 کون کر سکتا ہے تیرے بے قراروں کا شمار  
 پہلوئے دل میں مرہر آہ پیکان دلہاج  
 شرح میں آتا نہیں ہے غم کے خاروں کا شمار

(۱۱)

۱۰۶۳ یا الہی مجھ کوں دکھلا جلوہ رخساریار  
 اب تلک پایا نہیں میں شربت دیداریار  
 صبح محشر لگ خمار شوق جانے کا نہیں  
 خواب میں دیکھا تھا یک شب زگس بہاریار  
 گلبدن کی خوش تندی کوں دیکھ کر ہے پالنگ  
 سر و گلشن میں کہاں ہے خوبی فرستاریار

۱۔ لے کا دھاروں ۲۹۱۔ ۲۔ لے ہر ج کس کوں طاقت ہے مرے آنجھواں۔ ۳۔ سمیت مشکل ہے  
 ہر یک کس کوں۔ ۴۔ ۲۹۱۔ ۵۔ تیرے برہ کی آگ میں۔ ۶۔ ۵۵۔ دل کے پہلو میں مرے ہر آہ کا  
 پیکان ہے۔ ۷۔ ۲۹۱۔ ۸۔ ۲۹۱۔

عاشقوں کی صف میں پاؤں سرفرازی کا خطا  
گر گل دستار ہوئے خار سہ دیوار یار  
ہے نشاط عید سب پر ماہ نوکوں دیکھ کر  
مجھ کو آتا ہے خیال ابرو و خمہار یار  
قتل کرنے پر مہرے ہر آن بے دوساں ہے  
حق میں عاشق کی ستم ہے غمزہ خونخوار یار

خلوت و دلدار میں نہیں غیر کوں بار آج  
جو کہ نامحرم ہیں نہیں معلوم اونہے سرار یار

۱۲

۱۰۰ ہے حسن کا شرف کسی اشراف کی نظر  
صیقل اس آرسی کوں ہے اوصاف کی نظر  
کھوٹے کھرے کوں بذر پہچانتے نکا  
ہم نے سکھائی یار کوں صراف کی نظر  
ہم تو ہر یک طرح میں تمہارے علام ہیں  
لیکن تمہے بھی چاہئے انصاف کی نظر  
معلوم ہوئے وچوٹم سخن گو کے عجب کوں ہر  
ہر گرجھی رہی نہیں حراف کی نظر

ہر ہر نگہ پہ اوس کی ہزار آفریں آج  
پایا ہے یار نے عجب اوصاف کی نظر

۱۰۰ لے ابرو سے - ک - ۱ ہے - ک و ۱۰۰ - ۱ - ۱۰۰ سے اوسے - ک و ۱۰۰ - ۱۰۰

۱۰۰ نہیں ۱۰۰ - ۱۰۰ - ۱۰۰

۱۳

نور محمدی ہے عیاں تجھ جمال پر آیات مصحفی ہے ترے خط و خالی  
 و دما شقی کے کھیت میں ثابت قدم ہوا جو کوئی کہ زخم عشق لیا دل کی ٹھکان  
 دے نہ تیرے مصال نام واپس کے وقت چشم کرم میں دیکھ شہیدوں کے حال  
 کیوں نہ گوں نہ ہو تجھ ابرو کے سنا شرمندگی کا بار ہے پشت ہلال  
 جلتا ہے بس کہ باغ ترے غم کے داغ ہر گل ہوا ہے شعلہ ہر یک نو بہان  
 سیف الملوک کیوں کہیں مجھ کو عاشقا ہوں جاں نثار اپنے بدلیع الجمال

۱۰۶۵

پایا ہونچنتن کی محبت میں پنج گنج  
 قربان ہوں دستارچ محمد کی آنج

۱۴

دکھا کر چہرہ کلفام بیک بار لیا ہے طاقت و آرام یک بار  
 کروں گا نقش میں لکے نگیں پر بنا کوئی صنم کا نام یک بار

۱۰۸۲

۱۔ جو تجھ تکہ کا دار لیا۔ ۲۹۱۔ ۲۔ دیتے ہیں تملاکے اسی جیو کوں پیار میں۔ ۳۹۱۔ ۳۔

ہوں اسے سراج۔ ۳۹۱۔ ۴۔ کہ سین۔ ۵۔ ۳۹۱۔ ۶۔

ترے لب میں عجب بیٹھا مزاج ہے  
 چکھا جا لذت و ششنام یک بار  
 نہیں ہم بیکسو کے پاس مقاصد  
 لہجائے غم مرا بینام یک بار  
 مراد مل متحق ہو مانگتا ہے  
 زکات حسن کا انعام یک بار  
 اندھارا دور کر اپنی جھلک میں  
 جدائی کی پڑی ہے شام یک بار  
 مدسراج اب نیک بیدیں ہے میرا  
 مئے وحدت کا پی کر جام یک بار

—۱۵—

تجہ ناز پر فدا ہے دل و جاں ہزار بار  
 تیری ہر یک نگاہ پہ قرباں ہزار بار  
 برجا ہے بنتلا ہے جو گلشن کا عندلیب  
 ہے تجہ پہ جاں نشا گشتا ہزار بار  
 لے آفتاب زہرہ جہیں عاشقوں کا دل  
 تجہ زلف نے کیا ہے پریشیاں ہزار بار  
 خط کھینچ اپنے خط پہ دیا خط بندگی  
 تو خطا کے خط کے تئیں نظر سجاں ہزار بار  
 تیرے لبوں کی دیکھ کے سہری کوئے صنم  
 قرباں ہوا ہے نعلِ بخشاں ہزار بار

۱۔ لے کر۔ ۲۔ س و ۵۸۴۔ ۳۔ ۱۲۹۱۔ ۴۔ نہیں کوئی، تاخیر ہو کر لجاوے۔ ۵۔ س۔ و ۳۹۱۔ ۶۔

۷۔ مراد۔ ۸۔ ۳۹۱۔ ۹۔ عاشقوں۔ ۱۰۔ س و ۳۹۱۔ ۱۱۔ لے لیاں۔ ۱۲۔ س۔

آئینہ گرچہ صاف ہے لے صبح عاشقان  
 تنجہ کوں ہوا ہے دیکھ پشیمان ہزار بار  
 چہرہ آج کا ہے مگر گشت زعفران  
 ہنستا ہے اوس کوں دیکھ کے جاننا ہزار بار

۱۴۱

ہر ہر ورق پہ کیوں لکھوں داستانِ ہجر  
 آتا نہیں زبانِ قلم پر بیانِ ہجر  
 ظاہر اگرچہ تازہ و زمشلال ہوں  
 منزل میں جاؤں تا داغِ ہنہانِ ہجر  
 پڑمروہ کیوں ہو گلِ امید عاشقان  
 ہستی ہے دل کے باغ میں دوزانِ ہجر  
 آبِ حیات وصل میں دگر جاو داں  
 ہے بے قرار غم میں تر نیم جانِ ہجر  
 دو عاشقی کی شکل میں منظور ہے مدام  
 چلے میں غم کے بیٹھ جو کھینچا کمانِ ہجر  
 نہیں سیر لالہ زار کی عاشق کوں آرزو  
 از بس داغ سینہ گل بوستانِ ہجر

جاری راہ چشمِ ستی خونِ دل دس آج  
 جب میں مرے بگر میں لگی ہے سنانِ ہجر

۱۰۹۶

لے غم کے ورق۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔

۲۔ لکھی ہو۔ ک۔

۱۷

۱۱۰۳

آئی ہے ترے عشق کی بازی دلِ مجاہد پر  
 نہیں تاب تنگ فکوں تجرخ کی جھلک کی  
 حلقے میں تری زلف کے ہونچلہ نشین دل  
 جز آہ کہ ہے محرم خلوت کدہ دل  
 آگاہ نہیں کوئی مرے راز نہ سناں پر  
 از بس کہ بسک روح ہے پہنانِ نظر میں  
 جیوں باد سر یکا ہے رواں آب رواں پر  
 موعود است اس نے فراموش کیا ہے  
 بھولا جو کوئی وعدہ جہاد و نگہماں پر

کرنا ہے سچ آج بیانِ دل پر سوز  
 آتش ہو نکلتا ہے سخن اس کی زباں پر

۱۸

۱۱۱۰

قائل نے ادا کیا جب وارِ جہل کمر  
 میں نے سپردِ دل کوں کیا اوٹ، ہنصل کر  
 اے شوخ گلستان میں نہیں گل رنگیں  
 آیا دل صد چاک مرارنگس بدل کر  
 مردم میں مری چشم کی محبوب ہے کرتوں  
 کیوں کر کہوں اے شوخ ترے گلے کونوں کر

لے ہے ک۔ ۲۔ اس ک۔ ۳۔ چلتا ہے جو کوئی باومن۔ ۴۔ ۱۔ لکھ غزل نمبر ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ میں نہیں ہے۔

سوزش میں تڑے عشق کے چھو میں کنواں سب خلوت میں مردوں کی جہن آ کے محل کر  
 مجلس میں اگر جان مند آج آوے او اسوں  
 ہوشم سوں پانی کی نط شمع نکل کر

۱۹

یار مجھ پر ہے مہرباں صد شکر  
 ہے مرے غم کا قدر دان صد شکر  
 صدق میرا ہے اوس اوپر معلوم  
 نہیں ہے میرے میں بدگیاں صد شکر  
 اب نہیں پیو کوں حاجت اظہار  
 اوس پہ سب حال ہے عیاں صد شکر  
 شجر مدعا کوں بار آیا  
 میں ہوا پیو بس میں ہم زباں صد شکر  
 جیوں کے عشق کوں زوال نہیں  
 ہے تر آحسن بے زباں صد شکر

تجہ قدم پر نثار کرنے کوں  
 مری آنکھیاں ہیں درفتاں شکر  
 طالع نیک کے طفیل دل سراج  
 یار پایا ہوں رمزِ دال صد شکر

---



# ردیف ز

دور ہے جب میں شمع محل ناز      کام میرا ہے تب میں سوز و گداز  
 شوق کے پر لگا کے کرتا ہے      قفس تن میں مرغ دل پرواز  
 تجھ کوں ہر دم پکار کہتا ہوں      بے ججائی میں آئمہ طناز  
 صدق دل میں غلام ہوتا ہوں      بندہ پروردگار تو اے غریب نواز  
 عقدہ دل کوں کھولتا ہے تما      عشق تیرا ہے کاشف ہر راز  
 قبلہ رو کی عینوں کی مسجدیں      دل میں کرتا ہوں خودی کی نماز

اے دستارِ آبِ غنیمت نہیں درگاہ

رشتہ زلف میں ہے عمر دراز

۱۱۲۲  
 لے سوں غلام تیرا ہوں۔ س۔ لے ہوا۔ س۔ بوا۔ ۱۔ ۲۹۱۔ ۲۔ جہنوں۔ س۔ وغل۔ ۳۹۱

۳۔ جیوں سوں۔ س۔ وغل۔ ۱۔ ۲۹۱۔ ۴۔ اب خطوط۔ ح



۲

۱۱۲۹ کھینچتا ہے توں نہر یکے تاب پر شیر ناز  
 عشق کے کافر کوں کچھ زنا کی حاجت نہیں  
 مسجد برو میں تیری مردک ہے جیوں مام  
 ملک دل کوں مائے لونا ہے غنیم عشق نے  
 جیوں حنا غم میں کلیجے کا لہو پانی کئے  
 اشک خوئیں کے تارے ہیں مجھ چشم میں  
 شمع کی مانند ہر شب ہجر میں جلتا ہوں میں  
 قدر اس کے حسن کی نہیں جانتا ہر بواہوس

یہ طرح کس نے بتایا ہے مجھے اے بے نیاز  
 عمر لگ بس ہے خیال حلقہ زلف دراز  
 موسمے مژگان مستی مائل کے کرتے ہیں تما  
 گھات میں تہس پر ہے ظالم کی نگاہ بیکہ تاز  
 کر قدم بوسی میں اپنی عاشقوں کو سرفراز  
 تک بھلاک اپنی دکھائے آفتاب دلنواز  
 دیکھ لے صبح جہاں افروز یہ سوز و گداز  
 جیونکہ نابینا کوں نہیں ہے آئینہ کی آئیناز

اے عدس آج اب دل مرا پروانہ بے تاب  
 ہے کہاں و و شمع روئے نازین عشوہ سا

۳

۱۱۳۸ یہاں تک ہے و زلف دراز عنبرین  
 کہ ہونی ہے خاک صنم کے قدم کی مشک آمیز

لہ بتائی۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ لے بس ہے اپر بچو کا۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ ۳۔ مستفاد۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ ۴۔ کیا۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ ۵۔

غنی۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ لے ہے تاب و بے آرام۔ ۱۲۹۱۔ ۱۔ ۶۔ کی گلی۔ ک۔

عجب نہیں جو کرے دعویٰ پریشانی صمم  
 کیا ہے پر یہ میں عمل بے خودی کے حاکم نے خردگر  
 مثال شیشہ کروں کیوں نہ سجدہ ساقی کوں شہار  
 ہجوم اشک میں تھی بھرے ہیں او میں ہیں سہ چہ چہ  
 ہمیشہ خوف میں ہوں اسکی چشم خونیں میں نکاویت  
 شب فراق میں اس ماہتا بڑا کا  
 ہماری آہ ہوائی ہے اشک ہے

۴

قبر میں بھی یاد لے لے یا رہے برج انہوز خاک ہو  
 ہائے رہ گئی دل میں دہشتگیر یوں کی آرزو سبہ تڑ  
 اس وہاں تنگ کی نسبت میں از بس خجل نہیں نظر آ  
 آفتاب آئینہ بگفتش کعبہ پاس ہے ترا کیا مگر با  
 جب تک کس دوفی ہے تب تک ہے گفتگو طوں لطف

۱۱۴۵

۱۔ انجمن کی ذمہ داری ہے۔ ۱۳۹۱ء

بہرہ خط کے سبب میں گرچہ ہے ریجان پویش  
 عاشقوں کا رنگ زرد و اشک گلگوں دیکھ کر  
 تو بھی نافرمانیوں میں ہے مرالالہ ہنوز  
 چھوڑتا نہیں ہے دورنگی و گل رعنا ہنوز  
 بیچے ہم سو دانیوں نے جان کو باطنی کے مول  
 اس طرف کوں گرم ہے بازار استغنا ہنوز  
 گرچہ مستوتی کے رتبے کوں کیسے حاصل ہے کچ  
 بزم غم میں شمع ہو جلتا ہے سر تاپا ہنوز

۵

جگہوں یکدم قرار نہیں ہرگز  
 بزم عشاق میں اسے زاہد  
 نتیجہ بغیر اختیار نہیں ہرگز  
 عاشقانی کہ آج بیکل ہو  
 طاقت انتظار نہیں ہرگز  
 سیر کر گلشن محبت کا  
 گل جنت کوں خار ہیں ہرگز  
 میکشان شراب و شاد کوں  
 روز محشر شمار نہیں ہرگز  
 کوچہ بے خودی میں مجنون  
 سب لیلی سیں عاہنیں ہرگز  
 راز دل کوں رکھا ہونہاں  
 اب تلک آشکار نہیں ہرگز

۱۱۵۴

۱۔ بیونا اختیار۔ ص۔ ۲۔ مجلس عاشقان میں زاہد کی ۱۳۹۱ء اور ص (میں از زاہد ۱۳۵۵ء و)

صاف دامن ہو آرسی کی مٹا ل  
دل میں میرے غبار نہیں بہرگز  
ہجر کی رات میں مثال دستارچ  
اشک غم کا شمار نہیں بہرگز

۴۱

ہے جنبش مژنگاں میں تری تیر کی آواز  
اس تیر میں ہے صید کی تکبیر کی آواز  
مشتاق ہو تجلب کی قصا کا دلکین  
راہنجا کے انصیبوں میں کہا میر کی آواز  
تو خسرو تو با ہے کہ لے ہند میں تاروم  
یہ پہنچی ہے تر حسن جہا تکبیر کی آواز  
حیرت کے مقام میں قانون نوا نہیں  
ہے ساز خموشی لب تصویر کی آواز  
دیوانے کوں مت شو جنوں یاد دلاؤ  
ہرگز نہ سستا او سے زنجیر کی آواز  
پیتا ہوں جدائی میں تری گھونٹ لہو کی  
سن غنچہ دہن عاشق دگر کی آواز

۱۱۶۳

اے جان صد آج آ کہ چنگوں کی خبر پو

سن جاؤ مرے نالہ شیب گبر کی آواز

۴۲

سہتا ہوں سوز عشق کی طبعی آگن ہنوز  
باقی ہے داغ دل میں مرے جلن ہنوز

۱۱۶۴

لے تجھ فریق ہیں کی - سن ۱۳۹۱ء - کہ رہتا ہوں اس آگن میں ہمہ زدن - سن -

شاید ہمارے اشک کی بازش کی ہوئی خمیر  
 کیونکر قریب بلبل دل کی خمیر کوں پا  
 باد نسیم آہیں اے سرو خوش خرام  
 اس لعل آبدار کی تعریف سن تمام  
 برجا ہے پیچ و تاب جو کھاوے مرا بگر  
 مدت ہوئی کہ خواب میں دیکھا تھا زلف یا  
 ہونظر کھلا ہے صد کا وہن ہنوز  
 واقف نہیں دو گل بدنِ سخن ہنوز  
 نازہ ہے داغ دل کا ہمارے چمن ہنوز  
 معدن میں چھپے ہا ہے عقیق میں ہنوز  
 تجہ زلف میں عیاں شکن درکن ہنوز  
 زنجیر یا ہے دل کوں مرو شکن ہنوز

شاید کہ بعد مرگ کریں با و خاص و عام  
 مشہور نہیں آج کا شیریں سخن ہنوز

کیا تعجب گردل عاشق پریشاں ہے ہنوز  
 آرسی ہر چند ہے خوش جلوہ، لیکن ہو خجل  
 زلف مشک آمیز تیری غیر افشاں ہے ہنوز  
 سادہ رو کہے سن کے پرتو میں حیرا ہے ہنوز

لے راز سے دل کا پاکے۔ ۱۔ ہے مرے سوں مراجن۔ ۲۔ رنگیں ہے داغ عشق سوں تن کا  
 ۳۔ عام و خاص۔ ک۔ ۴۔ سن و ۳۹۱ میں یہ شعرا مناد ہے۔ دریا امتیاق کوں آیا ہے پورا آج۔ جاری  
 راجہ پنجم سوں آب نین ہنوز۔ ۱۔ نہیں تعجب گر۔ ۳۹۱۔ ۲۔



# روایات

۱

۱۲۹۰ شتابی لئے شکر لب آم سے پاس مجھے ہے شہرت دیدار کی پیاس  
 شب چہراں میں اس یا قوت لب کی پلک مجھ چشم میں ہے نوک لاس  
 چمن کی سیر کوں جانا ہوں اکثر کہ پانا ہوں ہر یک گل میں تی باس  
 ہمیشہ دور عالم مختلف ہے کہ ہے گردش میں ہر دم ننگوں طاس

دس آج از بس جلا غم کی آگن میں  
 نہیں ہے آتش دوزخ میں دوس

۲

۱۲۹۵ ہر طرف باغ میں ہے گرچہ نمایاں زگس تیری آنکھوں کے مقابل ہے پشیمان زگس

۱۔ سوں لے ساقی ۲۹۱۔ ۲۔ آگے ہجرت میں مجھ کو نہیں ہے آرام۔ ۳۹۱۔ ۳۔ نہیں کیساں ہمیشہ حال عالم ۲۹۱۔  
 ۴۔ لندن ۲۹۱۔ ۵۔ ایک توجہ چشم کے دیکھ۔ ۶۔ ۳۹۱۔ ۷۔ میں یہ دو شعر زیادہ ہیں۔ شہادت کی ہے مجھ کوں تیرا  
 ترے بنائیں ہے ہرگز تیری آس۔ زمانے لاکھا از بس کہ ماتم۔ رنگا ہے نیل میں کئی کوں آکاس۔



شرم میں دیدہ مخمور پری رویوں کے  
 آبِ شبنم میں ہوئی ہے عنقِ افشاں زگس  
 انتظارِ چین و وصل میں اے آئینہ رو  
 مثلِ تصویر ہوئی باغ میں حیراں زگس  
 بھجر کی تیغ کے بسمل کوں نہیں ذوقِ جن  
 زخمِ دل پر ہے اسے مثلِ نمکِ داں زگس  
 مست و مدہوش ہے گلزار میں مانندِ سراج  
 بس کہ ہے شیفتہ زگس جاناں زگس

۳

۱۲۰۰  
 وحشت کوں مری دیکھ کہ مجھوں نے کہا بس  
 مجھوں تو کیا دامنِ ہاموں نے کہا بس  
 ہر درد میں جوں قطب مجھے دیکھ کے ثابت  
 قربان مرے گرد ہو گردوں نے کہا بس  
 گلِ رو کی جدائی میں میرے داغ جگر دیکھ  
 گلشن میں ہر ایک لالہ پرخوں نے کہا بس  
 ہے دامِ پری بس کہ مری آہ کا جادو  
 بے باک ہواؤں چشم پر افسوں نے کہا بس  
 احوالِ دل سراجِ آتشِ حیراں میں تری یکے  
 دل سوز ہو پروانہ محضوں نے کہا بس

۱۔ پری رویاں - ۲۔ آئینہ - ۳۔ تجھ چشم پر ماٹل ہے - ۴۔ میرا ک۔

# رویفش

۱

کیا شرابِ محبت نے دل کے خم میں جوش  
 محبت نہیں جو قیامت تلک رہو بے ہوش  
 خم کے خم کے خم کے نور شہید کی نجالت میں  
 ہوا ہے چاند نقابِ حجاب میں روپوش  
 نہیں علاجِ بحرِ مہم نواز شنس و لطفت  
 نہ ہو سے صورتِ قیامت کے شور میں بیدار  
 تڑپے دو ابرو ہر کون دیکھ حیراں ہوں  
 جو کوئی خیال میں آئے مستم کے ہوائے نوش  
 سردہ دل ہوں زمانے کی سرد مہری میں  
 عجب نہیں ہے اگر مثل شمع ہوں خاموش

گند عقل نہیں آزاد ہے مثالِ آج  
 جو اسکی زلف کے زنا کا ہے حلقہ بگوش

۱۔ لے خاموش۔ ۲۔ لے سخن۔ ۳۔ لے اس چشم کی ہوائے ہوش۔ ۴۔ لے سخن کے کلمہ پہ دو ابرو کون دیکھ  
 ۵۔ لے سورج پر کس نے سنا۔ ۶۔ لے "ہے" تارویح۔ ۷۔ لے نہ نہیں۔ ۸۔ لے پیو کے۔ ۹۔

بس کہ رکھتا ہوں بگر پر دلبر جانی کا نقش  
خوش نہیں آتا ہے جبکوں خامہ مانی کا نقش  
مصر میں سینے کے ہے اڑیں خیال اس یار کا  
مجھ نظر میں جیوں کلفت ہے ماہ کنعانی کا نقش  
بیچ و تاب غم میں سنبل کیوں نہ ہو و آشفقہ ہو  
ہے چمن میں زلف میں تیری پریشانی کا نقش  
ہیں نکلنا ناز میں کوچے کے باہر من ہرن  
اس گلی میں بس کہ ہے عاشق کی پریشانی کا نقش  
سرخ لپک تڑے مائل ہوا ہوں جب سستی  
داغ ہے دل میں کمر عمل بدخشان کا نقش  
اشک میں میر ہے رنگارنگ موج خونِ دل  
یہ لہسم طرفہ ترقی اُٹھ ہوا پانی کا نقش

جیت میں دیکھا ہے تری تصویر ایسے جانِ مدہر کچ  
جلوہ گر ہے آرسی پر رنگ حیرانی کا نقش

۱- بھاتا۔ ک۔ آتا ہے ہرگز کف پانی کا نقش، ۱۳۹۱۔ ۲- ۱۳۹۱ میں مصر عہد پڑھا نہیں جاسکتا

۳- کوچکیر۔ ۱۳۹۱۔ ۴- تہ سوں دکھلایا اس قصہ ویرکوں جان سراج، ۱۳۹۱۔

## رواقص

۱

ہے مکنذ جہاں میں تیں کوں تلاص  
خلوت قدس میں ہے خاص الرصاص  
دل کا در میتسیم پایا ہوں  
بحر معنی کا ہو کہ میں غواص  
شیشہ مے رکھا ہوں نذر بہار  
گل و بلبل میں ہوے اگر اخص  
آپ شمشیر خوں بہا بس ہے  
شہر خوباں میں نہیں رسم تصاص  
صحن گلشن میں دیکھ تجھ قد کوں  
پہر خیاباں میں سرو ہے رفاص  
رخ ہے مصحف بھویں میں بسم اللہ  
زلف تیرا ہے سورہ اخلاص

غم کی اکسیر کے اثر میں مدسراج

سیم خالص ہوا ہے قلب و صاص

۱ ہے۔ س۔ ۱ ہے کہ۔ س۔ ۲ عشق کے فیض کے اثر میں مدسراج۔ س۔

۱ ہے یوقب۔ س۔

بزرگ عشق جاں گداز نہیں کہیں اے خاص  
 جس کے اثر میں رنگ مرا ہے طلائے خاص  
 تجھ عشق کا مریض ہے بیمار دل مرا  
 دے ایسے طیب و صلیب میں کون دو خاص  
 اور عاشقوں مثال مجھے تم نہ بوجھو  
 سب بتلانے عام ہیں میں بتلانے خاص  
 لازم ہے غفل و ہوش میں بیگانگی مجھے  
 درد و فراق نزعہ کون ہو آشنائے خاص  
 نہیں تشنہ وصال کون کوثر کی آرزو  
 دیدار کا ہے شربت او سے مدائے خاص  
 مجھ پر نگاہ تیرے اور لطف عام پر  
 ہے دل پہ مجھ کو کون صنم کی ادائے خاص  
 پروانہ ہے شمع تری شمع حسن کا  
 تیرے سوا نہیں ہے او سے دل ربا کے خاص

۱۔ بیتاب۔ ک۔ ۲۔ مجھ کو نہ بوجھو دل میں دو جیسے عاشقاں مثال۔ س۔ ۳۔ بزرگم نہیں فوق مجھے پونکے  
 ہجر میں۔ س۔ ۴۔ گرم۔ س۔ ۵۔ پیانگی۔ س۔ ۶۔ شمع تری سن کا پروانہ ہے شمع تری۔ س

# رویف ض

۱

۱۲۳۳ ماہل ہوں گل بدن کا مجھے گل سے کیا غرض  
خونیں دلوں کے قتل کوں بیدستی راگاہ بس  
کاکل میرا اس کے بندہ سوں نبل میں کیا غرض  
اس تیغ کوں فسانِ تغافل میں کیا غرض  
دیوانہ جنون کوں تامل سے کیا غرض  
سلطان بے خودی کوں تحمل میں کیا غرض  
بس ہے غبار راہ لباسِ شہنشاہی

جام منے الست میں بے خود ہوں ہمہ آج  
دور شراب و شیشہ پر تل میں کیا غرض

۲

۱۲۳۹ ہو اور محبت کا مجھے مرض  
طیب حال دل سن جا میری غرض

۱۔ دلاں - س - ۲۔ غوں نشاں - ک - ۳۔ جہانی لائری جس کوں ہوا - ۳۹۰۔

۴۔ دوائے وصل بن اس کوں نہیں غرض - س -

کہا ہر جوہری نے لب تو سے ہو گیا  
 نہ یہ جوہر ہے اور یا قوت ہے عرض  
 تری زلف پریشانیوں کے پاس  
 غماز عشق میں ہے پر ہوئی فرض  
 زلیں ہوں مالک گنجینہ نعم  
 دیا ہوں بیس کوں نقد خون قرض

جسراج اب دل کی روپن نکال کر دیکھو  
 کہ زیرِ پافلاک ہے تجھ کوں جیوں آتش

۳۳

عشق کا دل دماغ کا آوازہ ہو محض  
 پیٹنیانی دلہ پیمیب غازہ ہو محض  
 اے نورِ نظر غنچه نظر وصل ہوں آجا  
 وہ پاپ پلک کے نہیں دروازہ ہو محض  
 محض ہو تجھ پہم گلابی کا پلا جام  
 زگرس کے پیسے سستی خمیازہ ہو محض  
 زیادہ کوں نہیں کام بجز شہت عالم  
 اس طبل تہی کا دیکھو آوازہ ہو محض

لکھنا ہے دس آج اس کا بے شمار لی تعینا  
 دیواں کوں رک گل سستی شہیازہ ہو محض

۱۔ کوں۔ ۲۔ اے بھنواں مراب کی صورت میں تیری۔ ۳۔ اے عرض۔ ۴۔ ہے سینہ پو میرے۔ ۵۔ ہے خاطر پو میرے۔ ۶۔ ۲۹۱۔ ۷۔ ہے نین۔ ۸۔ لکھنا ہوں۔ ۹۔ اے کا۔ ۱۰۔ ۳۹۱۔

۱۲۲۲

# روایات

۱

خلاف وعدہ نہویہ نہیں وفا کی شرط  
 نہ ور ہے کہ وفا کیجئے صفا کی شرط  
 کہے ہیں مجھ کوں شہیدوں نے اپنا خون مباح  
 نہیں ہے شہر محبت میں توں بہا کی شرط  
 و خوش ادا کوں ز بس عزم دلربائی تھا  
 ادا کیا نگہ ناز سے ادا کی شرط  
 محیط عقل میں آ عشق رہنماست چھوڑ  
 مگر بہا زو و بانا ہے تا خدا کی شرط  
 حصول مطلب دل ترک مدعا دوسرا ہے  
 کیا حصول جو کوئی اپنی مدعا کی شرط

۱۲۵۹

۱۲۵۹



۲

۱۔ ووزلف ہے تو حرف متنا و سخن غلط

۱۰۵۲

۲۔ اس لب کے ہوتے نام عفتیق میں غلط

۳۔ آیا ہے جب میں باغ طرف دو کتابے

تہ نہیں ہوا ہے صفحہ برگ سمن غلط

۴۔ میٹھے سخن میں وعدہ خلائی کا بول کیوں

ہرگز بول بول اے شیریں میں غلط

۵۔ ڈٹا ہوں اس بہوؤں کے اشارت میں مہدم

ہوتا نہیں ہے سیف زباں کا سخن غلط

۱۔ سخن خط انگے ہے نافہ شک۔ اس۔ ۲۔ ہے تنجہ لبان کول رکچہ۔ اس۔ ۳۔

۴۔ بلبل نے دیکھ باغ میں زسا رگلبدن۔ اس۔ ۵۔ ہر جا کیا ہے۔ اس۔

۶۔ بیچن۔ اس۔ ۷۔ کسول۔ اس۔

۸۔ تنجہ بہنواں۔ اس۔

روشن ہے اے دستارِ سج کہ فانی ہے نہ بجا  
 مطربِ غلط ہے جامِ غلط اِسجمنِ غلط

اعبت - س - اے بزم - س -

# ردیف ط

۱

۱۲۶۹	عمل میں مجھے کیا کام لے واغظ	نشاہتِ قی کا تو نے یہ یا نہیں تمام لے واغظ
	گلے کا سنگِ نخلتِ نیشہ ناموس پر تیرے	عبرتِ عرب کے لٹا ہونوں ذکر بد نام لے واغظ
	بہین سے امتیاز نیک و بد چشمِ حقیقت میں	تیرے کلساں ہوا ہے کفر اور اسلام لے واغظ
	نیاز ہے خودی بہتر نماز خود منائی میں	مگر ہم پینے مخروں سے نیالِ خام لے واغظ
	کلامِ نقطہ علم مختصر ہے سب ممالی کا	بیانِ منطق درسی کون نہیں انجام لے واغظ
	دوشیریں لب کی کر ڈوے بول تیرے میں	تیرے مہاموم کیا ہے لذت و شام لے واغظ

دس کچھ اس کہیہ جاں کے تصور کوں کیا سحر  
یہی درو و سحر ہے اور دعائے شام لے واغظ

۲

۱۲۶۶	ہے محبت کام ہے پر زخم کاری اذیت	کیا بلا اس تیغ میں ہے آبداری الحقیقت
------	---------------------------------	--------------------------------------

لے زور - من - لے پرست گتیرہ میرا تو مختصہ ہے بہت جنتی کا - لے - لے نہیں ہے زہر کے  
لوہار - من - لے کیا بلا ہے تیرا کار - من - میں غول نہیں ہے - لے - لے نول زنی تھی میں گناہوں

کون سین جاں کی طاقت ہے کہ دیکھے اس طرف  
 ہرگز نہ نیر اس کی ہے کٹساری الحفیظ  
 مدین گذریں کہ تیرے عشق کی دکھایا تھا چو  
 دیدہ عاشق کا ہے ناسور جاری الحفیظ  
 خود بخود سپا کجں مت بو تھیو ایہ نظر اب  
 کا پتا ہے دیکھو میری برقعاری الحفیظ  
 اثنیاقِ دلبر گل فام نے مجھ کوں کیا  
 عند لیب گلشن بے اختیار ای الحفیظ  
 داغ ہو طرز تغافل میں تری الالہ رو  
 قبر میں لے جاؤنگا یہ یاد گاری الحفیظ  
 چوں تینگ آتش میں تیرے عم کی جلا ہو آج  
 شمع رو آد دیکھ اس کی جاں شاری الحفیظ

لے تیرک - لے پوجیو سح - آشتابانی - س - آ - ص و غ کے اضافہ اشعار -  
 سنگ رسوائی کا ہے شیشہ ناموس پر بس کہ نغم نے دیا پراختیاری الحفیظ - جیستی باربدائی نے کیا ہی غم مجھے نینوں  
 پیرچوں ہوا جو کون بھاری الحفیظ لے درد ریاحوی سیر کر آب رواں چشم کے چشموں ہوئی جاہی الحفیظ - شوق میں  
 تجھ کوں کہ انکھیاں ہیں سخن - ہوقیات بایلا یا انتظار ای الحفیظ - تیرنگا تیرے ٹکڑے کیا بھول مرا کیا بلا دوس تیغ  
 میں جو آب واری الحفیظ -

# رویفاع

تجویر رخ کی تاب کیونکہ ہوں بے قرار شمع  
 بے شمع رو کی یاد میں نسو شہر و نشان  
 مجلس میں دل جلوں کی نشانی اصبح رو  
 نو خط کے رخ پر آئیں بجاں کوں کیونکہ کر  
 چہرے میں اس کے نہیں عجب گرفتار چلے  
 عالم کے ماہ رو میں تر سامنے کاف  
 دیکھا ہے بسکہ اس گل خزار کو کدھر لے جا  
 بلقی ہے نرم عشق میں پروانہ وار شمع  
 فانوس شہیم زار میں ہیں بے شمار شمع  
 ہر شب ترسے فراق میں ہے اشک بار شمع  
 نکھتی ہے دو آہ میں خط غبار شمع  
 اس ماہ رو کے سامنے ہے شہر سار شمع  
 بے نور میں سورج کے مقابل ہزار شمع  
 آنکھوں میں ہے چنگ کی مانند خار شمع

۱۳۹۹

۲

چمن میں بستی و دوبہ خوش قدم ہوا واقع  
 پر بلبل نہال گل پہ دست رو ہوا واقع

۱۳۰۳

۱۔ لے کھ کتاب دیکھ کے ہے۔ س۔ لے فانوس میں انکھیاں کی ہونے کل ہزار شمع۔ س۔ لے ایک توجہ خیال  
 میں ہے شہر خوش نشان۔ س۔ لے شعلہ ک۔ لے آہزم ناشنقاں میں نشانی اصبح رو۔ س۔ لے ۱۳۹۱ میں  
 یہ شعر زیادہ ہے۔ تیرا حال دیکھ کے خواباں غل ہو۔ بے نور ہے سورج کے انگے چوں ہزار شمع۔ س

نظر بجز بے بین کی کھا ہو جھلک اس حروشن کی  
 تماشا کے حقیقت ویدہ ظاہر میں مکن نہیں  
 اڑا ہوں حق کے تحت سلیمانی پہ شادی میں  
 حم زلف سے جیم و دہن میم و الف بینی  
 حقیقت کے چمن کے باغبان نے خار و گل یویا  
 جہاں لگ گلشن عالم میں نیک بہار واقع  
 مرادوں رو تناسل ایت سرمد ہوا واقع  
 ہماری آنکھ کے پردوں میں گویا سہ ہوا واقع  
 مرے سر جہ میں تاج سایہ احمد ہوا واقع  
 کہ جس پر خوشنما ابر و تری کا مد ہوا واقع  
 ہوا معلوم ہو مجھ کوں کہ نقد ہوش کھو و گیا  
 مدسرا ہج ایت خودی کے ملک کا سرمد ہوا واقع

۱۔ پردہ آنکھیاں سوں ۱۳۹۱ء - ۲۔ ہوں ۱۳۹۱ء - ۳۔ نین میں صا و جیم آنکھیاں ۱۳۹۱ء -

# رویف غ

پایا ہوں اس جہاں میں عجب یار بیدریغ  
 ہے جس کا نام شوخ و ستمگار بیدریغ  
 بیدریغ دستِ طبع کسی درد مست رکوں  
 جیسا مجھے ملا ہے وہ درد آری بیدریغ  
 شاید کہ صیبا عاشقِ وحشی کا عزم ہے  
 کہو لا ہے دام زلفِ گرہ دار بیدریغ  
 خوش چشم کے خیال نے از بس دیا داد ہے  
 ز گس نے اپنا جہاں یا ہا بیدریغ  
 پھینٹا رنگا ہے سرخ شہیدوں کو خون  
 سر پر تھیا ہے پھر او سے لدا بیدریغ  
 ہرگز نہیں کسی کی طرف مہر کی نگاہ  
 ہے کس قدر روز گس بیمار بیدریغ

سوز دلِ دلہن سچ طرف دیکھ شعلہ رو  
 اب خوب نہیں تنافل مہر بار بیدریغ

لے جگ میں۔ س۔ کہ یہ طبع کسی درد مندوں۔ س۔ طبع جو ۱۲۹۱ اور ۱۲۹۲۔ دل آزار۔ ک۔ گے س ۱۲۹۱

میں اس کے بعد اشتہار زیادہ ہیں۔ از ہی میں توفیق کا شکر ہوں مرا۔ لاچار ہو کہ نہیوں کوں دیا ہا بیدریغ۔ میرے  
 انجو کاوند نے تم سوں ائے نم۔ تصور ہو ملک کی چندھا اور بیدریغ۔ ہر بار اپنے بیار سوں حال سراج پوچھ۔ س ۱۲۹۱ میں  
 اماند ہیں۔ امید زہ سو سوں ہر کا نگاہ۔ نیش نگاہ لاجی یہ نکر وار بیدریغ۔ ہوا شام سے سٹی۔ پتا ہو گیا۔ ال ایکے لوسیا جو اور انکا بیدریغ لے کچھ میں

۲

۱۳۹۳ عیاں ہے سینہ عاشق میں عاشقی کا داغ  
 کہ بیوں کہ پرودہ فانوس میں عیاں چراغ  
 کیا ہے حق نے تجھے آفتاب عالمگیر  
 نہ پاوے ذرہ معدوم عقل واں کا سراغ  
 مثال شانہ جو کئی سینہ چاک ہے دام  
 کند زلف میں تیری نہیں ہے اس کون فراغ  
 گلی میں یادگی ہر بولہ ہوس کوں بار نہیں  
 کہاں ہے گلشن فردوس میں رسائی زراغ  
 نہیں دسراج کوں گلشت باغ کی خویش  
 خیال عارض گلرو ہوا ہے اس کوں باغ

۳

۱۲۹۸ بے جا نہیں اگر رو کر کے سیر باغ داغ  
 پایا ہے جس نے کوچہ دل میں سراغ داغ  
 مانند لالہ گلشن رنگین عشق میں  
 تار و زخم شہ مجھ کوں نہ ہوئے فراغ داغ  
 صحرائے بے خودی میں فاقیت کے واسطے  
 لالہ سیتی کیا ہوں مقرر جناغ داغ  
 دیکھا ہوں کہ گردش چشم پر ہی زباں  
 لب ریز ہے شہ زاب جنوں میں ایباغ داغ  
 اس لالہ رو کے ہجر کی آتش میں لے دسراج  
 روشن کیا ہوں شہ غم میں چراغ داغ

۱۔ عشاق میں پرہ۔ ۲۔ میں ہے نور۔ ۳۔ نہ پاوے ذرہ معدوم شہ گل د کا سراغ۔ ۴۔ لے رکھا ہے  
 ۵۔ شہ شوخ۔ ۶۔ نہ کہاں۔ ۷۔ شہ خوباں۔ ۸۔



# رولفات

۱

عاقلم کون نہیں روا کہ کرے عاشقی کی لاش  
دیوانہ جنوں کوں ہے تقصیر سبب  
منظہر میں کیا نظم ہو رہے مظہر کے نور کا  
صورت میں جا کہ کعبہ معنی کا کرطوان  
عکس جمال دوست او سے آشکار ہے  
دین میں دل کے زنگ کہ ویر کیا بوسنا  
بن دوست اس متاع کا کوئی مشتری نہیں  
یا قوت دل میں آہ کے موسیٰ ہوا شکاف  
ہر دم نگہ کی تیج میں دو اس پہ مجھے  
تجہ چشم کا نیام از بس کہ خوش غلاف  
عزمت نشیں کی نام کوں شہرت خلق میں  
اسبات کا گواہ ہے عنقائے کوہ قاف

۱۳۰۳

جو صلح کل کی راہ میں وقف ہے اے ہجر کج  
بہنیں نیک و بد کا اس کی نظر بیچ اختلاف

۲

ستم کا نام ہے عالم میں معروف  
میں دیکھا اس صفت کی تم ہو موصوف

۱۳۱۰

۱۔ عاشق - میں - اے عیاں ہے او سے یہاں ۱۳۹۱۔ اس شعر نے ثانی بیچے کے شعر کا دوسرا مصرعہ ہے۔ گے خیر باد کوئی - میں - گے جگ میں ہیں -

چھڑایا شہر آنکھوں نے تمھاری  
کیا اس سرِ وفد نے گل کا وعدہ  
دیکھ کر کئی غزالوں میں ہے مالوف  
قیامت پر زبا ویدار موقوف  
لکھوں جب جبرہ زریں کے میں وصف  
دوانوں میں بھروں مقش کا صوف  
صبا بیل کوں کہہ سب کہوں مضمون  
کتابت کی ہے بوغنیوں میں طوف  
طواف کعبہ معنی کوں جا یار  
نہ کہ صورت میں یہ اوقات مصروف

مدسراج اس گک کوں کیا جانتا تھا

کیا یہ راز پروانے نے کشف

۳۱۱

۱۳۱۷

دیکھا ہے جس نے یار کے زسار کی طرف  
آئینہ دل کی چشم میں نور جمال دوست  
ہرگز نہ جاوے سیر کوں گلزار کی طرف  
روشن ہوا ہے ہر در و دیوار کی طرف  
منظور ہے سلامتی خوں اگر تجھے  
مت دیکھ اس کی زگس بہار کی طرف  
وہاں نہیں بغیر تو ہر شمشیر خوں بہا  
زاہد نہ جاوے و ظالم تو بخوار کی طرف  
ہے دل کوں عزم چوک امید وصال  
دیوانہ کا خیال ہے بازار کی طرف

کیا پوچھتے ہو تم کہ ترا دل کدھر گیا  
 دل کا مکان کہاں؟ یہی دل دار کی طرف  
 پروانہ کوں نہیں ہے مگر خوفِ جانِ مسراج  
 ناقص چلا ہے شعلہ دیدار کی طرف

۴

شمالِ علقہ زنجیر ہے زلف      بلائے جان ہر شخیر ہے زلف  
 قیامت لگ خلاصی نہیں ہے مکن      دل عاشق کی دانگیں ہے زلف  
 ہوئے حل مشکلاتِ سورہ انور      کتابِ حسن کی تفسیر ہے زلف  
 دیا ہے صفحہ خرد کوں زریب      عجیب یہ خوش مذاخیر ہے زلف

لھیب چشم ہے خواب پریشاں  
 مسراج اس خواب کی تعبیر ہے زلف

۱۳۲۳

۱۔ ۲۹۱ کے اصنافِ اشعار۔ احوال و کچھ جدول بے تاب کا ہیں۔ آٹھ طیب عاشق: یار کی طرف، اسلام کوں کیا کفر

دیکھا ہے جن نے بیوکے زنگار کی طرف، بے ہنر زبوں کہ و چند بدن مرا۔ اس کوں نظر نہیں دل ہمدار کی طرف +

بیر کا بہا حسن بدل جو دیا مسراج۔ آہر سوں شتاب خریدار کی طرف + لہ بلبرجان ہر شخیر۔ ۳۰۔

بلائے جان ہر شخیر۔ ۲۹۱۔ ۱۔ کے تک۔ ک۔ لہ یو۔ ۳۰۔ ہے۔ ک۔ ۱۰۔ ۲۹۱۔ ۱۔

۱۳۲۹

ہر ادا نظام کی پیاری ہے، تکلف برطرف  
 دل و دل ہرگز قیامت لگ نہیں ہونے کا صفا  
 کام میرا جاں نثاری ہے، تکلف برطرف  
 عاشقی کی یادگاری ہے، تکلف برطرف  
 بے طرح کا زخم کاری ہے، تکلف برطرف  
 کس بلا کی بے قراری ہے، تکلف برطرف  
 شاہ خوباں کی سواری ہے، تکلف برطرف  
 ہر کلیجے کی کناری ہے، تکلف برطرف  
 ہر ادا نظام کی پیاری ہے، تکلف برطرف  
 عشق کوں قتل کرنے، ناز کے تو سن پہ آج  
 تجھ نگاہ باجیا کی ہول لے ابرو کساں  
 قصہ غم گر لکھا تجھ کوں تو برجا ہے دس آج  
 عالم بے اختیاری ہے، تکلف برطرف

لے ختم - ۳۹۱ - ۱ - آہ نہ جاو بیگے سخن ۳۹۱ - ۱ - آہ عاشقاں - ک - آہ ۳۹۱ - ۱ - کا اضافہ شعر -

بس غم جاں دیتا ہے ششماہی لے خبر - تجھ پرہ کا وار کاری ہے، تکلف برطرف -

# روایف ق

ہے مرے پراندنوں میں کس بلا کا اشتیاق  
 دو زخمی کوں ہے ہرشتِ دلکش کا اشتیاق  
 ہے عبتِ آئینہ عالم ناکا اشتیاق  
 انہما میں چاہتا ہوں ابتدا کا اشتیاق  
 ہے کسی کے پانوں کو زنگِ جنا کا اشتیاق  
 دل دہی کے واسطے ہے دلریا کا اشتیاق  
 سورہ وایل کو لے واضحی کا اشتیاق  
 جس طرح آکاد کو ہے کہر با کا اشتیاق  
 تشہ لکوں پوچھے آب بقا کا اشتیاق  
 تو وہ دل کوں ہے تیرے خطا کا اشتیاق  
 بیہوشیِ عالم رکھتا ہے رضا کا اشتیاق  
 رام کرتا ہے غزالوں کوں صدا کا اشتیاق

دم بدم رکھتا ہوں اس لفِ دونا کا اشتیاق  
 ہے دل پر سوز کوں میرے خیال کوئے دوست  
 صافی دل ہے جمالِ ذاتِ مطلق کوں محیط  
 وصل میں راہت ہے لیکن ہجر کی لذت کہاں  
 مجھ دل پر خونوں ہے مصححِ عالی کا ورد  
 ہو نہیں سکتی مری اور دل کی اب صحت براد  
 شامِ غم کوں ہے لمبیدر صبحِ عشرتِ دم بدم  
 چاہتا ہوں دلبر ہم زنگِ سین اور کرملوں  
 کیا کہوں میں کس طرح مشاقِ دل یار ہوں  
 ناکہ نڈاز کمان برو کہاں ہے جس کے بن  
 سجدہِ حمویتِ عاشقِ گواہِ حال ہے  
 شوخ چشموں نے کیا زخمِ آہ دردِ آلود پر

عذیب دل مرے کون ہے نزانِ ہجر میں گلِ بکن یعنی بہارِ مدعا کا اشتیاق  
 بیخہ بے طاقتی سین جانہ دل چاک ہے ہے کسی گلِ چہرہ رنگیں قبا کا اشتیاق  
 اے مدراج اس شعلہ رو پر خاک ہو جانے نیر  
 کیا چلے پروانہ بے دست و پا کا اشتیاق

۲

۱۳۵۱

ہے نکلی بخشِ جبین پر تو اسرارِ عشق تیس میں دل میرا ہوا ہے مطلع انوارِ عشق  
 لیلی گلِ چہرہ مقصود کون پایا ہے جو ہوا ہے مثلِ مجنون بلبل گلِ زارِ عشق  
 اسکو آفتاب توادت میں نہیں آسب کچھ جس کوں تعویذ گوسے دل ہوا طومارِ عشق  
 منزل ل کون بنیاد و ست رہنے کے تیل لے مرے آنسو کا پانی گردِ غم معمارِ عشق  
 ہے خیالِ شہمِ خوباںِ رغنِ بادام او سے بستر بے تابی دل پر جو ہے بیمارِ عشق  
 بید خوانی نالہ و فریاد کی ہے صبح و شام جس برہن کون گلے کا ہار ہے زنا رِ عشق  
 بے خیر ہے محفلِ کونینِ سین مثلِ مدراج  
 جو ہوا ہے بے خودی کے جام میں شہارِ عشق

۱۔ اے بدل ۲۹۱۔ ۲۔ بس کے غم کی گردِ ہوا میں مہارِ عشق ۳۹۱۔ ۱۔

۳۔ اس کوں شب ہے بید خوانی نالہ و فریاد کی ۳۹۱۔ ۱۔

مجلسِ حسرت میں جو کوئی کہہ سانسِ فراق  
 چشمِ عاشق میں نمایاں قطارِ اشکِ گرم  
 جب میں میرے زخمِ دل پر ہے تیرا حقِ نمک  
 کشتیِ ابرو دکھا اب ناخدا ترسی نہ کر  
 ناوک اندازِ کمانِ ابرو کہاں جس کے بن  
 کیوں نہ ہوے جمعیتِ دل، مایلِ آسِ شفقِ نکل  
 کیوں ہوے لختِ جگر ہیں نمک انِ فراق  
 آتما شاؤدیکہ روشن ہے چراغانِ فراق  
 کھینچتا ہوں تب سنتی میں بارِ احسانِ فراق  
 حدیں گزرا ہے مگر پر شورِ طوفانِ فراق  
 پہلوئے دل میں لگی ہے نوکِ پیکانِ فراق  
 ہات آئی ہے اسے زلفِ پریشانِ فراق

تجوئے تغیر اے شمعِ بزمِ نازِ جلتا ہے جس آج  
 حُسن کے پرتو میں روشن کر شہستانِ فراق

لے تجو پرت کی بزم میں جو کوئی ہے۔ میں۔ کے اشکِ غونی جلوہ گر مجھ میں سوں ہے اے سخن۔ میں۔ کے میردک  
 کے لے سخن اب مجھ پر گزرا حدِ طوفاں میں۔ ہے باج۔ میں۔ لے باہ۔ ک۔ لے بنا۔ میں۔

# ردیف ک

۱

۱۳۶۵ دیا سخن کون تری زلف نے اضافہ مشک  
و فور بوئے محبت نہاں نہیں رہتی  
بہال تجھ میں ہے جاگیر بوئے نازہ مشک  
مثل ہے راست تنگ ف ہے قیام مشک  
بجا ہے اس کوں اگر میں کروں نفاذ مشک  
لکھا ہوں خط میں ترے خط عنبریں کی صفت  
عروس حسن کوں گویا کہ ہے محافظہ مشک  
رہی ہے بھوم گھٹا زلف کی ترے زرخ پر  
لکھا ہے کاکل مشکیں کے وصف پس کہ ہر آج  
ہوئی ہے اس کے آرسیں دوات نازہ مشک

۲

۱۳۷۰ ظالم مرے جگر کوں کرے کیوش بھانک بھانک  
پوتھی خیال یار کی آئی ہے جب سے ہات  
سیکھا ہے دو گمہ کا پٹا اور ادا کا بانک  
دل کے ورق پتہ پستی لکھا ہو غم کی بانک

۱۔ کا وصف۔ ک۔ کے وصف۔ ۲۔ کی۔ ک۔ ۳۔ جس دن سوں باپتھا ہوں میں پوتھی یرمک۔ مں۔ شعری  
بجاس میں کا شعرا سطر لکھا ہوں جگر کا صل بڑا ہوں پیانے کا ج۔ انگشتری کوں دل کی محبت کا دے کو دانگ۔ ۴۔ میں لکھا ہو گا  
ک۔



انگشتری کونل کی بنایا ہوں نذر یار      لغت جگر کے لعل کونال لغت کا دیکھو ڈانگ  
 آتا ہے یاد پھول کے دیکھے سیں گل بدن      عاشق کا تپ بستی ہے بڑے بلبلوں کی ہانگ  
 جان جہاں کا ذوق اگر ہے تجھے مدرس آج  
 پنہاں نگاہ غیر سیں پر زمین ل کے جھانگ

۳

کوئی مرا بیخام لے گیا وے اگر موہن تک  
 فرسٹ نکل پر ترے بن بھگنوں یہ آتا نہیں  
 زندگانی تجھ پرہ میں خوش نہیں آتی مجھے  
 مجھ نظر میں شتاب سے نور چشم عاشقاں  
 سائے عالم کے شکر لب شرم میں پانی ہوئے  
 مہر سیں امیر ہے شاید کہ دیکھلاوے جھلک  
 خار ہوتا ہے مہر سیں آنکھوں میں ہر مہرے پلک  
 جان تجھ کو گر کہوں تو نہیں ہرگز اس میں شک  
 گل پڑا ہے میری آنکھوں میں نہیں یہ مرہک  
 دیکھو اس شور و شہرت کی ملاحت کا مانگ

۳۷۵

۱۔ کاوے کا ڈانگ، ۵۸۳۔ ۲۔ جام جہاں شوق، ۵۸۴۔ ۳۔ شوق، ۵۸۴۔ ۴۔ سلسلہ ہے جو انھیساں  
 میں ہر، ۵۸۵۔ ۵۔ ہے کر کر تجھ کوں کہوں۔ ۶۔ سارے جہاں۔ ۷۔ جگ کے سب خواں شکر۔  
 ۸۔ اس کے بعد یہ دو شعر اضافہ ہیں۔ نوک حیران، ایک کبک اور کبک اس منظر حیب سوئی کھیا سوئی کشتن میں تیرے قدی  
 کیوں نہ تیرے تاراج ملک صبر و طاقت اسے سران، ۹۔ پیلو باغ غنیمت بھر نے غم انک۔ ۱۰۔ شوق کے کھ کے۔ ۱۱۔

بھیجتا ہے تمہاریوں کے ہات میں پیغامِ عجز  
 جب میں دیکھا سر و گلشن میں تجھ قد کی لٹک  
 گل نہ کر میرے چراغِ صبر کوں جانِ دل آج  
 طرز بے رحمی سے ہرگز اپنا دامن مت جھٹک

۴

سینہ صافی کی ہے جیسے عینک  
 اسکوں دیدار بار ہے مینک  
 صفحہ دل کوں داغ کی کر مہر  
 عشق کے شاہ نے دیاد تنک  
 رہ زینِ عقل میں نہیں دسواں  
 ہوں حمایت میں عشق کی تینک  
 بواہوس سوز دل کوں کیا جانے  
 نہ چلے ہرگز آگ میں ابرک  
 غیر کا نقش، غیر نقشِ نگار  
 صفحہ دل سنی کیا ہوں حک  
 شور ہے بس کہ تجھ ملاحظت کا  
 دل ہمارا ہوا ہے کانِ مذک

گر جلا چاہتا ہے منہ شل دل آج  
 اے دل اس شعلہ رو کی دیکھ جھٹک

۳۹۱ اور میں اس کے بعد یہ شعر زیادہ ہے۔ آرسی شرم میں نہ ہوئے کیوں آس۔ دیکھ کر  
 بیوک صحن کی جو دمک۔

۵

ترسے بن ہے آنکھوں میں طغیانِ اشک      بلا یا قیامت ہے طوفانِ اشک  
 ہر ایک قطرہ کیوں ڈرکنوں نہ ہو      برسنے لگا ابر نیسانِ اشک  
 مجھے رات دن دولتِ عشق میں      میسر ہے عملِ بخشانِ اشک  
 نہیں عملِ وگو ہر کامشہ آق، وو      ہو جس کوں موجود سامانِ اشک  
 کہاں ہے مرا شمعِ روا سے      سر آج  
 کہ جس بن ہے روشن پر اغانِ اشک

۱۳۸۹

۱۔ ہو جب میں پر باجِ طغیانِ اشک۔ اور کتاب سون، کہاں میں طوفانِ اشک۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۱۔  
 برستا ہے نت ۳۹۲۔ ۱۔ ۲۔ نہیں حاجتِ عملِ وگو ہر مجھے۔ میسر ہے عملِ بخشانِ اشک۔ ۳۹۱۔  
 ۳۔ ۳۹۱۔ ۱۔ کے اضافہ اشارہ۔ کلمہ سیم تن کوں جہا حوالِ دل۔ کتابتِ کتابتِ زرفشانِ اشک۔  
 سر آج آج انکھیاں میں فانوس میں۔ پر این ہے روشن پر اغانِ اشک۔

# رویف گ

۱

۱۳۹۴

گذر ہوئے اوسے البتہ نور مہر انور کا ہے  
 نہیں دیکھا ہے جس نے شامِ حیران کی گتہ کا  
 جو ہے دستِ معیت، ناناوادے میں ترغم کے  
 خرد کے شہر کے ساکن کولاف عشق بے جا ہے  
 جسے ہے دستِ سن مانند شبنم دیدہ ترنگ  
 نہ پہنچا ہات اسکا یار کی زلفِ معتبر گگ  
 رہ گیا سلسلہ آفسو کا جاری روزِ محشر گگ  
 تفاوت ہے برا دھر یہاں میں تابی کے کشتور گگ

اس آج اس جوڑیکر کا ہوا ہے دل میں پروانہ

ہیں دیدار کے پیاسے کوں ہرگز کام کو ترنگ

۲

۱۳۹۹

ہمارے اشکِ جگر گوں میں اے بتِ تیزنگ  
 گلِ گلاب کی حیوں آس پاس ریجاں ہے  
 عجب خیال کی مجلس میں ہو رہا ہے رنگ  
 عیاں ہوا ترے رخسار پر خطِ مشب رنگ

۱۔ کہ میں رویف تک ہے۔ ۲۔ نہ پہنچے ہات اوس کے ۳۹۱۔ ۳۔ آنجو کا سلسلہ ۵۸۴۔ ۴۔ تیرا دھر ہر یک

۵۔ سچ کے دونوں میں کیا بلا ترنگ۔ کہ جس کوں دیکھ ہوا ہے تمام عالم رنگ۔ ۳۹۱۔ ۶۔ کھچپہ

۳۹۱۔

نہ ہوئے ساغر لبریز مئے سببیں رفعِ خمار  
 تڑے دہن کی مٹی سے مجھے ہوا مسلوب  
 خیالِ شبنمِ شہم ہے مجھے شرابِ فرنگ  
 خدا کے واسطے مجھ میں کشادہ ابرو مل  
 نمازِ شام کا ہے وقت اب نہایت تنگ  
 تڑے دہن کی قسم ہے ہوا جی میں بہ تنگ  
 تڑے خیال نے سینہ میں آگیا ہے سُرنگ  
 عجب نہیں ہے اگر لیوے قلعہ دل کوں

دیکھا شتابِ تنی شمعِ روم را بار سب  
 کہ جس کے غم میں جلا ہے دس کراچِ مثلِ تنگ

۳

۱۲۰۶ موہن ہوا ہے سبز برن سسبیں پاؤں لگ  
 تہ لعل لبِ سری کا نہ پایا عقیق کوں  
 دستا ہے جذبہ کوں سرو چمن سسبیں پاؤں لگ  
 دیکھا اگر چہ کان میں سسبیں پاؤں لگ  
 پیارا لگا آنکھیاں میں جن سسبیں پاؤں لگ  
 بھڑکی ہے تہ برہ کی اگن سسبیں پاؤں لگ  
 بتلی نمن نین میں کرے جاتو ہے بجا  
 مہتابِ رو کوں دیکھ کے میں زندہ دل ہوا

۱۔ کہ بیوں۔ ک۔ ۱۔ ۱۹۱ کے اضافہ اشعار۔ نہیں ہے بد نظر محو کوں ابرجگ میں۔ جنوں کے دشت  
 میں دشت کوں نام آور کہا ک۔ سجن کی یاد میں از بس کہ صافی دل ہوں۔ خیالِ غیر ہے جودل کی آہی پر تنگ  
 ۲۔ ۱۹۱ اروس۔ و سبب ۱۹۲۔ لازم ہے اب کتناں تا کفن سروں پاؤں لگ۔ س۔

کب ہم کوں چھوڑ مجھ سوں دل آرام آرام ہوئے  
 ہے شوں چہنم شل بہن سر میں پاؤں لگ  
 لالے کے پھول کیوں نہ کھلے دل کہ باغ میں  
 لازم ہے اب کتناں کا کفن سر میں پاؤں لگ  
 تیرے عرق کی تشرم سوں سے معدن حیات  
 پانی ہوا ہے درِ عدن سر میں پاؤں لگ  
 لایا ہوں نذر دل کی انگوٹھی کون کر قبول  
 غم کے خڑے میں جس کوں تن سر میں پاؤں لگ

ہو کال پر گشتا ہے مرے دل بے غم ہر ساج  
 اس چاند کوں لگا ہے گہن سر میں پاؤں لگ

لالے کے پھول میں ہیں چین میں کے باغ کوں۔ بھڑکے ہے تیرہ کی گہن سر میں پاؤں لگ۔ س۔

# روایات

۱

۱۳۱۵

زہر کا گھونٹ ہے یہ شربتِ خوشنابِ دل  
سختیِ باجِ بدالی کی نہیں تاب مجھے  
بھیک دے کاسہِ سرہات لئے پیچہ تاروں  
دیکھ کر خالی رخِ یار ہوا یوں مسکوم  
یارِ واعیاد کی صورت میں ہوا ہے بیزار  
چشمِ عبرت میں تماشا ہے جہا کرتا ہوں

ہے بلا نوش کا کام اہل ہوس کوں مشکل  
سگدل نے میرے سینے پہ دکھا ہجر کی سل  
آسانے پترے شوق کے ہو کر سائل  
سفرِ اوجہت میں خطر ہے تل تل  
مٹے یکت زنگی و قد جو پیا یار سین اہل  
خاک و خاک ہے یہ انجمن گل در گل

ہاتفِ غیب میں یوں کوں بشارتِ آسج

مائل یار جو ہے یار ہے اس کا مائل

۱۔ ۲۹۱۔ لے جز بلا نوش ہر یک کوں ہے لئی مشکل۔ ۲۔ کاسہ چشم کوں لے بات دس منگتا ہوں

۱۔ ۲۹۱۔ ۲۔ یار واعیاد کی۔ ۵۸۳۔ ۱۔ کسے پیہم بدو میں

۱۔ ۲۹۱۔ دل میں جو پیا پائی ستے تل۔

۲

۱۳۲۲

ہے ترے حسن میں زبس کمال  
نظر آتا ہے بدر، مثل ہلال  
ہے گل گلشنِ محبت کے  
دلِ زخمی میں تیرے نمک کی بھال  
تسلی لب کوں دکھا جمال رک ہے  
خط ترے لب کا مورج آبِ لال  
اس کوں نسبت ہے زلفِ سبزی  
جو ترے غم سین پر نشاں حال  
اے صنم یہ فقیر رکھتا ہے  
ایک دیدار کا ترے سین سوال  
مصحفِ حسن کو شاکہ ہوا  
تیری زلفوں میں بن گیا شکل

سرو کے فاختے اڑے ہیں سراج

دیکھ گلشن میں سرو قد کی چال

۳

۱۳۲۹

آہ میری ہے صورِ اسرافیل  
جل گئے جس سبب پر جبریل  
تیری ابرو کی تیغِ پیاسی ہے  
آپلائون عاشقاں میں سبیل

اے مجھ کوں دستا ہے بدر - س - اے پلک - س - اے جیوں - س - اے ہوں -

س - اے تک - ۳۹۱ - اے ہے - ۵۸۴ - اے -



جو ہوا ہے شہریتِ رنجِ یار کعبہ عشق کا ہے اسمعیل  
 عشق نہیں زاہدوں کی قسمیں صرف آفتِ برکوں ہیں تبدیل  
 گل میں نسبت نہیں ترسوں کو کیا ہے تجھ قد میں سرو کوں مقبول  
 مار کو یا اپنے زلف میں تیر ہی توں پہنیل کے ہے علامتِ نیل

مت ہو غرور زندگی میں دستِ آج

آمد و رفت دم بنے کوں نیل

۴

بات کروں سنی حجاب نکال نچو نچ لب سنی گلاب نکال  
 شبِ بھراں کی تیرگی کر دور حسنِ تاباں کا آفتاب نکال  
 بیتِ ابرو کا درس دلچسپوں کو فردیوانِ انتخاب نکال  
 بو اہوس بند عقدہ غم ہے زلفِ مشکیں میں پیچ و تاب نکال  
 منحصر نہیں ہے گوشہ گیر کی پر دل میں کیسے ہو حساب نکال  
 تکیہ جھلی سسر مانے رکھ لیکن آنکھوں میں اپنی خواب نکال

۱۳۳۶

مستی عشق گر تجھے ہے سدا سراج  
نشیستہ چشم میں شراب نکال

۵

۱۳۴۳ خواب غفلت میں ٹھاویدہ بیدار کھول  
مجھ پر اے محرم جاں پر وہ امرار کھول  
عقل کے دامن میں صید گرفتار کھول  
دل کو اب دامن صحرائے جنوں یاد آیا  
طرہ یارستی عطر کی ہنکار کھول  
لے نسیم سحری بوئے محبت لے آ  
نشتر غم میں گہ ابر گہر بار کھول  
آرزو ہے مری آنکھوں میں روا ہوں آنسو  
لے غم قافلہ سالار نکال اس بار کھول  
میں خریدار ہوں جس جنوں خاطر خواہ  
نفس غم میں دل افسردہ رہوں گا کب گات

قصہ درد کو انجام نہیں مشکل سدا سراج  
غم کے دفتر کو لپیٹ آہ کے طومار کھول

۶

۱۳۵۰ ہے تجھے آنکھوں کے گرفتاروں میں دل  
کیوں نہ ہوئے مشہور بیماروں میں دل

۱۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ کہ آنکھیاں سوں آنکھو جاری ہوں ۱۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ ہوئے ج۔ ۴۔ مجھ خریداروں کوں د۔  
۱۳۹۱۔ ۱۔ ۵۔ تک ۱۳۹۱۔ ۱۔

ان بہنوں کے زخم کی لایا ہے تاب	خوب جا سمہلا ہے تلواروں میں دل
مجہ پریشاں کی طرف پھوکیوں کر آنے	ہے ترے گیسو کی مہر کاروں میں دل
فوج کرتا ہے تو پورا فوج کر	بے طرح اب چور ہے داروں میں دل
ہیں قیامت چشم دار و خط و خال	قید کیوں کرتے ہو لاچاروں میں دل
ہر کسی کوں مت سوار ہی میں رکھو	بس ہے ایک اپنا جلو داروں میں دل
شعلہ رجب سے نظر آیا نہیں	لوثا ہے شب سیران زگاروں میں دل
اس کے کوچے میں لجت کر جی لیا	ایک ہے عالم کے عیاروں میں دل

گل بدن شاید نظر آوے سدا ج  
راش دن پھرتا ہے بازاروں میں دل

۷

راہ سیدی ہے ولے راہ کوں پاناں شکل	ہر کسی کوں گذر عشق میں آناں شکل
جب کہ پانی میں لگی آگت سجھاناں شکل	کس طرح کیجیے فکر شہراشتانی اشکات

۱۳۵۹

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۴۔ ۳۹۱۔ ۵۔ ۳۹۱۔  
۶۔ ۳۹۱۔ ۷۔ ۳۹۱۔ ۸۔ ۳۹۱۔ ۹۔ ۳۹۱۔ ۱۰۔ ۳۹۱۔

زور نادر ہے ترے پیرہ نگدار کی سچ  
 جس طرح دل میں چھپی ہے سو بتانا مشکل  
 پھول میرے کوں اگر پھول کہوں لے میں  
 پھول کوں پھول کے پھولوں میں مانا مشکل  
 آتشیں روئیں نہاں کیونکہ رکھوں سوز جگر  
 جان جانا ہے جس آج اب تو چھپانا مشکل

۸

ہوں پریشاں یار کی زلف پریشاں کے طفیل  
 چاہ غم میں میں اس چاہ و زرخداں کے طفیل  
 سیل اشک گرم میں ہے خانہ مردم خراب  
 میں ہوا سوائے عالم چشم گریاں کے طفیل  
 لے ظم مریگاں کا کھنا ہوں خطیا تو تاشک  
 صفحہ دامن پر اسکے خطا رجاں کے طفیل  
 لذت دشنام کی مجھ کوں چکھا جا چٹاشنی  
 شور ہے دل میں و نعل شکر افشاں کے طفیل  
 مرہم الطاف ہے درکاراے بادام چشم  
 ہے مشنگ سینہ تیر تیر مریگاں کے طفیل  
 زنگ غم صیقل کیا آہ سحر کے فیض نے  
 کفر کی ظلمت گئی ہے نور ایماں کے طفیل

۱۳۶۳

لے خوب لگتی ہے ترے ۱۳۹۱۔ ۲۔ پیرہ نگدار۔ ۳۔ نوکدار۔ ۴۔ جس برہ دل کوں چھپی ہے  
 اس طرح دل میں چھپی ہے۔ ۱۳۹۱۔ ۵۔ سوں۔ ۵۸۳۔ ۱۔ سورج کوں۔ ۲۔ سوں جو اشک کے ۱۳۹۱۔  
 ہے اوپر اس خطریگاں ۱۳۹۱۔ ۹۔ توں۔ ۱۳۹۱۔ ۱۰۔ جگ میں و گوہر نعل افشاں ۱۳۹۱۔ ۱۱۔ ظلمت مرہم تھی اے  
 شون میرا علاج ۱۳۹۱۔ ۱۲۔ دل مرآتجہ۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔

مشعل سوز جگر ہے ہر غزل میری ہمدرد سراج  
شمع دل روشن ہے فیض شاہ زمان کے طفیل

۹

حسن تیرا ہے گلستاں کی مثال	قد ترا سر و خراماں کی مثال
سر و تنجہ قد کے مقابل اے صنم	پہنم قمری میں سیکہ کی مثال
چشب ہجرت میں گل خسار کے	ہر ملک خار مغیلاں کی مثال
عشق کی زنجیر کا پابند ہوں	ہے گلستاں کوں زنداں کی مثال
انظاری میں تری آسادہ رو	آزی ہے چشم حیراں کی مثال
کیوں نہ ہو مشعل کندان چاک چاک	رخ ترا ہے ماہ تاباں کی مثال
یوریاے بے ریاد منت فخر	ہے مجھے سخت سلیمان کی مثال
خاتم سبب شوخ گل خسار کے	دامن دل ہے گریباں کی مثال
کیوں نہ ہو خانہ مرد و مخراب	اشک بے پایاں طوقا کی مثال
چاہ میں اس شکستہ سف کی مدام	سینہ عاشق کو کنگا کی مثال

۱۳۷۱

اے حشر کے دن ہر ادنیٰ تو کیا خود، ہے اس سراج۔ ہے شفاعت کی مجھ امید جہاں کے طفیل۔ ۱۳۹۱ء۔ ۲۹۱ء  
میں یہ غزل روایف "ط" میں (کی نظر) درج ہے۔

حج اکبر دوست کا دیدار ہے      وصل اسکا عید قربان کی مثال  
 دلبر با قوت لب کی یاد میں      دل ہوا پرخوں بزمِ مثال کی مثال  
 آیت خوبی ہے خط و حال و زلف      شوخ کا عارض ہے قرآن کی مثال  
 کیوں نہ ہوئے ہر شکبِ غم و زینیم      چشم ہے بادش میں سال کی مثال  
 بس کہ سنجہ کوں فکر موزوں ہے آج  
 ہر غزل تیری ہے دیوا کی مثال

۱۰

تجھ رخ کا رنگ کچھ نعل ہے چمن میں گل      جلتا ہے سوزِ رشک میں ہر چھوٹے میں گل ۱۳۸۶  
 دو شوخ گل گزار ہوا جب میں جلوہ گر      ہے بے وقار تب میں ہر ایک سخن میں گل  
 مجھ داغ دل کے رشک سنی چھڑ گئے ہیں سب      ہر گز نہیں رہا ہے بہشتِ عدن میں گل  
 اس گل بدن کی یاد میں جو کوئی کہ جی ویا      تکلفیں کہ وقت چاہے اسکے کفن میں گل  
 آتا ہے جب خیال ہم آنسو نشی و صنم      سلتا ہے مثلِ خار مرے پیر میں گل  
 ہے عند لب دل کوں و گل رو کی آرزو      ظاہر ہے جس کی زلف کی ہر شکن میں گل

۱۔ ہے سخن میں ۱۳۹۱۔ ۲۔ بے وقار ہے تداہاں سوں ۱۳۹۱۔ ۳۔ پڑے ۱۳۹۱۔ ۴۔ شاید بگر کے داغ کو ہوں ۱۳۹۱

سیر حین کا ذوق مجھے کب ہے اے اسراج  
ہر بہت تازہ ہے مرے باغ سخن میں گل

۱۱

۱۳۹۳ اے باغ حیا دل کی گرہ کھول سخن بول  
تنگی ہے مرے حال پر اے غنچہ دہن بول  
اے آہ سنا اسکوں مرے حال کی عرضی  
شجر زلف کے پھولے دیا محکوں شکن بول  
موت سستی پروانہ توں ہمدرد مرا ہے  
اس شمع میں تیری جو لگی آج لگن بول  
آتی ہے تجھے دیکھ کے گل رو کی گلی یاد  
اے بلبل بے تاب مجھے اپنا وطن بول

خاموش نہ ہو سوز اسراج آج کی شب چوچہ  
بھڑکی ہے مرے دل میں ترے غم کی آگن بول

۱۲

۱۳۹۸ گر چلے سیر کوں و گلشن خوبی کا ہمال  
کیا تعجب جو کرے سرو سہی استقبال

۱۔ نہیں ہے مجھے ۲۹۱ و کا اضافہ شعر یہ ہے۔ گلگشت لالہ زار تھی دل میں داغ ہے پہولا ہے جو کہ ہجر سوس سیرتین میں گل۔  
۲۔ کیا ترے غم میں توں نے شجر دہن بول۔ لے ہات مرے دل کون محبت کے سخن بول۔ لے چوکوں ۲۹۱۔ لے  
مدت سوں آجروانہ ۲۹۱۔ لے توں پچہ ۲۹۱۔ لے ۲۹۱ و کے اضافہ استعارہ و استباق ہوں تجویب کی انصاف کے بیان کا  
نہ خوش تر ہو شہر سوں انہن کے موہن بول۔ یہ جہم نہ ہو سوزش بہ نای دل پوچھ۔ بخڑکی ہے سرمن میں ترے غم کی آگن بول۔  
۳۔ فکر سوں بولا نہیں اسے سو سبجہ۔ یہ تہم نے کہا تو کوں۔ لے آج اپنے سخن بول۔

یارِ جیب میں ہوا خوابِ حرام آنکھوں میں  
 تبستیِ سخت جگرِ مجھ کوں ہوا قوتِ حلال  
 غم میں آنکھوں کے اگر نہیں ہے شہابِ آسما کا  
 کیوں کیا غم کے زنگارے نے مراد میں لال  
 اہل صورت پہ ہے مجھ ناموری کا سکھ  
 جبستیِ صوبہ کی معنی ہے مردوں کوں بحال  
 بوالہوس سیرِ بیابانِ فنا کیوں کہ کرے  
 حلقہٴ دامن ہے یہاں نقشِ پادِ اعزاز  
 گردشِ چرخِ سوسِ آسویبِ نہیں عاشقِ کون  
 غم میں ہے قطب کے مانند اوسے استقلال

شعر نگار نے غزلیوں کی کیا صیغہ درج  
 رشتہٴ دامن ہے تارنگہٴ دامنِ خیال

۱۳۳

۱۵۰۵

دل مرا بیو کے باج ہے بیکل  
 بیشتر بیکل میں آج ہے بیکل  
 آپ میں نہیں ہے تری بدائی میں  
 کیا کرے لا علاج ہے بیکل  
 تجھ صحبت میں عاشقِ شیدا  
 کھو کے سب شرم و لاج ہے بیکل  
 ماسوا میں ترے مرے دل کیوں  
 نہیں ہے کچھ اختیار ہے بیکل

آتشِ بیخودی میں جیوں سیلاب  
 آشتابی، دستِ آج ہے بیکل

لمعہ یوں جب سوں مجھ آنکھیاں میں ہوا خوابِ حرام ۲۹۱۔ آنکھیاں کے نہیں ہے مرانچھواں کا شہابِ آسما ۲۹۱۔ اوسے کے  
 ح ۲۹۱۔ ا۔ گہ چنم ۲۸۲۔ ا۔ عہ شراب۔ سدا ۲۹۱۔ ا۔



# ردیف م

۱

یک نگہ میں لیا ہے دو گل فام  
 کیا خرد کیا شکیب کیا آرام  
 حق میں عشاق کے قیامت سے  
 کیا کرم کیا عتاب کیا دشنام  
 مجھ کو گل گشت باغ زندان سے  
 سبزہ زرخیر و شاخ سنبل و ام  
 مے کشتی کوں تری گلستاں میں  
 سر و مینا ہے دور ز گرس جام  
 وقت ہے اب نماز مغرب کا  
 چاند رخ لب شفق ہے گیوشام  
 آرزو ہے جو منزل مقصود  
 ترک مطلب ہے مدعاے تمام

۱۵۱۰

صدق دل میں مستحج باندہا ہے

کعبہ کوئے یار کا اسرام

۲

صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم  
 کہ اصل مستی نابود ہے عدم کا عدم

۱۵۱۱

۱۔ شام ج۔ کے ہے۔ ۲۹۱۔ ۲۔ مجہد مولیٰ اب نماز مغرب فرض میں دیا ۲۹۱۔ ۳۔ کھچندر ۱۲۹۱۔ ۴۔  
 مہر م ۱۵۲۲۔

اسی جہان میں گویا مجھے بہشت ملی      اگر رکھو گے مرے پر یہی کرم کا کرم  
 ابھی تو تم نے کئے تھے ہماری جان بخشی      پھر ایک دم میں وہی نیچا علم کا علم  
 دو گل بدن کا عجب ہے مزاج رنگا رنگ      فجر کوں لطف تو پھر شام کوں ستم کا ستم  
 نہ رکھو جس آج کسی خوب رویں چشم وفا  
 صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم

۳۰

۱۵۲۳

صنم بدلے کا دل سنس کر لئے تم      عجبت ہے باغ میں گل کا تنم  
 دکھا تو رچراغ حسن منکوں      کیا ہوں نقد دل تجھ زلف میں گم  
 مرے دل میں محبت کا نشہ ہے      لبالب ہے شراب غم میں یہ خم  
 ہماری آہ آتش بار کوں دیکھو      نجالت میں ہوا پانی جہنم  
 گھٹا غم کی مری آنکھوں میں پیمانی      برستی ہے پھنوار آنسو کی چھم چھم  
 کیا کیوں حالِ مظلوماں پریشاں      تجھے لازم ہے اے ظالم ترحم

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۴۔ ۳۹۱۔ ۵۔ ۳۹۱۔ ۶۔ ۳۹۱۔ ۷۔ ۳۹۱۔ ۸۔ ۳۹۱۔ ۹۔ ۳۹۱۔ ۱۰۔ ۳۹۱۔  
 کہ جو نکر چاند کے نزدیک نجم سے سن کر۔ ۳۹۱۔ ۱۱۔ ۳۹۱۔ ۱۲۔ ۳۹۱۔ ۱۳۔ ۳۹۱۔

اوٹھے کیوں کر شہید خنجر عشق  
 سراج اسکو سیا جاگر کہے "نعم"

۴

۱۵۲۹ کیا ہے لشکرِ نعم نے ہمارے دل پہ ہجوم  
 صنم کے حسن کی شہرت ہوئی ہے عالم میں  
 دہن ترا ہے مگر خاتمِ سلیمانی  
 تمہارے عارض و کاکل میں نہیں ہے راہ گریز  
 کرے گا عاشق بے تاب کا جگر صد چاک  
 شرابِ عیش میسر نہیں مرے دل کوں  
 عجب نہیں ہے اگر فوجِ عیش ہوئے معلوم  
 تمام کوچہ و بازار میں پڑی ہے دعوم  
 ہوئے ہیں دیو و پری جس بے ترے محکوم  
 ہوئی ہے منتفق اب فوجِ زنگ و لشکرِ روم  
 تری نگاہ کے خنجر میں یوں ہوا معلوم  
 ہوا ہے جب میں تری بزمِ وصل میں محروم  
 سراج یوں مجھے استادِ مہربان نے کہا  
 کہ علمِ عشق میں بہتر نہیں ہے اور علوم

۱۔ ۳۹۱ میں یہ شعر اضافہ ہے۔ سنا ہوں جب سنتی صرعِ ولی کا۔ ہوا ہے ہوش میرا تم سستی گم۔ ۲۔ میر جگر۔  
 ۳۔ عقل۔ ک۔ گے ہے بس کہ ہر جانب۔ س۔ ہے ہر ایک۔ س۔ ہے پیاکے۔ س۔ ہے  
 ہوئی ہے۔ س۔ ہے یو۔ س۔ لہ ہوا ہوں جب ہوں۔ س۔ لہ ہوں ہوا معلوم۔ س

۵

۱۵۳۶

کون کہتا ہے جفا کرتے ہو تم      شرط مستوقی وفا کرتے ہو تم  
 مسکرا کر موڑ لیتے ہو بھویں      خوب ادا کا حق ادا کرتے ہو تم  
 ہم شہیدوں پر تم جیتے رہو      خوب کرتے ہو بجا کرتے ہو تم  
 سرمئی آنکھوں کوں کیا سرمی کلام      ناطق ان پر توتیا کرتے ہو تم  
 ہر پر پلبل کوں سے تونیں نگاہ      خون گل سپیں کر بلا کرتے ہو تم  
 بیٹے ہو دل کوں جیوں برگ حنا      ہات خون آلودہ کیا کرتے ہو تم

خاک کرتے ہو جلا جان مسلج  
 اور کہو کیا کیمیا کرتے ہو تم

۶

۱۵۳۳

ہر ایک کی آنکھ میں محبوب ہو تم      عجب ہو زور کچھ ہو خوب ہو تم  
 زلیخا قبر میں سس سس کر آئی      کہ نور دیدہ عیوض ہو تم  
 حجاب عشق مجہ کوں چاہئے ہو      سبب کیا اس قدر محبوب ہو تم

دلونکے باغ میں بیوں سرو آزاد      قد و قامت میں خوش اسلوب ہو تم  
 دیوانے کوں دیوانا کر نہ بوجھو      کہ آتش کی عقل میں مجذوب ہو تم  
 عبرت ہے قصہ فرہاد و شیریں      اگر طالب ہیں ہم مطلوب ہو تم  
 بلو مثل سراج آتش میں غم کی  
 جو پروانے طرف منسوب ہو تم

۷

۱۵۵۰ کھینچتا ہوں آہ کا مد اشکِ حسرت کی قسم  
 آہ کی تیشے میں جاں کنڈن ہے شہسیریں  
 رات گزری ہے مجھے ماہِ محرم تجھ بغیر  
 زخمِ دل پر بلبلوں کے دستِ تم کا لون کہ  
 جاں بلب ہوں تشنگی میں وصل کا پانی پلا  
 مجھ نگین داغِ دل پر نقش ہے حرفِ وفا  
 دل مرا بے تاب ہے شورِ قیامت کی قسم  
 مجھ کوں ہے فرہاد کے تعویذِ تربت کی قسم  
 مجھ کوں عیدِ وصل کی صبحِ سعادت کی قسم  
 اے سلونے مان توں اپنی ملاحت کی قسم  
 ہے تجھے حسین کے تیجے کے شربت کی قسم  
 عشق کی اہمت میں ہو مہرِ نبوت کی قسم

۱۔ آنکھیاں۔ ۱۳۹۷۔ ۲۔ دیوانے کے نزدیک ۳۹۱۔ ۳۔ ہوں میں۔ ۴۸۴۔ ۴۔

آنکھوں کی مہروں۔ ک۔

عاشقوں کا لختِ دل بزرگِ گل بے خار ہے  
 بات آیا سورہٴ اخلاص کا مجسکوں عمل  
 کس سے ہی قد کے فراقوں میں سستی ہو راکھ ہوئی  
 کیا بلا ہے انتظار جلوہ آئینہ رو  
 اے صبا! جلدی میں اس گل کا مجھے پیغام دے  
 قتل ہوناں تیغِ غم میں عینِ ایمان سے مجھے  
 جاننا ز سجدہٴ عاشق ہے نقشِ پائے یار  
 عرض رکھتا ہوں کہ یہ طرزِ تغافلِ خوب نہیں  
 ہر گلِ داغِ جگر رونے میں پایا تازگی  
 لوگ کہتے ہیں کہ اپنا حال دل لبریں کہہ  
 پھول پرمت پاؤ رکھ تجھ کوں نزاکت کی قسم  
 مصحفِ رخسارِ جاناں کی تلاوت کی قسم  
 راست کہہ لے فاتحہٴ تجھ کوں ہی قسمت کی قسم  
 تھج گئیں آنکھیں مری تصویرِ حیرت کی قسم  
 پیک آہ سینہٴ عاشق کی رحمت کی قسم  
 نالہ بسمل کی انگشتِ شہادت کی قسم  
 گردِ نعلِ دلدار شاہِ ولایت کی قسم  
 گر تمہیں منظور ہے چشمِ مردت کی قسم  
 رشتمہ گلشنِ نوازِ بر رحمت کی قسم  
 بات کہنے کی کہاں طاقتِ جرات کی قسم

شوق کے شعلہ میں روشن ہے چراغِ دلِ دلچ

ہر پر پروانہ بزمِ محبت کی قسم

۱۵۹۶

کافر ہوا ہوں رشتہٴ زنا کی قسم  
 تجھ زلفِ حلقہٴ وار کے ہر تار کی قسم

ہرگز مریض ہر کوں بن وصل نہیں علاج	اس خوش ادا کی نگر س بیمار کی قسم
اُس گل بدن کے کاکل پر تیغ کا نیبا	زنا زبجو گلے کا ہوا ہمار کی قسم
تیرے جہنموں کی یاد نے نگرے کیا ہوا	ہے ذوالفقار حبیب در کرار کی قسم
امید وار چاہ زرخ ان یار ہوں	میں تشنہ لب ہوں شربت دیدار کی قسم
درکار اگر حساب ہے مجھ آنکھوں میں کونہ تھا	بے تہ کوں میرے دیدہ خونبار کی قسم

یک جا ہوئے میں طبل پروانہ اسراج  
اس شمع رو کے تیرہ گل نار کی قسم

۹

میں چاہ میں دو بیٹھے لبوں کی ملامت ہم	رکتے نہیں میں پوسہی میں کام ہم
سنبل ہمار حال پریشاں پہ وال ہے	ہیں یاد میں ووزلف کی خم مثل لام ہم
بلتے ہیں پن جگر میں نکلتا ہے دو آہ	ہیں بچتہ معتر عشق کے نزدیک خام ہم
درکار نہیں ہے شیشہ نے بزم شوق میں	پائے ہیں اسکی چشم کی گردش میں جام ہم

۱۵۶۴

۱۔ داروں سینہ ہوا ہے پاک ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱ میں یہ تین شعر اضافہ میں۔ دس دکھائے آتش غم کوں مری کھا۔ اب تشنہ لب  
شربت دیدار کی قسم۔ دل ہے مثال میں پروانہ شوق مند۔ اس شمع رو کے چہرہ گلنار کی قسم کجا تیرہ کا دار شربت ہوں خالص میں  
بسل ہوا ہوں عشق کا توار کی قسم۔ کے شعل دیدار ۵۸۳۔

مسجد میں تجھ بھنوں کی کہے جستی نما سب عاشقوں کی صف میں ہو میں مہم  
 ہے یار کی گلی کا عجیب دلکش مکان کیا لے کر نیگے گلشن دار السلام مہم  
 طرز ادا میں مول لیا ہم کوں سے دلراج  
 موہن کی دلبری کے ہو میں غلام مہم

۱۰

۱۵۸۱

جا بول اے صبا وود لارا م کوں سلام میری طرف سےیں دلیر گل نام کوں سلام  
 جس قد کوں دیکھ سرو کے اڑتے ہیں فاختے بیکدم لہجا ووسر گل اندام کوں سلام  
 قاصد کوں بھیج مجھ کوں سرفراز گر کرو نامے کوں دیدہ بوس کروں نام کوں سلام  
 خم کیوں ہوئے زانہ خشک اسکی زلف دیکھ کافر نہوئے جو کرے اسلام کوں سلام  
 میں عشق کے طفیل کیا سیر باغ دل اس خوش ہوا بہار کے ہنگام کوں سلام  
 ہو بادب ہلال تجھ ابرو کے خم کوں دیکھ کر تاپے چاند رات کے دن تمام کوں سلام

لاوے بجالہ اسج تو کیا بلکہ آفتاب

ہر صبح اوس منہم کے در و باہم کوں سلام

۱۔ سب عاشقان۔ ۲۹۱۔ ۲۔ کیا لے کر نیگے گلشن دار السلام مہم۔ ۳۹۱۔ ۳۔ بیٹھ سخن سوں چو لیا مول۔ ۳۹۱۔

۴۔ سخن۔ ۳۹۱۔



۱۱

۱۵۸۸ تجھ پر ہوا ہوں دل میں فدا جان کی قسم  
 گل شعلہ فراق ہے سنبھل ہے دود آہ  
 ثابت ہوں اپنے دین پر ایمان کی قسم  
 ہے عرس بلبلوں کے چراغان کی قسم  
 آیا ہے ان دنوں دل اشفتہ بیچ میں  
 اس موکر کی زلف پریشان کی قسم  
 ہوں تشنہ لب ترے دم خنجر کے آب کا  
 موج زلال چشمہ حیوان کی قسم  
 سیپارہ جگر میں اعراب زخم ہجر  
 الحمد نام دوست ہے قرآن کی قسم  
 منکر ہوا تھا گل ترے گلزار حسن کا  
 بلبل کوں وے کتاب گلستان کی قسم

مرشد کے سوز سن کا قربان ہے دل سراج

ہے ذات پاک حضرت رحمان کی قسم

۱۲

۱۵۹۵ سیر باغ خاموشی میں مسکرا ہونٹوں میں ہم  
 ڈوب گئے بیوں غنچہ گل ناک کے مولوں میں ہم

۱۔ ۵۸۲۔ ۲۔ ۵۸۳۔ ۳۔ ۵۸۴۔ ۴۔ ۵۸۵۔ ۵۔ ۵۸۶۔ ۶۔ ۵۸۷۔ ۷۔ ۵۸۸۔ ۸۔ ۵۸۹۔ ۹۔ ۵۹۰۔ ۱۰۔ ۵۹۱۔ ۱۱۔ ۵۹۲۔ ۱۲۔ ۵۹۳۔ ۱۳۔ ۵۹۴۔ ۱۴۔ ۵۹۵۔ ۱۵۔ ۵۹۶۔ ۱۶۔ ۵۹۷۔ ۱۷۔ ۵۹۸۔ ۱۸۔ ۵۹۹۔ ۱۹۔ ۶۰۰۔ ۲۰۔ ۶۰۱۔ ۲۱۔ ۶۰۲۔ ۲۲۔ ۶۰۳۔ ۲۳۔ ۶۰۴۔ ۲۴۔ ۶۰۵۔ ۲۵۔ ۶۰۶۔ ۲۶۔ ۶۰۷۔ ۲۷۔ ۶۰۸۔ ۲۸۔ ۶۰۹۔ ۲۹۔ ۶۱۰۔ ۳۰۔ ۶۱۱۔ ۳۱۔ ۶۱۲۔ ۳۲۔ ۶۱۳۔ ۳۳۔ ۶۱۴۔ ۳۴۔ ۶۱۵۔ ۳۵۔ ۶۱۶۔ ۳۶۔ ۶۱۷۔ ۳۷۔ ۶۱۸۔ ۳۸۔ ۶۱۹۔ ۳۹۔ ۶۲۰۔ ۴۰۔ ۶۲۱۔ ۴۱۔ ۶۲۲۔ ۴۲۔ ۶۲۳۔ ۴۳۔ ۶۲۴۔ ۴۴۔ ۶۲۵۔ ۴۵۔ ۶۲۶۔ ۴۶۔ ۶۲۷۔ ۴۷۔ ۶۲۸۔ ۴۸۔ ۶۲۹۔ ۴۹۔ ۶۳۰۔ ۵۰۔ ۶۳۱۔ ۵۱۔ ۶۳۲۔ ۵۲۔ ۶۳۳۔ ۵۳۔ ۶۳۴۔ ۵۴۔ ۶۳۵۔ ۵۵۔ ۶۳۶۔ ۵۶۔ ۶۳۷۔ ۵۷۔ ۶۳۸۔ ۵۸۔ ۶۳۹۔ ۵۹۔ ۶۴۰۔ ۶۰۔ ۶۴۱۔ ۶۱۔ ۶۴۲۔ ۶۲۔ ۶۴۳۔ ۶۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۔ ۶۴۵۔ ۶۵۔ ۶۴۶۔ ۶۶۔ ۶۴۷۔ ۶۷۔ ۶۴۸۔ ۶۸۔ ۶۴۹۔ ۶۹۔ ۶۵۰۔ ۷۰۔ ۶۵۱۔ ۷۱۔ ۶۵۲۔ ۷۲۔ ۶۵۳۔ ۷۳۔ ۶۵۴۔ ۷۴۔ ۶۵۵۔ ۷۵۔ ۶۵۶۔ ۷۶۔ ۶۵۷۔ ۷۷۔ ۶۵۸۔ ۷۸۔ ۶۵۹۔ ۷۹۔ ۶۶۰۔ ۸۰۔ ۶۶۱۔ ۸۱۔ ۶۶۲۔ ۸۲۔ ۶۶۳۔ ۸۳۔ ۶۶۴۔ ۸۴۔ ۶۶۵۔ ۸۵۔ ۶۶۶۔ ۸۶۔ ۶۶۷۔ ۸۷۔ ۶۶۸۔ ۸۸۔ ۶۶۹۔ ۸۹۔ ۶۷۰۔ ۹۰۔ ۶۷۱۔ ۹۱۔ ۶۷۲۔ ۹۲۔ ۶۷۳۔ ۹۳۔ ۶۷۴۔ ۹۴۔ ۶۷۵۔ ۹۵۔ ۶۷۶۔ ۹۶۔ ۶۷۷۔ ۹۷۔ ۶۷۸۔ ۹۸۔ ۶۷۹۔ ۹۹۔ ۶۸۰۔ ۱۰۰۔ ۶۸۱۔ ۱۰۱۔ ۶۸۲۔ ۱۰۲۔ ۶۸۳۔ ۱۰۳۔ ۶۸۴۔ ۱۰۴۔ ۶۸۵۔ ۱۰۵۔ ۶۸۶۔ ۱۰۶۔ ۶۸۷۔ ۱۰۷۔ ۶۸۸۔ ۱۰۸۔ ۶۸۹۔ ۱۰۹۔ ۶۹۰۔ ۱۱۰۔ ۶۹۱۔ ۱۱۱۔ ۶۹۲۔ ۱۱۲۔ ۶۹۳۔ ۱۱۳۔ ۶۹۴۔ ۱۱۴۔ ۶۹۵۔ ۱۱۵۔ ۶۹۶۔ ۱۱۶۔ ۶۹۷۔ ۱۱۷۔ ۶۹۸۔ ۱۱۸۔ ۶۹۹۔ ۱۱۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

سوز آیت محضی۔ کھانا ہوں تجو لب گہرا نشان کی قسم۔ شند میں غم کے ہوں مجھے منجھول بکٹیک۔ ہر چار بار غم زلف

کی قسم۔ سروریم باٹ میں شمل سراج آج۔ غازی ہوا ہوں غم کی میدان کی قسم۔ لے مجھ سے جان جان کر ایمان کیوں ہوا

اب جان لب ہوں دلیر جان کی قسم۔

گوصف مرثکاں ہو گو کبیرے عقل کی باغم حیوں نگاہ  
 عشق کے ہیسات پردوں کے سدا کوٹوں میں ہم  
 رحم کراب اے کہاں ابرو کہ مانس دزرہ  
 بچھین گئے تیر نگاہ تیز کی چوٹوں میں ہم  
 دیکھے کب ہاتھ آوے گا کنس اردعا  
 بہہ چلے ہیں اردو کی دریا کی لپٹوں میں ہم

گھیر لی ہے ہم کوں آتش بازی غم نے آسراج  
 شمع مجلس میں ہجوم آہ کے ٹوٹوں میں ہم

۱۳

آفت جاں ہے تمہاری بے حجابی اے صنم  
 مجھ کوں بے ہوشی ہے تم کو نیم خوابی اے صنم  
 رشتہ امید تیج ہجر میں ہوتا ہے قطع  
 نا امید کیوں نخل کر آشتہابی اے صنم  
 آشتہابی سیں وگر نہ مجلس عشاق میں  
 ظلم ہے غم ہے قیامت خرابی اے صنم  
 نازہ گل ہر باغ کا ہے مجھ نظر میں نازہ و غ  
 آتش سوزاں ہے فرش ماہتابی اے صنم  
 جب ستی ہے ذوق تجھ کوں چیرہ گلندار کا  
 اشک ہے مجھ چشم خونیں کاشہابی اے صنم  
 جب کرم سیں توں مرا احوال پوچھے روز وصل  
 بس ہے تب مجھ کوں جواب لا جوابی اے صنم

تاب سیں بے تاب ہے تیری جدالی میں آسراج  
 رحم کر عاشق پر اپنے ہو تو ابلی اے صنم

۱۴

شہرت و سل پلا جا بس شیریں کی قسم  
جان جاتا ہے مرا سورہ آتیس کی قسم  
دیکھ مجھ حال کوں سے تازہ بہا زخوب  
اشک رنگیں ہیں رواں دامن گلخیں کی قسم  
مکتب عشق میں عقل کی سختی دھونا  
راست ہے یہ سخن استاد کی تلقین کی قسم  
شیشہ خاطر نازک کوں مرمت کر چور  
اے سنگر تجھے اپنے دل سنگیں کی قسم  
اشک ہے تیل شب ہجر میں آجان علاج  
ہر ملک حسرت زیتون ہے و انتیں کی قسم

۱۶۰۶

۱۵

پھپھا ہے سیرہ خویج شہ سواری قسم  
نہوے کیونکہ دل وحشی مرا شکار قسم  
شہید خندہ پنہاں ترے ہیں کیا جو  
اگر ہزار میں اس کے اوٹھے غبار قسم  
توں بلغ حسن کا چین جہیں موت کرے دبا  
ہے عاشقوں کو ترے لبیں انتظار قسم  
اگر چہ یار کا ہے عضو عضو مکرز ثوبی  
ہے نقطہ دہن تنگ پر مدار قسم  
ہے دل مرا گل رعنائے فصل غیر مقرر  
کبھی خزاں تغافل کبھی بہار قسم

۱۶۱۲

۱۔ یہ اور بعد کی غزلیں صح میں نہیں ہیں۔ از ۵۸۲۔ ۱۔

نہ بوجھ رنگِ گل کا اس والدِ ویدیا  
 ہمیشہ ہے دل بلبل کو بخارِ تہسم  
 نہ دیوے تاکھی آسپس کولِ ساینش  
 دھڑکی سینان کی کھینچے ہونم صہارم  
 ہوا ہے کشور دل میں غمی کوں دیکھالا  
 ہے تیرے حسن کی دولت میں تیرا ہونم  
 آتشِ غیرت میں مثلِ شمع ہے سوزاں  
 تزیِ بغل میں ہے آئینہ حصہ دارِ ہونم

۱۶

۱۶۲۱

صحرائے جنوں میں ہے جسے ولولہ غم  
 ہیں پائے جگر میں اوسے کئی آبلہ غم  
 نہیں لشکرِ آرام میں امیدِ رفاقت  
 ہے جب میں مجھے ہمرنی قافلہ غم  
 آتش میں جہانی کی جلاتا ہے شرب  
 کب لگ میں لکھوں صفحہ دل پر گلہ غم  
 جس دل کوں ادا کی ہے اوسے بزمِ طرب  
 جز نالہ جاؤ گاہ نہیں مشعلہ غم  
 بن شربتِ خوشنابہ دل اور غذا نہیں  
 ہے سلسلہ دام جسے سلسلہ غم  
 یکبارگی آوور کیا رنگِ کدورت  
 ہے صافی آئینہ دل مصطلہ غم  
 فانوسِ دل چاک کوں کیوں زینت ہو  
 روشن ہے دسراجِ آہستی مشعلہ غم

اے صاف نہیں۔

۱۶

جب یار بسا جیو میں سنساریں کیا کام  
 دلدارا اگر یار ہے اغیار میں کیا کام  
 از بسکہ ہوا کفر اور ایماں میں بیزار  
 تسبیح میں کیا مطلب زنا میں کیا کام  
 کافی ہے ترے ابرو خنجر کی شمشیر  
 عاشق کی شہادت میں تواریں کیا کام  
 مہر درد کا احوال و وکلرو پیمیاں  
 بلبل کی نمن شویشن ظہار میں کیا کام  
 پھولا ہے ترے ہجر میں گل او سکے میں  
 تجر و صل کے مشتاق کوں گلہ میں کیا کام  
 جیوں غنچہ اپس لب کوں کرو بند  
 خاموشی اسرار میں گفتار میں کیا کام  
 قربانی الفت کوں نہیں باغ کی تواریں  
 بہار ہے تیرا او سے گلہ میں کیا کام  
 جو گرمی خورشید محبت سوں جلا  
 ہر دیکو او سے سایہ دیوار میں کیا کام

ہر چند کہ سراج او سکوں میں کیجوں میں لانا میر  
 لب تشنہ دیدار کوں مقدار میں کیا کام

۱۶۲۸

# روایات

۱

۱۹۳۷

گر نہیں تجھ کوں خیساں گل بدن  
چاک کیوں کرتا ہے اے گل پیرین  
حالت وصل و جدانی کیا کہوں  
ایک دم ہے حق میں میرے سو قرن  
مت بگاو مجھ کوں میٹھی نیند سیں  
خواب میں آیا ہے دو شیریں دہن  
جی دیا ہوں یاد چشم یار میں  
برگ نرگس سیں کرو میرا کفن  
خوش ہے فرش خار کوئے یار کا  
کیا کروں گا بستر برگ سمن  
گھر سیں دو خورشید رو نکلے تو توب  
ہے مجھے کال آج کا سورج گہن

اے ہند آج اس شمع رو سیں جا کے بول  
ہے جاگریں سہ آتش غم شعلہ زن

۲

۱۹۳۸

عشق میں اک عقل کون کھوٹاں  
باخرد ہو کہ بے خرد ہوناں

اے گل بدن ک۔ اے بے خبر ہو کہ باخبر ہوناں۔ ۱۹۳۸۔

غم کے کانٹوں کی سیج پر سونا	فرش محل میں مجکوں بہتر ہے
کچھ غصی کے کمبیت میں بونا	ابر رحمت ہے بیج وحدت کا
ہے ہنسی یار کی مرار و ناں	خندہ گل ہے گریہ شبنم
ہنیں تو جاتا ہے ہاں سونا	روپ درس دکھائے سین تن
اپنے آنسو کے آب میں ڈھوناں	گرد غم میں جو دل ہو میلدا

Arcahy,  
mystic  
ours

شوخی جاو وادانے تہیہ پہ اسراج

گردش چشم سوں کیا ٹوناں

۳

گلزار میں ہوا ہے ہر سرو بید مجنوں	اے شوخ جب میں دیکھا تیرا وقت موزوں
پانی ہو نخل ہو دریا میں دُر مکوں	اے بختن تیرے دانتوں کی دیکھ گوہر
زرگس نے جب میں دیکھی تیری چشم مے گوں	حیران و منتظر ہے گلزار میں ہمیشہ
تیرا کلام شیریں یا قوت کی ہے مجوں	بیماروں مرے کی کرے طیب دارو

۱۶۵۱

اے پتلی - ک و ۳۹۱ او ۲۸۶ - اے گنج - ح - ۳ سرو ۵۵۲ - اے شہرت  
 تری دکن جب سوں پری ہے نگیں - ۳۹۱ - ا

تجھ زلفِ عنبریں نے اور لعل اپنے تیرے لشکر پہ دینِ دل کے مار میں مل کے تنوں اے  
 مستوں کوں غم کے بس ہے یہ شہِ دو بالا اس سبز خط کی سبز خیال کیسے افسوں

برجاء سراج کون ہے گر تجھ کوں جان بولے

ہے چیم زلف کا خم بینی الف یہوں نوں

سہم

۱۶۵۸

مری تلخی نزع کی ہیں دوائیں تمھارے تبسم کی میٹھی ادائیں  
 شکر گردِ کلفت ہے اور شہِ آنسو ملی ہیں کیسے اس مڑ کی غزائیں  
 دم سر دسین عاشقوں کوں ہے راستہ کہاں سیر گلشن میں ایسی ہوائیں  
 گذر غیر کا نہیں شستابی سیں آؤ دل و دیدہ خالی ہیں دونوں سیں  
 اے غنچہ ہر صبح اس خمش دہن میں مناسب نہیں خندہ پن کی صدا میں  
 جگر سینہ چاکوں کا حق میں تمہارے لب زخم سے مانگتا ہے دعائیں  
 یہ پہنچ گیا انجام کوں یہ تسلس تمہاری جنائیں ہماری فائیں  
 دوزلفوں گھیر آسے چہر کوں تیرے بلائیں بھی لیتی ہیں تیری بلائیں

لے میں ۳۹۱ لے میں شہین ۱۲۹۱ لے عاشق کے جگر پر ۳۹۱ لے یہ پہنچ گیا ۱۵۸۲ لے گیسو بی - ح



کیا سبیل حیرت از بس کہ طوقاں سرک گئی ہیں شہر خرد کی بنائیں  
 گیا لالہ روجب میں سیر چمکوں خوشی میں چپی ہیں گلوں کی قبائیں  
 ہندس آج آتش عشق میں جل گیا ہے  
 پتنگوں کے آخر یہی ہیں سنسزائیں

۵

اگن میں ہجر کی جلتا ہوں سدا جاناں زلال وصل میں یہ آگ آ بھجا جاناں  
 چھپا نہیں ہے کہیں آفتاب پروے میں عبرت نقاب میں چہر گوں مت چھپا جاناں  
 اٹھے ہیں عاشق بے دل کے قتل کرنے کو ترے دو ابرو خونو زریز کوں سکھا جاناں  
 رقیب شوخ مرے دل کا درو کیا پاؤں کسی کا کام نہیں رازول کوں پا جاناں  
 ترے ہے پائزاکت میں فرس گل جو خار چمن کی سیر کوں زہنا تو نوش جا جاناں  
 مثال ماہی بے آب تلسلانا ہوں زلال لطف و کرم اکیدم بلا جاناں

۱۶۶۹

لے گئیں۔ ۵۸۴۔ ۱۔ لے برہ کی آگ میں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے اپن کے مہر کے پانی سوں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے  
 سرچ کی جوت نہاں ہوئے کیونکہ پروے میں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ہے اسی ہے۔ ک۔ لے جانے۔ ۳۹۱۔ ۱۔  
 لے مہر سوں بھجا جاناں۔ ۳۹۱۔ ۱۔

ہوا ہے شام جدائی میں بے قرار دل آج  
مثال صبح توں اپنی جھلک دکھا جانان

۶

۱۶۶۶

دو نگاہ تند تیر بے خطا سیں کم نہیں  
مثل سیب آتش غم میں ز بس بے تاب ہوں  
بستر بے تابی دل پر یہ آہ جساں گداز  
خسر و ملک جنوں کوں کوچہ و بازار میں  
غنچہ داغ جنوں کوں تازہ روئی کیوں ہوں  
و پھینا تجھ رخ کا اے سرمایہ عسرا بد  
ہر طرف شور قیامت کیوں نہ ہو جلوہ گر  
جان کن دن سیں کیا فارغ نکا کر تیغ ہجر  
کیا عجب گر ہوئے شہید تیغ بے تابی آج  
یہ زمین غنم زمین کر بلا سیں کم نہیں

۱۔ تجھ ننگ کی نوک۔ ۲۔ ۱۳۹۱۔ ۳۔ مرنے۔ ۴۔ ۵۸۲۔ ۵۔ بعد مرنے۔ ۶۔ ۱۹۹۰۔ ۷۔ تازہ روئی کیوں نہ ہوئے۔

۱۶۸۵۔ گر تھوئے بلند و و قدر عنا بہشت میں / خم ہوئے بارشرم سین طوبی بہشت میں  
 اس لالہ رو کے عارض گلگون کا بس خیال / ہرگز نہیں ہے ذوق تماشا بہشت میں  
 میری نظر میں آتش دوزخ ہے سیر باغ / بے دوست کیونکہ جاؤں تینا بہشت میں  
 تیزی گلی کا سیر اوسے دار السلام ہے / دل تو تڑپ نہ ہوئے عاشق رسوا بہشت میں

داغ جفا میں شک چمن ہے دل سراج

گل دیکھنے کی نہیں ہے تماشا بہشت میں

۱۶۹۰۔ چمن میں گل بدن جب قامت عنا میں آتے ہیں / بہشتی چھوڑ محبت سایہ طوبی باس میں آتے ہیں  
 تیر پوچھو تو بخود کرتا ہوں تعریف کے قامت کی / کہ یہ مضمون مجھ کوں عالم بالا میں آتے ہیں  
 اجموم داغ کے طرے بنا یا تم کے مانی نے / عجیب چھو لوں کی دو گلشن سوا میں آتے ہیں  
 مراد خاص اشک آہ طوف کعبہ دل ہے / کوئی دریا میں آتے ہیں کی صحرا میں آتے ہیں  
 کہو کیونکر ہے فوج خرد کا مورچہ قائم / کہ یہ قافل کے گولے قلعہ میں آتے ہیں

۱۔ گر طوبہ ہوئے ۱۶۹۱۔ ۲۔ طوبی ۱۶۹۲۔ ۳۔ میں ہے خیال عارض کلچر کا خیال ۱۶۹۱۔ ۴۔ ح میں ہے  
 چھوڑ گیا ہے۔ ۵۔ مورچا ۱۶۹۲۔ ۶۔

ہمارے دل کا شیشہ چھوٹا ہے سنگِ غیرتیں محل میں رہی کے جب تن تہنا سہا تے ہیں  
 جس آج اس ہستی کو ہوم کا حوال لکھنے کوں  
 عدم کے صاف ستھے کشورِ عشقا میں آتے ہیں

۹

unsatisfactory image

۱۶۹۷

اے صنم تجھ پرہ میں روتا ہوں  
 اشکِ خون میں منہ کون دھو تا ہوں  
 میں تمہارا غمِ سلام ہوتا ہوں  
 داغِ ہجراں کے بیج ہوتا ہوں  
 باتش آبِ اشک ہے درکار  
 تن کے پیجرے میں سرکاٹوٹا ہوں  
 بولتا ہوں جو بولتا ہے  
 مٹ کہو مجھ سے قصہ فرہاد  
 خوابِ شیریں میں آج سوتا ہوں  
 تاب نہیں ہم کلام ہونے کی  
 دیکھ کر تجھ کوں ہوش کھوتا ہوں  
 گویا اشک کوں مثالِ آج  
 رشتہ آہ میں پروتا ہوں

اے سخن - س - اے کلمہ - س - اے خوب ہے گراں جو کا بارش ہوئے - س - اے بیوہ - س - ۵

بولتا ک و ۵۸۳ - اے بیوہ کا - س - ۱۳۹۱ - اے منہ - س - شہ کا - س -

۱۰

۱۶۰۴

۱۔ راز یار کوں بے حجاب دیکھا ہوں  
 ۲۔ یہ عجیب ہے کہ دن کوں تاریکی  
 ۳۔ نسخہ محسن میں ترے قد کوں  
 ۴۔ کس تھی اب امید لطف رکھوں  
 ۵۔ دل ہوا تب میں تاب میں بے تاب  
 ۶۔ اب ہوا سب میں فارغ التفصیل  
 ۷۔ لشکر عشق جب میں آیا ہے  
 ۸۔ سر مجلس چشم مست ساقی میں  
 ۹۔ میں سمجھتا ہوں خواب دیکھا ہوں  
 ۱۰۔ رات کوں آفتاب دیکھا ہوں  
 ۱۱۔ مصرع انتخاب دیکھا ہوں  
 ۱۲۔ تہجہ نگہ میں عتاب دیکھا ہوں  
 ۱۳۔ جب میں شہزاد کے تاب دیکھا ہوں  
 ۱۴۔ بے خودی کی کتاب دیکھا ہوں  
 ۱۵۔ ملک دل کوں خراب دیکھا ہوں  
 ۱۶۔ دور جام شراب دیکھا ہوں

۱۷۔ لے دسراج آتش محبت میں

۱۸۔ دل کوں اپنے کہا دیکھا ہوں

۱۷۔ باب - ۵۵۴ - ۱ - ۲۔ کیوں ترے زلف میں : ہوں پابند - کشور دل - ۳۹۱ - ۱

۱۸۔ ۳۹۱ - ۱ - کا اضافہ شعر - مکتبہ غم میں کیوں نہ ہوئے استاد - تہجہ درس کا کتب

دیکھا ہوں -



ہر ایک ناٹوس میں آتی ہے آواز کہ ہے پرگھٹ و و ہر ہر کے گھٹ میں  
 لگی ہے چٹ پٹی مت کر نیٹ ہٹ پیچھے مت لٹ پٹے گھونگٹ کے پٹ میں  
 دل دیوانہ میسر آ گیا ہے تری زلفوں کے سایہ کی چھپٹ میں  
 دس آج اس شمع رو بن جل گیا ہے  
 نیٹ حسرت کے شعلوں کی لپٹ میں

۱۳

عجب ہے خط زمر و نگار گلشن حسن ہوئی ہے جس تہی افروں بہار گلشن حسن  
 نہیں ہے باغ کی گلگشت کی اونٹے آتش جو کوئی کہ سیر کیا لالہ زار گلشن حسن  
 گلی میں شوخ کی محکوں ہمیشہ مانع ہے ہوا رقیب مہر حق میں خار گلشن حسن  
 تجلیات الہی کا اوس میں پرتو ہے ہوا ہے جب میں دل آئینہ دار گلشن حسن

۱۰۲۵

دس آج کیوں نہ غزل خوان بے خودی ہو  
 ہوا ہے بلبل بے اختیار گلشن حسن

۱۔ بجز رقیب نہیں کوئی۔ ۲۹۱۔ ۲۔ خیالِ ماضی خوبی۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ہے عزیز

نمن بے قرار۔ ۳۹۱۔ ۴۔

۱۴

۱۶۳۰

حیف صد حیف و حسیب نہیں  
 بھر کے درد کا طیب نہیں  
 دل مرا محفل جدائی میں  
 لذتِ غم میں بے نصیب نہیں  
 روز و شب اسکے پاس ہوتا  
 غیر دل کوئی مرا قریب نہیں  
 جب میں فراق ہے نزدیک  
 عیشِ تب میں قریب نہیں  
 جب میں یکجا ہے چہرہ گل رو  
 بتلا گل کا عندلیب نہیں  
 لبِ تصویر سا ہوا ہے خوش  
 یار کے فتلا کوں حسیب نہیں

مصرع اولیں ہے وردِ مسج

حیف صد حیف و حسیب نہیں

۱۵

۱۶۳۱

یسا ہے نقد جانِ طبلال یعنی خراجِ اپناں  
 چلایا خسر و گل نے اسی گوں رواجِ اپناں  
 اسے غمِ صبح آنے کی خبر ہے سر و قامت کے  
 قیامت کل کوں تھی ہر عمل کر لے توں آج اپناں  
 ہماری سوزشِ سوا میں شجوں کیا اسے ناصح  
 ہوا ہے ان دنوں کیا کیجئے یوں کہ مزاجِ اپناں

لے کوئی مرے درد کا۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ کیا کہئے ہی۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔



نگار کا رکھ جو گن ہوئی ہے قمری باغ کوں تنجر  
مگر کوئی سرو قد کے واسطے چھوٹی ہوا ج اپناں  
مرد بیخام اس ملقیس ثانی پاس پیش لایا  
کہو ہند ہر رکھے سر پر کہو تڑکے یہ اتنا ج اپناں  
تراغم زہر مختاپن نوش دارو جان کر کھایا  
کیا ہے اپنے ہاتوں لہا ہارنے علاج اپناں

ووظا لم یجوں جلتا دیکھ انتا ابھی نہیں کہتا

کہ کیا ثابت قدم ہے کیونکہ ہو آخر دس علاج اپناں

۱۶

اشکِ خویش ہے شفق آج مری آنکھوں میں  
ساخنیہ پھولی ہے ترے باج مری آنکھوں میں  
ایک دن نین جھرو کے کی طرف سےیں گزرو  
مردمِ حشیم ہے محتاج مری آنکھوں میں  
بیٹھ کر تخت مرصع پہ مری پستلی کے  
ہے مبارک جو کرو راج مری آنکھوں میں  
باغ میں زگس حیراں نے تجھے دیکھ کبھی  
تیری آنکھوں سی کہاں لاج مری آنکھوں میں

آج کی رات عجب رات مبارک ہے دس علاج

اسکی صورت کوں ہے معراج مری آنکھوں میں

۱۔ سوں لانا۔ ۲۔ ۱۹۱۔ ۳۔ خونی۔ ح۔ ۴۔ آنکھوں۔ ۵۔ ۱۹۱۔ ۶۔ ساخنیہ۔ ۷۔ ۵۸۴۔ ۸۔ ۵۔ دم۔ ۹۔ ۵۸۴۔ ۱۰۔

ہیں۔ ک۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

۱۶

۱۶۴۹ کبھی جو آہ کے مصرعے کو یاد کرتا ہوں خیالِ قدکوں ترے مستزاد کرتا ہوں  
 دو چشم دیکھ ترے چہرہ کتابی پر قلم میں شاخِ غزالوں کے صا کرتا ہوں  
 اگر چہن میں کرے لالہ عزم خود روئی یہ داغِ دل کوں دکھائے سوا کرتا ہوں  
 اگرچہ عشق کے شعلے اوٹھے ہیں سینے میں خیالِ وصل سے میں لکوں شاد کرتا ہوں  
 نہیں ہے دل میں مرے اس سراجِ ذوقِ چن  
 کہ سیرِ گلشنِ نو طبعِ زاد کرتا ہوں

۱۸

۱۶۵۴ کب تک طرزِ جفا ظالمِ مری فریاد سن بسمل تیغِ خفا کی کانِ دھرو و داؤ سن  
 قمری دل پر نگاہِ لطف میں ایک بار دیکھ اے گلستانِ ادا کے خوش ادا شمشاد سن  
 جان لیکر ایک بیگِ انجان ہونا خوب نہیں اس مروت کوں نہ کر یک بارگی بریاد سن  
 مشکل آسانی کوں میری بس شمشیرِ نگاہ جی میں آیا ہوں بنگلے سے ہر باطلاد سن  
 آہوئے دل پر عیانِ وحشتِ شہِ راج کھینچ دامِ حلقہ کا کل میں اے صیاد سن

۱۔ ۱۶۹۱۔ ۲۔ ہجر۔ ۱۶۹۱۔ ۳۔ لے جہاں جو عاشق بے تاب کی فریاد سن۔ ۱۶۹۱۔ ۱۔

نام تیرا اہم اعظم سا کیا ہوں بیاں گر تجھے باور نہیں تو مجھ زباں میں یادیں  
خانہ زادی کا دیا ہوں تجھے جان مسراج  
مت توں اپنی بندگی میں کر مجھے آزادوں

۱۹

عید وصل سرو قد میں ہے مگر تباویاں عالم بالا میں آتی ہیں مبارک یاویاں  
کیا تبسم کیا اور کیا ناز کیا انداز میں یاد میں شش کوں کئی طرز کی اور تباویاں  
صاف ہوں سنگین ہوں کی مجھے کرنا قتل ختم ہیں اس ظالم خون ریز پر جلاویاں  
پانوں میں بخیر الفت اور گلے میں ق غم کہہ دل وحشی کوں سے میرے کیوں ہوں یادیاں  
کیا چلے دایم نگاہ مہربانی میں تری نسید ہو جاویں یہاں اور کی صیادیاں  
گرچہ لیلیٰ اپنی شوخی میں نہاں تھی ہے باز چھوڑتا نہیں اب تلک بنو سبھی اپنی ادیاں

۱۶۶۱

طاق پرینل کے گرجاتا ہے آئینہ مسراج  
یاد آتی ہیں مجھے جب تک کی طر میں ساویا

۱۔ اوسکا۔ ۵۸۴۔ ۲۔ کے سے۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ۲۔ طرح۔ ۴۹۱۔ ۴۔

۵۔ طرح۔ ۶۔ ک۔

۲۰

۱۶۶۸ جہن میں شور ہے اس گلزار کے ہاتھوں  
 ہوا ہے سخت ہاں ان نون میں تو سن عشق  
 دل شکستہ مرانا پسند تھا سب کوں  
 قرار و صبر و دل و عقل و ہوش گیب  
 ہوا ہے جامہ گل چاک خار کے ہاتھوں  
 عنان صبر نہیں اختیار کے ہاتھوں  
 میں ہار مان کے سچا ہوں بار کے ہاتھوں  
 جو کچھ ہوا سوترے انتظار کے ہاتھوں  
 تمہارے عمل لبا بدار کے ہاتھوں  
 میں جاں بلب ہوں لے بے قرار ہاتھوں  
 بکا ہے باغ میں بلبل بہار کے ہاتھوں  
 تری نگاہ تغافل شعار کے ہاتھوں

صنم کے دامن دل پر غبار ہے اب گک  
 مسراج سوختہ خاکسار کے ہاتھوں

۲۱

۱۶۶۶

جس دن میں بار بوجھتا ہوں کب صبر و قرار بوجھتا ہوں

۱۔ ہاتھوں ۲۔ آنکھیاں ۳۔ خواب اور جگر بوتا گیا ۴۔ ۳۶۱۔ ۵۔ جن تمہارے ۶۔ ۳۶۱۔ ۷۔ آپ ۸۔ ۵۵۵۔ ۹۔

سجن ۱۶۶۶۔

زنداں میں مجھے ہے سیر گلشن  
 زنجیر کوں ہار بوجھتا ہوں  
 گلشن میں نجیبہ وصل گل رو  
 ہر پھول کوں خار بوجھتا ہوں  
 تجھے شوق میں دل ہوا ظنونور  
 ہر آہ کوں تار بوجھتا ہوں  
 از بس کہ ہوا ہوں سب سے بیک رنگ  
 اغیار کوں یار بوجھتا ہوں  
 مشتاق ہو تب سے سروق کا  
 شمشاد کوں دار بوجھتا ہوں

مانند مسلح سوزِ غم میں

جانے کوں بہار بوجھتا ہوں

۲۲

۱۶۸۲  
 تہ تھا بے اختیاری کے گلن زین اختیار اپناں  
 کرون کیا دل کے ہاتھ کوں سونپا کار و بار اپناں  
 کچھ ہی میں چین کی ہر طرف فریاد بلبل ہے  
 کئے ہوا ان نو میں گل کوں شاید پیشکار اپناں  
 نہ روئی شمع بھی حسرتیں پروا کی تربت پر  
 کہ کوئی تھا شوق اپنا خاکسار اپنا غنار اپناں  
 قیامت یا بلا تکمیل ہے اس یار خود میں  
 کہ کوئی دم آرسی میں کھینچتا ہے انتظار اپناں  
 ہر ایک چاک قفس کی چشم واکی یہ شدت ہے  
 لے بلبل بھول گئی تو گل کے دیکھے کیا قرار اپناں

اسی کو طوق کہتے ہیں تو یہ سب کون خدا دیوے گلیں فاختہ کے سرو نے ڈالا ہے ہار اپناں  
 خدا کے واسطے تک ہم کی آنکھوں سستی دیکھو مجھے گرجاتے ہو تم شہید پناشکار اپناں  
 تڑپناں تملاناں غم میں جلنا خاک ہو جاناں یہی ہے افتخار اپناں یہی ہے اعتبار اپناں  
 آج آتش میں غم کی آسماں پر بھی قیامت ہے  
 کرن مت بوجھ سورج نے جلایا تاز نار اپناں

۲۳

تمہاری زلف کا ہر تار ہون ہو امیرے گلے کا ہار ہون  
 تصور کرو ترا حسن عرق ناک مری آنکھیں ہیں گہرا ہار ہون  
 دم آخر تلک ہو کا فر عشق ہو اتنا نفس زنا ہون  
 برہ کا جان کنڈ ہے بیٹ دکھا اس وقت پر دیدار ہون  
 ہمارے مصحف دل کی قسم کھا کیا ہے ظلم کا انکار ہون  
 گل عارض کون تیرا یاد کر کر ہو ہے دل مر گلزار ہون

آج آتش میں تیرے فراقوں

بجھا جا کہ میں ایک باز ہون

لے بچھا دو کون تیرے کچھ کے عرق پر۔ ۲۹۱۔

۲۳

فجر او ٹھہ یار کا دیدار کرناں  
شب ہجرال کا دکھ اظہار کرناں  
اگر ثابت ہے لئے ل کفر میں توں  
قیامت میں یہی قسم ار کرناں  
کہا یوں کھول کر لفظوں کوں صیاد  
کسی چشمی کوں اپنا یار کرناں  
تصور میں ترے اے مظہر رب  
تماشاے درو پوار کرناں  
تجھے سو گند اپنے چاہتے کی  
کہ اپنے چاہتے پر پیا کرناں  
تہ کہناں خوب ہے تجھ زلف کی با  
عبث ہر تار کا بستار کرناں

۱۸۰۰

سراج اب عشق کی پروا نگی ہے  
کہ سیر کو چہ و بازار کرناں

۲۵

کھو کر ناستی زلف کے تم تاروں کوں  
سہر جادو میں پریشاں نہ کرو ماروں کوں  
غیر کوں بار نہ دیو اپنی گلی میں ہرگز  
گلشنِ خلد میں کچھ کام نہیں خاروں کوں

۱۸۰۶

۱۔ ہجرت - ۲۹۱۔ ۲۔ سہن نہ کھول کر زلفوں کوں بولا - ۳۹۱۔ ۳۔ یہ شعر زیادہ ہے۔ مراد ل

دیکھتے ہی لے گئے ہو عجیب آنا ہے پورا نکا کرناں - ۴۹۱۔ ۲۔ میں یہ شعر زیادہ ہے۔ مجھے تجھ ہجر نے پیغام بھیجا کہ  
طوف غم گلے کا ہا کرناں -

سبزہ خط کی ترے کیف پر بھی ہے جھکوں چاہتا ہوں لب شیریں کے شکر پاروں کوں  
 زلف میں جھین لیا دین دل و عقل و لب ایک بن شیر میں لاقید کیا چاروں کوں  
 شعلہ خسار میں کی عرض کرو حال مسرت  
 آپ الفت میں سجھا ہجر کے انگاروں کوں

۲۶

۱۸۱۲

مجھے مصری سنی بے زاریاں ہیں دو شیریں لب کی باتیں پیاریاں ہیں  
 چسلا یا موٹھ شمشیر نگہ کی دو جاو و گر میں کیا عبتاریاں ہیں  
 بجا ہے بیل بوٹے پر جگر کے برہ زخموں کی نادر و صاریاں ہیں  
 ہوئے اول قدم مانند منصور جنہوں کوں عشق کی سرداریاں ہیں  
 نہ بوجھو آسماں پر تم تارے ہماری آہ کی چنگاریاں ہیں  
 جدائی میں تزی اے لالہ رخسار جگر پر داغ کی گل کاریاں ہیں  
 غزل خوانی چین میں بلبسوں کی ہماری تعزیت کی زاریاں ہیں

۱۔ شکر۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۲۔ باناں۔ ۲۹۱۔ ۱۔ ۳۔ مجھ جگر پر۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۴۔ نہ ذکر ہے  
 سر پہ کے قدم پر۔ ۲۹۱۔ ۱۔ ۵۔ ہیں۔ ۲۹۱۔ ۱۔



سہ ترے بن آج شب کیوں کر کئے گی مری آنکھوں میں بلیکس آریاں ہیں  
 دسراج اس بات کی ہے شمع شام  
 کہ ہر شب صبح لگ بیداریاں ہیں

۲۶

تجہ کوں کچھ میری خبر ہے یا نہیں روزِ محشر میں حذر ہے یا نہیں  
 میں تو ہوں بے تاب تیرے چہر میں پن ترے دل میں اتر ہے یا نہیں  
 ایک دن اس کلبہ اخراں میں دل مرا سچ کہہ کہ گھر ہے یا نہیں  
 باغ میں آکر کئی طبل نے یوں نکلبدن کا یہاں گزر ہے یا نہیں  
 وصل میں کر محکوں کے گل رو ہنار داغ دل کوں کچھ خبر ہے یا نہیں  
 اے کو تو ترنظ لبجا پن محکوں بل دل سر کیا تنکوں پر ہے یا نہیں

۱۸۲۱

دیکھ توں بلناں تنکوں کا دسراج  
 تنکوں ہمت اس قدر ہے یا نہیں

۱۔ یہ بیان آج کی شب کیوں کئے گی - ۲۹۱ - ۲۔ تیرا ہے سخن - ۳۹۱ - ۳۔ گھر گھرانا

۴۔ ہے تو بول - ۳۹۱ - ۵۔

۲۸

صبا میرے جوان لشکر کی کون جاخیز کرناں  
 ہمارے نشینہ دل پر روا نہیں اس قدر تخی  
 کہا کس نے تجھے اے لاو بالی شوخ یے پڑا  
 طلب کی راہ میں سختی جو پیش آوے تجھے سا لک  
 چڑھا کر آستین شوق کس درمیں ہمت  
 بتایا ہے امام عشق نے جھکوں وضوئے عم  
 ۱۸۲۸ دل بیدر دین اس بار کے جا کر آتزر کرناں  
 تجھے لازم ہے آہ درد مندوں میں خند کرناں  
 کہ اپناں بونہہ کر بچھ مجھ پہ سختی اس قدر کرناں  
 خیالات جہاں کس فتح کر زیر و زبر کرناں  
 محمد اور علی کے نام کوں تیغ و سپر کرناں  
 کہ اپنے موبو کو لاشک کے پانی میں کرناں  
 نگہبشی میں جگر کی آگ روشن کر محبت کی  
 دس آج اپنے دل پر سوز کوں اس پر اگر کرناں

۲۹

عجب طرح کا بدن میں لباس رکھتے ہیں  
 پری رُخاں ہیں لُخاکساریں وحشی  
 کہ جس لباس میں لوں کی لباس رکھتے ہیں  
 کہ نقش پائیں غزالاں ہر اس رکھتے ہیں  
 ۱۸۳۵ کہاں وہ چشمہ کوثر کی پیاس رکھتے ہیں  
 پیسے ہیں چاہ وقتن میں جگ کوئی کہ آب حیات

لے پس کے بر میں پیاکا۔ ۳۹۱۔ ۱۔ اے خضر من جو پرت کی۔ ۳۹۱۔ ۱۔

ہر ایک لاشک مرا بو بھتے ہیں درِ بیتیم  
جو کوئی کہ سر و قدوں کی طرف ہو میں رجوع  
شفیق روز قیامت کی آس رکھتے ہیں  
کہ نعتِ دل کی سپراپنے پاس رکھتے ہیں  
نہیں ہے تیر جواوت میں غم شہیدوں کوں  
دسراج لطف ترے شہر کا وہی پاویں  
جو کوئی کہ عقل و شعور و قیاس رکھتے ہیں

۳۰

گلشنِ عالم میں آسائش نہیں  
یہاں گلِ عشرت کی بیدائش نہیں  
صاف دل کوں ہے نہ پوشی میں کام  
آر سی کوں ذوق آرائش نہیں  
کیوں نہ تجھ قد کوں کہوں سر وہی  
راست ہے کچھ اس میں بالائش نہیں  
رحم کر تقصیر میسر ہی کر معاف  
کیا گنہ گاروں کوں بخشائش نہیں  
میں کہا جی ویوں تو ظالم نے کہا  
شوق ہے یہاں کس کی فرمائش نہیں  
دل میں رہتا ہے خیال اس یار کا  
غیر کوں اس گھر میں گنجائش نہیں

کوئی سادہ سم ہے کہ جانناں بن دسراج  
شوق کے شعلوں کوں افزائش نہیں

۱۔ گلشن ۳۹۱۔ ۲۔ کیوں نہ کہوں اس قد کوں میں۔ ۳۹۱۔ ۳۔ جیو ۵۸۲۔ ۴۔ کہے کوئی شہب۔ ۳۹۱۔  
۵۔ دن۔ ۵۸۲۔ ۶۔ شیلے۔ ۳۹۱۔ ۷۔ ۵۸۲۔ ۸۔

۱۹۳۲

۳۱

۱۸۴۹

اے بواہوس نہ پائے گا اس کے سراغ کوں  
 زنجیر زلف یار میں جب سیں ہو ہے بند  
 سبزے نے خط کے حسن کی افزوں کیا بہا  
 ہے قوت روح اسکے پسینے کی باس میں  
 لایق نہیں ہے گلشن فردوس زراغ کوں  
 پایا نہیں ہوں نام و نشان فراغ کوں  
 اس ناز بونے زیب ویا سخن باغ کوں  
 اس عطر نے کیا ہے معطر و ماغ کوں  
 تازہ کیا ہے پھر کہ مرے دل کو اغ کوں  
 جس سخن میں بار نہیں ہے ایغ کوں  
 اس شعلہ رو کے عشق کی مجلس میں اے سراج  
 روشن کیا ہوں آہ جسگر کے چراغ کوں

۳۲

۱۸۵۶

جو کوئی کہ حلقہ غم سیں فراغ پاتا نہیں  
 پھر اہوں باس ہو باو صبا کے کا ندھے پر  
 یک آن نصبت گلگشت باغ پاتا نہیں  
 پن اس نزاکت خو کا د ماغ پاتا نہیں

۱۔ بھولا ہے بواہوس نے پرت کے سراغ کوں۔ ۲۔ ۱۳۹۱۔ ۳۔ ہے بیچ و تانبہ بیچ گرفتار ناف بار۔ ۴۔ ۱۳۹۱۔  
 یہ ہو کے ۱۳۹۱۔ ۵۔ مجلس میں ماشعنی کی مثال سراج آج۔ ۶۔ ۱۳۹۱۔ ۷۔ کہیں؟ پایا نہیں ہے۔ ۸۔ کہا ہے  
 ک۔ ۹۔ یہ ۱۳۹۱۔

گلی میں یار کی ہر بو الہوس کوں بار کہاں  
 نشان گلشن فردوس زراغ پاتا نہیں  
 کہو طیب کوں اٹھ جامے سر ہائے نہیں  
 کہ دل کی سوزش پہنا کا داغ پاتا نہیں  
 نہ ہوے کرشمہ ساقی کا معتقد زائد  
 کہ رمز گردشِ چشم ایلاغ پاتا نہیں  
 گلی میں اس کی ہوا ہوں تمام پیشانی  
 یغیر نقش قدم کوئی سراغ پاتا نہیں  
 سراجِ ظلمتِ غفلت میں کون کیا سوچے  
 جسے شغلی دل کا چسراغ پاتا نہیں

۳۳

آبِ عینا ہوں ہجر کے جنجال میں  
 اب مجھے طاقت نہیں اس حال میں  
 عاتلوں کوں گرچہ ہے منکر رسا  
 بند میں تجھ زلف کے اشکال میں  
 ہوں شبِ ہجر میں محتاجِ دمسال  
 کر بھکاری پر دھرم اس حال میں  
 چل پڑی ہے فوج میں آرام کے  
 کیا قیامت ہے تمھاری چال میں  
 فیض میں مجھ اشک کے اے بحرِ حسن  
 ہیں بھرے موتی مرے رومال میں  
 سامنے ہے جس کوں حسنِ لایزال  
 دم بدم خوش حال ہیں حال میں

۱۸۶۲

۱۔ لے کے سوز نہانی ۳۹۱ / ۲۔ لے روپ دس دسے بڑا کی بات میں۔ ۳۹۱ / ۳۔ لے ترے ک۔

مصحف دل کھول جب دیکھا سراج  
سورہ اخلاص نکلا فال میں

۳۴

۱۸۶- مجھ میں مت پوچھ اے صنم بے تابی احوال کوں  
چشمِ خویش میں سپاہی تیغ ابرو کوں سہماں  
ہات میں لیکر کھڑے ہیں مرد کا کٹھال کوں  
زہر کا پانی پلایا ہے ننگہ کی بھال کوں  
جانشینی کی مگر خدمت ہے رنگی خال کوں  
حل کرو مجھ عقدہ پر پیچ کے اشکال کوں  
سر و نکلے باغ میں تجھ قد کے استقبال کوں

سر

ہجر کی آتش میں جیوں پر واہ جلتا ہے سراج  
کب تک اب تاب لاوے تجھ برہ کی جھال کوں

لے دل کہہ پئی میں نجا دیکھ سراج۔ قرعہ حیرت ہے اس کے خال میں۔ ۱۔ ۳۹۱۔ اور یہ شعرا صاف ہے

ایک دم بیوسوں جدا ہوتے نہیں۔ عاشقاں خوش حال ہیں ہر حال میں۔ ۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ تم ہیں

کی زلف۔ ۱۔ ۳۹۱۔

۳۵

ترا رخ دیکھ کر جل جائے جل میں ✓  
 رعیت شہر طافت کی گئی بھاگ  
 کہاں یہ رنگ تھے خوبی کنول میں  
 جنوں کی صوبہ داری کے عمل میں  
 کمر باندھے اگر عاشق کشتی پر  
 عجب اس یوسف مصریٰ ہیں لب  
 ہنہیں ہرگز ووشیر ہی عمل میں ✓  
 تماشا دیکھ آدل کے محل میں  
 اگر ہوئے اسکی بارو کے مقابل  
 پڑے دندانہ شمشیر اجل میں

۱۸۶۶

ہوا شعر لیس آج از بس کہ رنگیں

طافت گل کی ہے ہر یک غزل میں

۳۶

دل تڑے سوز غم میں جلتیں ✓  
 شمع مانند جان گلنتے ہیں

۱۹۰۶

لے لکھ س۔ ۱۔ دو خوبی ۲۹۱۔ ۲۔ ہوا ویراں نگر میری خروکا۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ۳۹۱ اور کے اظافہ

اشعار۔ اگر وہ گلبدن گلشن میں آوے۔ پڑے بل کا دل جا کر نعل میں۔ بہت تیناب ہے دل خار غم سوں

کہ جیوں کہ گل گئے ماہی کے گل میں۔ ۵۔ عاشقان تجھ پرہ میں۔ ۳۹۱۔ ۱۔

- دل مرا نتجہ وفا میں ثابت ہے      کیا سیاہی بھرن میں ملتے ہیں  
 - شوخ ابرو مکاں کے غمزے ہیں      دل کے تووسے پتیر چلتے ہیں  
 - چھول چرب سیرم نے پاؤں      تپیں سینے میں خار ملتے ہیں  
 - جنکوں میں چاشنی محبت کی      جیوں گس اپنے ہاتھ ملتے ہیں  
 - درد کے آنسوؤں کے فوارے      چشم کے حوض میں اچھلتے ہیں

شمع روبرو ہر سراج میں نہیں  
 غم کے شعلے سدا نکلتے ہیں

۳۶

تری نگاہ کی انیاں جگر میں چلیاں ہیں      نجانوں کو نسے ہر آب نیچ چلیاں ہیں  
 او دھڑسے سنہ نگاہیں او دھڑ دل نازک      کدھر کے تیر کی چوٹیں کدھر کوں چلیاں ہیں  
 خیال غنچہ دہن میں زبک جاری ہے      ہمارے اشک کی لڑموتیہ کی چلیاں ہیں  
 زبان حال میں کہتا ہے انکا نقش قدم      بہشت دیدہ دل خوش قدوں کی چلیاں ہیں

۱۔ کہیں۔ ک۔ ۲۔ رکھا۔ ۳۹۱۔ ۳۔ فکر کر شعر نہیں کیا ہے مرآج۔ آپ سول آپ لعل اوگلتے ہیں

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ایدھر۔ ک۔



نہ پوچھو کہہ دکا ان قہریوں کوں خاک نشیں  
وہ شعلہ قدر کے دکھوں نے دسراج جلیا ہیں

۳۸

جفا کے ملک کے راجوں نے پھیل ڈالے ہیں  
وگر نہ وہم میں ہزاروں قتیل ڈالے ہیں  
جنہوں کوں ہات لگا اسم اعظم صلی  
خیال غیر کے سایہ کوں کیل ڈالے ہیں  
عجب طرح کی آگن آہ سور عشق میں ہے  
کہ جس کے دوں نے پر جبریل ڈالے ہیں  
درد میں دل کے لئے ہم نے دو داغ ہو  
بتے تھے شبہ کے فقط سو پھیل ڈالے ہیں

۱۸۹۶

لگا ہے تلوہ دل عاشقوں کے مات دسراج  
غبار غم میں بنائے فصیل ڈالے ہیں

۳۹

کوئی ہمارے درد کا جسم نہیں  
آشنا نہیں دوست نہیں ہر دم نہیں  
عالم دیوانگی کیا خوب ہے  
بے کسی کا وہاں کسی کوں غم نہیں  
خوف نہیں تیرے تغافل میں ترے  
دل پہاڑ ابھی سپر میں کم نہیں

۱۹۰۱

دل آرزو  
جدا ہو گیا  
کھرا

شریت ویدار کا ہوں تشنہ لب آرزو کے چشمہ زہرم نہیں  
مجھ نظر میں خار ہے ہر برگ گل یارین گلشن میں دل خرم نہیں  
اشک بلبل میں چمن لیریز ہے برگ گل پر قطرہ شبنم نہیں  
کوئی شب ہے کہ مہرو بن مسراج  
درو کے آنسو میں دہن غم نہیں

۳۰

۱۹۰۸

جو کوئی شادوی کوس نامم جانتے ہیں وہی کچھ لذت غم جانتے ہیں  
کسی کوں راز پنہاں کی خبر نہیں ہماری بات کوں ہم جانتے ہیں  
یکانوں میں جسے بیگانگی ہے قدم اور دم کوں ہم جانتے ہیں  
جو کوئی مشتاق ہیں زخم جفا کے دم خنجر کوں مرسم جانتے ہیں  
طیبوں پاس جانا اور دوسرے جگر کی درو کوں کم جانتے ہیں  
پے ہیں عاشقوں نے عشق کا جام شراب تلخ کوں سم جانتے ہیں

۱۔ گل ہر سرو ہے۔ ۲۹۱۔ ۲۔ پیرو بنا۔ ۳۹۱۔ ۳۔ بیرون اے۔ ۴۹۱۔ ۴۔ گوشہ دامن کعبہ  
میں غم نہیں۔ ۲۹۱۔ ۵۔ محرم۔ ۳۹۱۔ ۶۔ کن علاج۔ ۳۹۱۔ ۷۔ درو۔ ۴۹۱۔

سراج اس شعلہ رو کے سوزِ غم میں  
جلا ہے 'اہلِ عالم جانتے ہیں

۳۱

ہم اس غمِ خشِ خط کے رُخ کون قطعہ تعلیم کرتے ہیں  
پتے ہیں سرگوشنِ راستی کون کیونہ تجھ قد کی  
پرہشتِ غم میں ہم دل کے چین کون نازگی دینے  
اگرچہ عاشقوں کا دل ہے آتشِ خانہِ حسرت  
امیرِ فوجِ خواہاں ناز میں جس وقت آتا ہے  
شہادتِ آرزو ہے جس کون شمشیرِ محبت کی  
ورق پر دل کے ان زلفوں میں شمشیرِ جہیم کرتے ہیں  
مثلاً ہسپتالیوں کو کہ تم تسلیم کرتے ہیں  
یہ اپنی چشمِ پرہم چشمہ تعلیم کرتے ہیں  
نیالِ یارِ سیں گل زارا براہیم کرتے ہیں  
دل و ہوش و خرد او ٹھہ صدیرِ تعلیم کرتے ہیں  
رضا کا رخم کھا کر جاں بحق تسلیم کرتے ہیں  
دو ہی ہیں سراج اس شمعِ رو کے عشق میں ثابت  
کہ جان بازی میں جیوں پر روانہ ترکِ تعلیم کرتے ہیں

۱۹۱۵

۱۔ سراج اوپر نوازیش کی نظر کر۔ تزا دوا کے عالم جانتے ہیں۔ ۲۹۱۔ ۲۔ میں یک۔ ۳۔

۴۔ ۳۹۱۔ ۵۔ صغے۔ ۳۹۱۔ ۶۔ ایس کی۔ ۳۹۱۔ ۷۔ ہزاروں ہوش دل

مذہبوں۔ ۳۹۱۔ ۸۔ وار۔ ۳۹۱۔ ۹۔

۴۲

۱۹۲۳

شہید شجر یارِ کرشمہ داں ہوناں  
یہی تھی آرزو دلِ خُدا نے برلایا  
اگرچہ پیشہ دل میں ہوین سبب کیا ہے  
گلی میں آس کی جہاں مردکے نقش قدم  
ہمارے بلبل دل کوں ہے موج خندہ نگل  
حجاب جلوہ دیدار ہے مجھے مانع  
وگر نہ یارِ سیں آساں ہم زباں ہوناں

دسراچ شوخ کی ہر ہر ادا قیامت ہے

کبھی عتاب کبھی دل میں مہرباں ہوناں

۴۳

۱۹۲۹

کیا قیامت ہے مرد کوں لہجھا نا جاناں  
پھر تغافل کی آگن پیچ جلا ناں جاناں

۱۔ نازک - ک - ۲۔ تھی آرزو دل میں - ک - ۳۔ یو کی ویاں - ۳۹۱ - ۱۔ ۴۔ اوب کی

راہ میں مثل انجھو - ۳۹۱ - ۱۔ ۵۔ شوخی ہر ہر ادا - ک - شوخ کی ہر یک ادا - ۳۹۱ - ۱۔ ۶۔

۳۹۱ - ۱۔ کا اضافہ شعر - اگر ہے چاہ کہ پاوے توں گوہر مقصود - نین کی بارش نیاں میں درختا ہوناں - ۷۔ ملا ہے

کہ اول - ۳۹۱

تم کوں لازم ہے کرم حالِ عاشق پر  
جلوہ حسن دیکھاناں تہ چھپاناں طمان  
دلِ بے تاب پہ طوفانِ بلا نازل ہے  
نک جھلک اپنی دیکھا پھر نہ دیکھاناں طمان  
دلِ سوزاں کی اگن مہر کے پانی سین بچھا  
کن نے بولا ہے جلا ناں بچھاناں جانان  
جبستی جان کوں میں جان میں جا دیکھا ہوا  
ہے مجھے تب سے ہی ورد کجا ناں جانان  
شوخی و ناز میں جاتا ہے توں پھر آتا ہے  
آفتِ دل ہے قیامت ہے یہ آناں جانان

بے طرح تشنگی ہجر میں مرتا ہے ہر آج

شریتِ دل او سے آ کے پلاناں جانان

(۳۶)

اے گل بہارِ عارضِ جانان کوں دیکھ توں  
شر مندی میں پے گریباں کوں دیکھ توں  
رہ سیر میں تبسمِ نوخط کی چار فصل  
موجِ گل و طراوتِ ریحاں کوں دیکھ توں  
نیچے کے اپنے تگمہ یا قوت پر نہ بھول  
خونیں دلوں کے دیدہ گریباں کوں دیکھ توں  
ہے برگِ گل پہ قطرہ شبنم کی کیا بہار  
درپن میں چہرہ عرقِ افشاں کوں دیکھ توں  
دل کا چراغ ہاتھ لے کر من عرف کی سیر  
ظلماتِ بیچ چشمہ حیواں کوں دیکھ توں

۱۹۳۶

گر تجھ کوں طوفِ کعبہ معنی کا عزم ہے      انسان ہے تو صورت انسان کوں دیکھ توں  
 تا قدر عشقِ بلیل شیراز ہوئے تجھے      لے آرسی کتابِ گلستان کوں دیکھ توں  
 زلفوں کوں کھول بواہوسوں کی طرف نہ جا      مارے ہوؤں کے حال پریشا کوں دیکھ توں  
 شعلے اوٹھے ہیں آگ کے اشکِ مدسراج میں  
 آبِ رواں میں کسیر چراغاں کوں دیکھ توں

۴۵

۱۹۴۵

مانِ مست کر عاشق بے تاب کارِ مانِ مان      جان کر انجانِ مرت ہو محکوں بے جا جان  
 فکر اپنی نہیں مجھے ہے اسکی بدنامی کا خو      محکوں نام و رنگ کی بے ہر گھڑی آکر  
 تیر و خنجر میں نہیں ہے آبداری اس قدر      تجھ نگہ کی دیکھ کر جلدی ہو اقربانِ بان  
 دشتِ وحشت میں نیٹ بے کس لے ہو کنگا      ہوں بھکاری وصل کا ویسے محکوں میں ان  
 قتل کرنے پر ترے ہے تیغِ برکف و صنم  
 سرکشیِ مست کر مدسراجِ اب جانکا فرمانِ مان

لے نیک ہے ہر      ۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ خنجر و شمشیر۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ہجر کے میدان میں آکھو دیکھا ہے

شہسوار۔ ۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ تیغِ برکف ہے سرکشیِ قتل کرنے کوں مرے۔ ۳۔ ۳۹۱۔

۴۶

۱۹۵۰  
 منعم کی کاکل مشکلیں کی بوغتن میں نہیں  
 و چشم مست کی شوخی کی دھج ہرن میں نہیں  
 عجب ہے اس لب یا قوت رنگ کی لالی  
 برابر اس کے تحقیق مین مین میں نہیں  
 نخل ہو روز قیامت کہیگا گنت تراب  
 غیر خاک رہ دوست جس کفن میں نہیں  
 زبان حال میں کہتی ہے آرسی یہ بات  
 جو بات رمز کی ہے بات و سخن میں نہیں

چراغ آہ میں روشن ہوئی ہے بزم ہسراج  
 غلط ہے گر کہے کوئی نور انجمن میں نہیں

۴۷

۱۹۵۵  
 کیا سبب و یوسف گل پیرن آیا نہیں  
 مصر میں یعقوب کا نورین آیا نہیں  
 ہم سخن مجھ میں ہوا این کہ خوف تیرا  
 شکر میرے لال کے لب سخن آیا نہیں  
 زگس گل زار حیرانی ہے چشم منتظر  
 اب تک وود لبر غنچہ دہن آیا نہیں  
 ہجر کی آتش میں جلتا ہوو لیکن جاو  
 کیوں سمجھا کون مر و لگن آیا نہیں  
 نہیں ہے لے جا بخودی دست میں حیرت  
 جس میرا من ہر او مہنہن آیا نہیں

لے جو تیں خوف قیباں سوں کیا نہیں یونہی بات ۳۶۱۔ لے مرے من کی بھانے کون۔ ۳۶۱۔

موتھ جادو کی ہے جسکی تیخ ابرو کا خیا ل  
ووقیامت نازنین سحر فنا یا نہیں

رفع ہوئے کس طرح تازی کی نغم اے مسراج

ویدہ حیراں کا شمع انجمن آیا نہیں

۴۸

۱۹۶۲ جب میں تجھ عشق کی گرمی کا اثر ہے من میں  
آج کی رات مرا چاند نظر آیا ہے  
تسب میں پھرتا ہوں و دوسا ہورہ کے بن میں  
چاندنی دودھی پہنکی ہے مرے آنکھ میں  
اس کی ثابت قدمی پرستی قرباں ہوں میں  
کھیت چھوڑا نہیں مجھ دل فتح پر تکیے میں  
قطرہ اشک مرادانہ تسبیح ہوا  
رات دن مجھ کوں گزرتا ہے زری نغم میں  
جب میں دستار رنگا یا ہے صنم ستم بھائی  
گل عباس کوں نہیں رنگ رہا گلشن میں  
سیر دریا میں نہیں ہم کوں تسلی ممکن  
نغم کے طوفان اُبلتے ہیں ہمارے من میں

۱۔ ۳۹۱۔ ا کا اضافہ شعر۔ یوں ہوا معلوم اس کی لاوبالی وضع سوں۔ دل بجانے کا او سے شاید کہ من

آیا نہیں۔ ۲۔ مثل میل آج یہ مسرہ ہوا اور مسراج۔ جان آیا لب پہ لیکن گلبدن آیا نہیں۔ ۳۹۱۔

کے پر ہی۔ ک۔ ۴۔ سبن۔ ۳۹۱۔ ۵۔ ۳۹۱۔ ا کا اضافہ شعر۔ روبرو بیوکے ہے جو بی کے مقابل

بیو ہے۔ کہ نظر شوق کی آنکھاں سوں بخادر پن میں۔



کیوں نہ ہوئے دلِ یاقوت لباموم مسراج  
کام کرتا ہے مری آؤ کا، ہیسرا کھن میں

۴۹

جب نظر آئے ترا عارضِ گلگونِ محکوں      تب کہیں اہلِ تہنِ بلبلِ مفتوںِ محکوں  
آستناں بوس ترا آج میسر آیا      خاک ساری نے دیا فرزیدوںِ محکوں  
پر وہ عشقِ کاکمکتِ سنی کھولا ہوں م      جامِ دلِ سب میں ہوا ختمِ فلاطوںِ محکوں  
چین ابرو میں تری جلوہ نما ہے شوشی      خوب معلوم ہوا فسر کا مضمونِ محکوں  
سیر گلِ چہر میں گلر و کے نصیبِ بلبل      ہر گلابی ہے کلی شیشہ پر خوںِ محکوں  
بے تعجب کہ نہوں سر خوش کہ غیبتِ عشق      لذتِ غم نے دیا نشہِ معجونِ محکوں

۱۹۶۹

نغمہ آؤ کا ہے سازِ خوش آہنگ مسراج  
ہات آیا ہے عجب سوز کا قانونِ محکوں

۵۰

عشق میں آؤ کہ قفل کھور نہاں      زندگانی میں بات دھور نہاں

۱۹۶۶

۱۔ دلِ یاقوت لباموم ہوا ہے مجید۔ ۳۹۱۔ تالیف۔ فی بل ہے۔ اے مسراج اس لب زگیں کی کر کیا توفیق  
مسل جس شہر مستحق جا کے چھپا معدن میں۔



حسن کے لشکر کے راوت ہیں چشم زلف و لب شبنم کا قابو بولناں  
اب چراغِ عقل گل کرنی دسراج  
سوز دل میں ایک "یا ہو" بولناں

۵۲

تجھ رخ کے دیکھنے کی نہیں تاب مہر وہ میں  
مجلس میں عاشقوں کی ہے شمع کا عینک  
ششدر میں آپہر ہے اول جو دل تباہم  
دل کیوں خیال ابرو کر نہوے سیاہی  
ہو سینہ چاک شانہ رکھتا ہے دانت مچھو  
گلگوں قبازی کی چمکا جب میں آئی  
بہش ہر قدم پر تیری گلی کی گرہ میں  
ہر شب گن میں غم کی جلتی ہے تجھ پرہ میں  
شطر رخ میں برہ کی آیا ہے شاہ شہ میں  
شمنیہ غزنی کی آئی ہے موٹھ کہہ میں  
ہے بند جبستی دل تجھ زلف کی گرہ میں  
بو شرم میں تھپی ہے ہر برگ گل کی تہ میں

۱۹۹۰

اب لگ دسراج یکدم اپنے میں بہتہ ہیں ہے  
کیا سحر سامری ہے اس شوخ کی نگہ میں

۵۳

صنم خوش طبعیاں کیسے ہوتی کن کن خریفوں میں  
کہ یہ لطف ادا معلوم ہوتا ہے لطیفوں میں

۱۹۹۶

۱۔ لکھ کو دیکھنے کی کاں - ۱۹۹۱ - ۲۔ کہہ - ۱۹۹۱ - ۳۔

لکھوں صرف اسکی زلفوں کے قلم کر شاخ منگول  
 تری سیدی نگاہیں ان نہیں گرم الفت ہیں  
 خیال میں کلہم آغوش نظر ہے سات پردوں میں  
 کہاں پاپے مر کے اس قدر اس بڑے کوئی  
 ہجوم بواہوس کے شمع مجلس ہو سو کیا معنی  
 مزاجیں ناموافق ہوں تو کب صحبت برار ہوئے  
 عبرت مت بکھو نکلے بھیاں چھار ان چشم توڑوں  
 خس و خاشاک ہیں ہم ترے لئے شعلہ تو ظالم  
 سبک رو حاشی بونے گل ہیں باغ عرفان کے  
 غلط نہیں ہے کہ بلبل حافظ سپہا رہ گل ہے  
 قریب اس سنگدل میں منتظر ہیں ہم کلامی کے  
 سوار توس معنی ہوں چو گمان طبیعت میں  
 ادیب عشق کے شاگرد ہیں فریاد اور مہزونوں

دو اتوں میں سیاہی بھر گل شہو کی قیفوں میں  
 مجھے سفی لگی ہے ہات کئی درد اور ظیفوں میں  
 عجیب شیخی سین میں آیا یہ شوخ ان عقیقوں میں  
 تری آنکھوں سے درجے شرافت و شرفیوں میں  
 لطیفوں کو رو ایندین خنلاط ایسے کثیفوں میں  
 نہیں ملتی ہماری طبع ان دنیا کے قیفوں میں  
 پڑا نہیں زنگس باغی نتھج کام ان لیفوں میں  
 مناسب نہیں اتنی سرکشی آنغور ضعیفوں میں  
 ہر اک خار گراں جاگوں خبر کیا ان لطیفوں میں  
 سندر دکھنا نہیں گل برگ کے رنگیں صحیفوں میں  
 سخن کرتا ہے کوہ کوہ تمکین ان خفیفوں میں  
 لیا ہوں گے میدان سخن میں ہم ردیفوں میں  
 کہ کوہ و دشت کا مکتب ہر گرم ان دنیفوں میں

مدرس آج اس شمع کو کس شوق پروانے بھلانے کا  
دعا کر یا آہی موم دل ہو سے ہم بختیوں میں

۵۴

گلِ باغِ نغمہ جب مرے نزدیک آتے ہیں  
خدا کے واسطے ایس قدر بھی ناکمین کیا ہے  
تھکیب و عقل و ہوش و صبر و طاقت لجاتے ہیں  
تو ہی فلیح عم میں آہ کی نوبت بجاتے ہیں  
جگر کے باغ میں لالہ کی تختے لہہ ہاتے ہیں  
پلا دیدار کا شربت او سے پھر کر جلاتے ہیں  
مکنہ بیچ و تاب لفظ میں پھر کر بھساتے ہیں  
پر ی رویاں جسے تیغ جہاں میں قتل کرتے ہیں  
دیکھاتے ہیں ہمارے غم کو کون خال کا دانہ

۲۰۱۲

مدرس آج ان نوب رویوں کا عجب میں قاعدہ دیکھا  
بلاتے ہیں دیکھاتے ہیں لہہ ہاتے ہیں چمپاتے ہیں

۱۔ پیامید مہربانی سوں میرے پر دیکھو۔ ۲۹۱ ل۔ ۱۔ تھکاف سوں پریشاں حال آکر کد کدیم  
۲۹۱ ل۔ ۱۔ لے ۲۹۱ کا اناضہ شعر۔ اگر آب تھکاف سوں بھجا جاوے تو کیا ہوئے۔ بحث  
مجدول کے حوالگی برہ ہر کے لگاتے ہیں۔

۵۵

۲۰۱۹

جس کوں را چشم سین سخن بگر جاری نہیں  
یوں ہوا معلوم اس کوں خم غم کاری نہیں  
سلسلے میں عاشقوں کے کہے اس کوں اعتبار  
وام زلف یار میں جس کوں گرفتاری نہیں  
جو ہوا ہے جرمہ نوش ساغر بزم جہاں  
خوابِ غفلت میں اس سے یک نوا رہی نہیں  
اے طیبِ عاشقاں اب شربت دیدار دے  
ہے مجھے دردِ جگر ظاہر کی بیماری نہیں  
بس کہ پایالذت دیدار ساقی خواب میں  
صبحِ محشر لگ مجھے اب تو قید تری نہیں  
طبع نازک میں تری ڈرتا ہوں ورنہ آئیں  
جان ری تھجہ قدم پر محکوں دشواری نہیں  
ہجر کی شب میں نہیں ہے تابِ طالعِ کسراج  
کونسا دن ہے کہ جس میں نالہ وزاری نہیں

۵۶

۲۰۲۶

لڑا آنسو کی ہے، سہرا موتیوں کا غم کے دولے کوں  
کیا ہے طاش کا متغیر بہ بن کے گولے کوں  
ووشیریں کہے ہیں بچے شیر لکھوں سنی جاوی  
لگاتا ہوں جگر پر ناخنِ غم کے بسولے کوں  
چرخِ حسن کھلا گم ہوا دلِ لہ فی میں تیری  
مثلاً مشہور ہے جاناں بناناں بھولے کیوں

لے نت نکھائی۔ ۱۳۹۱ء۔ ۲۔ ہوشیاری۔ ۱۳۹۱ء۔ ۳۔ سخن۔ ۱۳۹۱ء۔ ۱۔

گرتا نہیں طفل اشک میرا اپنی شوخی میں جھولاتا ہوں پلٹ کر ہی گکاکھوں کے چھوٹے  
 نہیں بخشی ہے کیفیت نصیحت شک نے ہدی جلاہ یو آتش سہبا میں کٹ بنی کے پورے کون  
 دسراج اب ورد کرتا ہے الایا ایہا ات ساقی  
 کیا ہے یاد اربس خواجہ حافظ کے مقولے کون

۵۷

کیا ہوں جاں سپاری اس صنم کے پاؤں میں  
 کھلا ہے بیک بیک مقصود کے گلشن کا دروازہ  
 تمہارے چہرہ گلنارگوں میں کچھ عجب نہیں  
 برہ کی جان کنڈن میں چلا چھوڑ کر جانا  
 ہے میرے نقد دل پر زخم غم کا سکہ حالی  
 مرا زخم جگر ہنسنا ہے جو کل اسکے دیکھے ہیں  
 کہ کعبینچا دیدہ آہو بن خط سمرہ گکانے میں  
 دل بدل صفت پر دلیر گل رو کے آنے میں  
 کہ انگلی سرخ ہو جاو اشرارت کے بتانے میں  
 ہمارا جان جاتا ہے ہمارے جان جانے میں  
 کئی کیا اشرفی کی ہے محبت کے خزانے میں  
 نہ جانوں کیا قیامت ہے تمہارے سکرانے میں

۲۳۲

۱۔ ۳۹۱ اور کا انسانہ شعرو۔ ہمارا یوسف قل بیڑن کا ہے کہ ہستی میں۔ دیکھا وہ ہے چوں کہ بیوقوف کی آنکھوں  
 کے پورے کون۔ ۲۔ سخن۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ”ہے“ کہ وح۔ ۴۔ ۳۹۱ میں شیخ بولہ۔ ۵۔ سخن کے چہرہ  
 گلنار میں کچھ عجب نہیں ہے۔ کہ انگلی سرخ ہو جاوے اشرارت کے بتانے میں۔

دسراچ اس شمع رو پر جان میں قربان ہوتا ہے  
کمی کرنا نہیں پروا نہ اپنے دل جلانے میں

۵۸

۲۰۳۹

اول کی تم نے بھول گئے مہر بانیاں  
لانی لگے ہو خوب تغافل کی بانیاں  
کیا ہوئے گا سونگے اگر کان ہر کے تم  
گذری برہ کی رات جو مجھ پر کہا بانیاں  
دہن تلک بھی ہا مجھے دست زینت  
کیا خاک میں ملیں ہیں ہی جاقتا بانیاں  
دلغ فراق لالہ باغ خیال ہے  
رہ گئیں مرے جگر میں تمہاری نشانیان  
شاید کسی کے قتل کی ہوتی ہے مصلحت  
رمزیں تری نگاہ کی سب ہم نے جانیاں  
مجھ دل کے کوہ طور کون سہمہ کئے ہو تم  
باقی ہیں اب تلک بھی وہی اتن انیاں

کب لگ رو رکھو گے تغافل دسراچ پر

اب اس قدر بھی خوب نہیں سرگرا نیاں

۵۹

۲۰۴۶

راست بازوں میں خود نمائی نہیں  
تری ابرو میں کج ادائی نہیں



سہ تجھ تبسم میں جو لطافت ہے اس قدر گل میں خوشامی نہیں  
 اس میں بہتر ہے صورتِ دیوار بس میں سامانِ دلربائی نہیں  
 خوب روعاشقوں کے عاشق میں حسن اور عشق میں جدائی نہیں  
 عاشقوں کو نہیں ہے نام میں کام عشق بازی ہے میرزائی نہیں  
 آشنائی کا نام ہے لیکن آشنایوں میں آشنائی نہیں  
 خوف کرتوں دستِ آج سوزاں میں  
 آہ کا تیر ہے ہوانی نہیں

۶۰

ساتی کے بن رباب آہ سینہ ربابیوں میں دل کوں کباب کرنے غم ہے کبابیوں میں  
 فضل خزاں میں بلبل ہے گل کا مرنیہ خوا مرغ چمن ہیں سب میں جواہریوں میں  
 ہے دل میں گلِ رخوں کے بوئے روزگِ خمی ہرگز نشہ وفا کا نہیں ان گلابیوں میں

۲۰۵۳

لے چوں ک۔ ۱۔ دلبران عاشقاں کے۔ ۲۹۱۔ ۱۔ ۳۔ ۱۔ ۳۹۱۔ ۱۔ اکا انافا شعرو۔ سینہ صافی  
 کی لاف جس میں ہے۔ شاید اوس دل میں کچھ صفائی نہیں۔ ۳۔ ۱۔ ۳۔ ۱۔ ۳۹۱۔ ۱۔  
 طبع میری جمال آئی نہیں۔ ۳۹۱۔ ۱۔

اُس زلفِ عنبریں لکھتا ہوں وصفِ ازبس ہے مشک کی سیاہی چینی رکابیوں میں  
 جیناں تڑپ تڑپ کر مرنا سک سک فریاد ایک جی ہے کیا کیا خرابیوں میں  
 ملکر و چشمِ غمِ خویش کرتے ہیں قتلِ عاشق کیا اتفاق بیگنا دکھو مشرابیوں میں  
 پروانہ کیوں نہ ہوئے اوس پر ہر سراجِ تریاں  
 وویار شمعِ رو ہے کیا بے حجابیوں میں

۶۱

مجھ درد میں یار آشنا نہیں شاید کہ کسی کا بنتا نہیں  
 خوباں کوں رو اور قتلِ عاشق اس شہر میں رسمِ خونِ بہا نہیں  
 نہیں باریزید یو اہوں کوں ظالم کی گلی ہے کربلا نہیں  
 تجھ زلف میں لے گم کیا راہ اس پیغم گلی کوں تنہا نہیں  
 اے شمعِ دلِ ہر سراجِ مجھ کوں  
 جلنے کے بغیر مدعا نہیں

۲۰۶۱

لے صفت ہوں۔ ک۔ لے خونِ ۱۵۸۴۔ لے بیو حال مرے سوں۔ س و لے ۳۹۱۔ لے کار بار  
 ۳۹۱۔ لے اس کے بعد یہ دو شعر زیادہ ہیں، زاہد توں نہ جانتا سوں پیو بیاس۔ اس تیرنگہ کوں کو ظالم نہیں  
 بر شرت مول خوب رویاں۔ بیماری عشق کوں دور نہیں۔ ہے اے جان سراجِ ہر کج جو تجھ باج کسئی مدعا نہیں۔

۶۲

۲۰۶۵ زرد رنگی کوں بہا طرب افزا سمجھوں / گل صد برگ کوں میں لالہ حمر سمجھوں  
 باغ حسرت کا تاشا مجھے آیا ہے پسند / کف افسوس کوں برگ گل رعنا سمجھوں  
 گلشن شوق میں ہوں مئے یکے نگہی / پھول کوں ساغر مئے سرو کوں مینا سمجھوں  
 طبعش دل ہے مجھے شاہد مقصود کا وصل / بیخیش دردِ جگر زلفِ چلیپا سمجھوں  
 عالم آب ہے سیرابی گلزار جنوں / خط ساغرِ برگِ گلِ سودا سمجھوں  
 گر نظر آوے مجھے خواب میں و نقش قدم / صورتِ آئینہ چشم زلیخا سمجھوں  
 نقل نازِ اصل میں آئینہ عین نیاز / گل تصویر کوں میں بلبل گویا سمجھوں  
 قبر میں اس لبِ جان بخش کی آوے صدا / تم باذن اللہ اعجازِ میجا سمجھوں

عرس کا سیر مجھے آتشِ غم میں ہے دلہا

شعلہ دل کوں چراغوں کا تاشا سمجھوں

۶۳

۲۰۶۴ کام مت فرما لے ظالم چہرہ تو تلواریں / تیغ ابرو کوں سرک آ عاشق بیمار تیں

کیونکہ ہونے ہر ذرہ معدوم کی والگ پہنچ  
 ہجر کے داغوں میں سینہ داغ جو آسیر کر  
 شوق کی شمشیریں کھتا ہے سینہ چاک چاک  
 یوں تمنا دل میں میرے کہ ہو حشید و قت  
 جو ہوا منصوب پایا ہے حقیقت کا نشان  
 بولہا نہیں خورشید کو جس سے دیوار تین  
 اے صبا پیغام لے جا شوخ گل خستین  
 جس کا ہنچا ہاتھ مثل نشانہ زلف یار تین  
 جام بھر دے مجھ کوں آکا فخر خط ز تار تین  
 بولہا کوں نہیں سانی عشق کے لہر تین

دل میں ہے داغ جنوں سب کھا لے دل لہر آج

گر رسائی مجھ کوں ہو وے اس پری خستین

۶۴

۲۰۸۱

حیف اس گلزار میں سر پہی بالا نہیں  
 صحن گلشن میں گل بلبیل کوں یکجا دیکھ کر  
 پیچ کھا کھا کر ہماری آہ میں گریا پڑیں  
 آہ وزاری پر ہماری رحم کیا آہ سے ہے  
 چہرہ نافرمانی و خط ناز بو والا نہیں  
 داغ ہوتے ہیں کلچے میں دو لالا نہیں  
 ہے یہ سمن تری درکار کوئی مالا نہیں  
 جس نے خون دل میں طفل اشک کوں والا نہیں

کیوں نہ بے گل ہو پکارے غم کی سختی میں دل لہج

عشق کی برچھی لگی ہے جان سر والا نہیں

۶۵

متری نازک لکر کا ہے شبہ باریک بینیوں میں	۲۰۸۶
لگے چھپے نخل ہو جو ستارے صبح صادق کے	
متری آنکھوں کی کیفیت چمن میں دیکھ کر زنگس	/
سیلہاں زماں ہوں لالہ خساروں کے کشور کا	/
نکلنے سے ہر شمع شاد فدا کوں گم سستی باہر	
حقیقت ہجر کے دن کی کہے اور وصل کی شرب کی	
پسند خاطر عشاق ہے بیت اس کے ابرو کی	
بہار آئی لباس زہنہ لال کہوں نہورنگیں	/

نخل ہو یا نہ ہو سے نظارہ بازوں کے تھینوں میں  
 مگر روشن ہو کوئی آفتاباں مہ جبینوں میں  
 خجالت میں گئی ہے ڈوب شبنم کے سپینوں میں  
 کیا ہوں نقش تیرا نام داعوں کے نگینوں میں  
 ہوا سے سرتوں بھی باغ کے بالائینوں میں  
 کرے جو تھم قسم آں ماہ رمضان کے شبنینوں میں  
 رکھے ہیں کوئی سینوں میں کچھ میں کوئی سفینوں میں  
 بھر ہے رنگ غنچوں کے گلانی آگینوں میں

مسکراج اس شعلہ رو کے حسن گلشن کا ہے مالی

لگاتا ہے نہال آتشیں تازہ می زمینوں میں

۶۶

اس لکبوں کب پسند میں رہی کنوریوں	۲۰۹۵
دام و قفس نہ چاہئے ول کے شکار کوں	
لالہ کے پھول کی ہیں جسے قہوہ خوریاں	
کرتی ہیں بند سگھ کے دورو کی ڈوریاں	

لہ کوئی تو ۵۸۲ و ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

ہے بس کہ دور سا غرچہ چشم پر ری رغاں  
گر گئی میں دل کے طاق میں نگر کی خوریاں  
ہنستے ہو کیوں جو تم نے مراد دل نہیں لئے  
معلوم ہوئیں تمہاری نگاہوں کی چوریاں

اب غم کی رات سیر حیران لے لے آج  
یہ اشک گرم تیل ہے آنکھیں سکوریاں

۶۷

۲۱۰۰

تتمیز میں اگرچہ ہے صاحب کتاب توں  
تشنیہ کی کتاب کا ہے انتخاب توں  
کوئی حمد کوئی نعت میں مشغول غری  
ہے دو نومرتے میں بیباقت آپ توں  
احمد کہوں احمد کہوں میں تجھ کو کون کہاں  
کیں بے حجاب کہیں سر اسر نقاب توں  
پایا ہے تیرے نور میں سب خلق نے ظہور  
ذرات کائنات کا ہے آفتاب توں  
اگر لباس رنگ میں طبل کا دل لیا  
ہر چند ہے خلاصہ بوئے گلای توں  
ہے بحر و کاں کوں فیض ترے نور و ناکا  
یا قوت میں آگ توں موتی میں آ توں  
میں تشنہ لب لال سحاب کرم کا ہوں  
کشت امید کوں مری رکھتے خراب توں  
سیاہ دل کوں آتش دوری کی میں شہنا  
کب لگ کرے کار فرع مرا اضطراب توں  
اس موسم بہار میں ساقی مجھے پلا  
جام عطا میں بزم بقا کی شراب توں  
اس مدعا کا گرچہ سزاوار میں نہیں  
کر آخری دعا کوں مری منتجا توں

لے جب سوں۔ ک۔

پروانہ ہے دسراج تری شمع حسن کا  
میں خانہ زاد خسرو عالیجناب توں

۶۸

کیا بلا کا ہے نشہ عشق کے پیمانے میں  
ڈوب جاتا ہے مرا جی جو کہوں قصہ درد  
دل مر ازلف کی زنجیر سب سے بازی میں  
کیا مرنے کا ہے تریے سبب شخداں کا دل  
اس ریب گاہ کوں تو سبھی چا معیت بوجھ  
آنکھ اونٹھاتے ہی مرا تھہ میں مجھ کو لے گئے  
خوش ہوں میں سحر مجھ تو میں عقل نام

کوئی ہوشیار نہیں عقل کے کاشانے میں  
نیند آتی ہے مجھی کوں مرا افسانے میں  
اپنے اس کام کا کیا ہوش بے دیوانے میں  
لذت میوہ فردوس ہے اس دلنے میں  
شیخ بے باک نہ جا گوشہ خے خانے میں  
خوب اسناد ہو تم جان لے جانے میں  
آشنائی کی کہاں پاس بیگانے میں

۲۱۱۱

شعلہ ہے آب حیات دل مشتاق دسراج  
اں سمندر میں یزافرق ہے پروانے میں

۶۹

تغافل کیا ہے جانے تم کون ایسے یار جانی  
قص میں غم کے ہے خانوش لے آئینہ روم بن

ایدھر بھی مسکرا دیکھو نگاہ مہربانی میں  
لاؤ طوطی دل کوں مری شیریں بانی میں

۲۱۱۹

خیابانِ یگر میں غ کے گل لہلہاتے ہیں      اور بلتا ہے مری آنکھوں کا حوض آنسو پانی نہیں  
 لگاوا ایک دم شمشیر تان سین جدا ہو سکے      مرا سر بار ہے مجھ پر تمہاری سرگرافی میں  
 جدھر کوں امن صحرا میں دیکھو بھول لالے کے      کرو معلوم لخت دل کون داغوں کی نشانی میں  
 رواں ہے طبع میری شعر و ردانگیز کہنیں میں      مگر پائے ہیں تعلیم اشکِ حشر کی روانی میں  
 بنفشی جامہ مت بریں کرو آشوبِ نافرمانی      مراد دل خوف کرتا ہے بلائے آسمانی میں  
 جھٹکنا کیا سببِ امکان میں پنے خاکساروں کوں      تعجب ہم کوں آتا ہے تمہاری قدرانی میں  
 آج اس شمع روکے دل میں ہرگز جھم نہیں آتا  
 پتنگوں کی طرح کیا فائدہ اس جاں نشانی میں

۷۰

کیا ہے سیرِ حرمِ جیس و وگل رنگیں      ہے موجِ خندہ گل بلبلوں کوں چین جیس  
 ہوا ہے شہرہ شہر انتظار میں اوس کے      سوادیدہ مرا ہے بیاض نقشِ نگیں  
 جسے ہے راحت دل قدر عشق کیا بوجھے      کہ سنگِ راہِ محبت ہے منزلِ تسکیں  
 نہیں ہے مستِ محبت کوں احتیاجِ شراب      ضعیفِ رتبہ بنیش ہے چشمِ عینک میں

لے لالہ ۵۸۲ و ۱۔ ۲۔ پچھانو۔ ۵۸۲ و ۳۔ پائے میں اوس کی حیرت۔ ۵۸۲ و ۱۔



تمام گنجِ خفی کا کیا ہے سیرِ مسرّاج  
صفا کی راہ میں ہے جس کے پاس شمعِ یقین

۷۱

۲۱۲۳ / کیا ہے کشورِ دل کوں تمہارے ظلم نے ویراں  
کرو گے مہر میں کب لگ ہمارے درد کا دریاں  
رہوں یہ آگ میں کب لگ نہیں طاقتِ دوی  
جلاہوں آتشِ غم میں کہاں ہے وودہ خشاں  
تمہارے خنجرِ غم میں ہوا ہوں بے حیرت  
ہوا ہے چشمہٴ آئینہ میرا دیدہ گریباں  
ہنیں ہے شمع کی پروا کہ تیرا جلوہ حاض  
ہماری مجلسِ دل میں ہوا ہے چاند سا تاباں

مسرّاج اس آرزو میں یہی ہے فکر میں نہم  
کہاں ہے اس کوں یہ سماں جو تیر پر کرے قربا

۷۲

۲۱۲۸ / خدا جانے صبا نے کیا کہی غجروں کے کانوں میں  
کہ تب میں دیکھتا ہوں غنیموں کوں فغانوں میں  
کیا ہوں حیرتِ دل کی کیرنگی کا گلشن میں  
عوضِ بلبل کے برگ گل پڑے تھے آیشا لوں میں  
کبھی اس دلبرِ یاقوت لب نے منہ لگایا ہے  
نہ پوچھو خود و خود آیا ہے رنگِ سرخ پانوں میں

۱۔ دلبر۔ ک۔ اس کے بعد کی غزلیں ح و ۵۸۴ میں نہیں ہیں۔ ۲۔ صرف ۵۹۱۔ ۳۔ اسطرح ہے

الفقہ کے خیال زلف میں جب بس پریشاں ہیں اسی دن میں حرف لاعم شانوں کی زبانوں میں  
 اس آج اس شمع رو کوں کیا غم عاشق کے جلنے کا  
 یہی ہے ایک پروانہ ہمارے قدر دانوں میں

۶۳

۱۴۳

جب میں وہ مخمور چشم نیم خواب تا نہیں مجلس عشاق میں جام شراب آتا نہیں  
 جب سوال بوسہ کرتا ہوں میں گل زنتار لبوں میں خاموش لبتے کچھ جواب تا نہیں  
 نعمت و اودن از بس کہ بے آرام ہوں گرچہ ہوئے بستر مخمل تو خواب آتا نہیں  
 حشر میں جل آتش دوزخ میں ہو خاک آتج  
 جس کی خاطر میں خیال تو تراب آتا نہیں

۶۴

۲۱۳۶

ہر ایک ادایہ تری وار وار ہوتا ہوں ہر ایک باڑی میں جی میں شمار ہوتا ہوں  
 ترے فراق میں بے جان جان جاتا ہے کتاب آکے پیٹ بے قرار ہوتا ہوں  
 ہزار شکر کہ جانا میں چار چشم ہوا عجب کہ ایک میں دو ہو کہ چار ہوتا ہوں  
 کبھی جو شوق سوہن جاتا ہوں گلبدن کی طر قیبت شوخ کی آنکھوں میں غار ہوتا ہوں  
 سجن کے کامل مشکین کوں دیکھ کر یک دم پرت کے جال میں جی میں شکار ہوتا ہوں

ہر آشنائیں نر اسی ہوا ہوا آنز کوں دو گلبدن کے گلے کا میں ہار ہوتا ہوں  
 کیا ہوں کعبہ معنی کا فہم مثل اس آج  
 خیال عالم صورت سوں نار ہوتا ہوں

۷۵

۲۱۵۴ آئینہ رو کے شوق میں حیراں ہوا ہوں میں زلفوں کوں کس کی دیکھ پریشاں ہوا ہوں میں  
 ہے خون دل شراب مجھے اور گزرتے جگر جب سوں پرت کی بزم میں مہمان ہوا ہوں میں  
 آبِ حیات وصل میں دے عسیر جاوے ناخن سوں توجہ فراق کے لیے جان ہوا ہوں میں  
 سینہ کے دغ کس کسوں دکھاؤں میں کھول کے دل کے لہو میں ڈوب کے غلطاں ہوا ہوں میں  
 سوا پتھار تارت کعبے کا مجھ کوں ذوق تیری بھواں کوں دیکھ کے قزباں ہوا ہوں میں  
 پلے تاب ہو کے یونہی تانی کی یاد میں کہتا ہے دل پکار کے کنگساں ہوا ہوں میں  
 اور بہت تہم قزباں کی آنگھو لو دیکھ کر مجلس میں غم کی شوق میں گروا ہوا ہوں میں

اے ماہ رو کوں دیکھ کے جیوں شمع آدھ آج

اپنے عرق کے شرم میں پنہاں ہوا ہوں میں

۱۔ مقصد۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱ میں اس کے بعد یہ شعر آتا ہے۔۔۔ دل کے چمن میں جب میں ملی ہر صبر فراق

تزی بھواں کے دیکھ کے قزباں ہوا ہوں میں۔ ۳۔ کے ۳۹۱۔

۷۶



۲۱۶۲

کیا بلا سحر میں سخن کے نین  
 مجھ پہ کرتے ہیں یار کا جاو  
 گردشس سے سوں آج فارغ ہے  
 آرزو میں تری اے نورِ نظر  
 شور و االے میں سارے عالم میں  
 گل ز گس اگر نہیں دیکھا  
 ہے نخل جس انگے ہر کج نین  
 اس ستہم کار سحر فن کے نین  
 جن نے دیکھے ہیں شش نین کج نین  
 منتظر ہوں کھلے ہیں من کے نین  
 دلبر شکر میں سخن کے نین  
 دیکھ کیسا رگلبدن کے نین

کیونہ ہوئے سحر بے خیر سوں دلبر  
 ہوش کھوتے ہیں من ہرن کے نین

۷۷



۲۱۶۹

دوں سحر کی لگی ہے ترے باج میں نہیں  
 ہرگز نہیں ہے سیر گستاں کی آرزو  
 ہر صبح تجھ شمار کوں اے آفتابِ رُو  
 سلگی برہ کی آگ مرے تن بدن میں  
 بو گلبدن کی نین ہے گل یا ہمن میں  
 موتی ہیں جیوں طین میں ستار لگن میں

اے دیکھے ک

یک پل مری نگاہ سونے ناہنیں جدا      بتلی ہو آسا ہے سخن مجہ مین میں  
 کہنے میں بات بیدل بچا کون جی      اعجاز میسوی ہے ترے ہر سخن میں  
 تجھے لعل لب کی یاد کیا جسوں لپٹش      شہرت ہوئی ہے نام تری مین میں

دسے مجلس وصال میں پروا کی مجھے

جتنا ہوں جیوں دسراج برہ کی گن میں

۷۸

جب میں پوچھا حال دیکھتا ہوں      حیرت کا خیال دیکھتا ہوں  
 تجھے مکھ پہ عیاں ہے سورہ نور      قرآن میں فال دیکھتا ہوں  
 قمری کی عیب صدا ہے پر سونو      ہر سرو پہ حال دیکھتا ہوں  
 یہ کاکل حلقہ دار تیرا      مجہ بیو کا حال دیکھتا ہوں  
 بتلی کی لگا آنکھیاں یہ عینک      تیرا خط وصال دیکھتا ہوں  
 اے گلشن ناز تجہ قہم سوں      ہر گل کوں نہال دیکھتا ہوں

مانند دسراج غم میں جلتاں

ہر کس کوں محال دیکھتا ہوں

## رہیف و

۱

۲۱۸۳ تری گئی کا جو نہیں عزم ہے بت دل جو  
 گر ہے ذوق کہ سپارہ گل کا حفظ کریں  
 دھڑکی سی کی جا پھیر کہ پان کھاتے ہو  
 بہار چوش میں ہے رشتہ رگ گل میں  
 کسی شہید کے شجوں کا ہے مگر قابو  
 ہو اسے چاک گریبان عند لب رنو  
 کہ آج قمری گلشن نے بھول گئی کو کو  
 دوسرے قدکوں کو دیکھ فاختے اور گئے  
 ہے زیب چہرہ مقصود کوں یہی گیسو  
 نہیں ہے غم میں مجھے دو آہ نو میدی

برہ کی یادستی بچھ گیا ہر آج کا دل  
 جمال اپنا دکھ اسے نگار آتش خو

۲

۲۱۹۰ تم اپنے لب کی مصری کا مجھے شربت پلا جاؤ  
 برہ کا جان کنڈن سخت پانی چو اجاؤ

کہو گے خوب کوئی ہے جب مرے میں آشنا ہو گے  
 نہایت باغ میں سروا کو خوش قد کہا نا  
 مری آنکھوں کے دو نوپٹ کھلے ہیں انظار ہی میں  
 نظر ہے گر تمہیں جاں بخشی فرما دیجائے پر  
 سبق کوں وصلے کے جھوٹا ہو مکتب غم میں  
 تم اپنا درس دیکر حرف خاموشی بنا جاؤ

دس آج اس آرزو میں ہے کہ اپنی باؤ میں سب

کسی دن آ کے شمع ہوش کوں آس کی بجھا جاؤ

۳

بے رحم نہ ہو عاشق رسوا کی خبر لیو  
 پاتا نہیں گلشن میں سرخ دل جوشی  
 کس سرو سہی قدستی اٹکا ہے مرال  
 پتھر بھی نہیں ہے شہر شوق مسخالی  
 گل تق نے کیا بلبل شیدا کی خبر لیو  
 تک کام کرو دامن صحرا کی خبر لیو  
 معلوم نہیں علم بالاک کی خبر لیو  
 بتیابی برف رگ خارا کی خبر لیو

۲۱۹۴

۱۔ ۲۹۱۔ مصرعہ اول ثانی۔ ۲۔ ذرا اپنے۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ اگر جان۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ ہجران ک

۴۔ تک۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۵۔ میری۔ ۳۹۱۔ ۱۔

اکثر ہے پریشانی و جمعیت دل کم دیکھو تو ستاروں میں نریا کی خبر لیو  
 آسان نہیں نام گہر پاشی احساں کیوں خشک ہے پانی لب یا کی خبر لیو  
 ہے بے خودی دل کا اثر لطف میں اس کے جب سنگ ہو آب تو مینا کی خبر لیو  
 شہباز حقیقت کا مکان گوشہ دل ہے اس قاف میں جا اپہ میں کی خبر لیو  
 جلتا ہے دسراج آتش ہجرت میں تمہاری  
 دل سوختہ شعلہ سو واک کی خبر لیو

تجھے کہتا ہوں نے دل عشق کا اظہار مت کیجو  
 خموشی کے مکاش میں بات اور گفتا مت کیجو  
 محبت میں دل و جان پیش وقت سب کا رت ہے  
 کہو کوئی عقل کوں جا کر بڑا ستا مت کیجو  
 عیوض نقد دعا کے مفت و شام لب سین  
 ارے دل عشق کے سود میں پیچ کر اذیت کیجو

۱۔ پانیں - ح - پانیں ۱۰۲۹۱ / ۱۰۲۹۲ - ۱۔ صہبائے ۱۰۲۹۳ / ۱۰۲۹۴ - ۲۔ آب - ۱۰۲۹۵ / ۱۰۲۹۶  
 ۳۔ کہتا ہے سراج آگ میں تجھ عشق کی بل بل - ۱۰۲۹۷ / ۱۰۲۹۸ - ۴۔ بے نگر - ۱۰۲۹۹ / ۱۰۳۰۰ - ۵۔ میں شعریوں  
 و شعر زیادہ میں عنایت ہے اگر دشمن دیو ہو و عابد - پرت بازار کے سود میں پیچ کر اذیت کیجو - مرے دل کوں آذیت ستا  
 مان لے لیتے کیے - دیوانا ہے دیوانے کوں آنا نیز اذیت کیجو - لی مجھ دل کو عیاں کی پیچ کر کیا ستا مگر ہے سکھا یا کس نے ظالم تجھے اور تہ



اوسے انچا ہے ظالم دام نے تجھ مہربانی کے ہمارے تیب بدل اوپرستم کا وارست کیجو  
 اگر خواہش ہے تجھ کوں اے دسراچ آزاد ہونے کی  
 کند عقل کوں ہرگز گلے کا ہار مست کیجو

۵

دامن میں جکوں گرد سمجھ دو رست کرو  
 سنگیں دلی میں نشینہ دل چورست کرو  
 کس نے کہا ہے تم کوں کہ شہر خرد نام  
 ویران کر کے پھر اوسے موز رست کرو  
 مہتاب روم کوں کہو دن سے وصل کا  
 ظلمات ہجر میں شب دیکھ رست کرو  
 اس چشم نیم خواب کا کافی ہے ایک  
 تم آرزوے بادۂ انکور مست کرو  
 آئینہ سکندر سی دل اگر ملے  
 ہرگز تلاش جینی فغفور مست کرو  
 ہے مجھ جگر میں داغ محبت کا پھر اوسے  
 خار جفا کے زخم میں ناسور مست کرو

پنہاں رکھو جگر میں برہ آگ جیو دسراچ

پچھڑو ہمد و راز عشق کوں شہور مست کرو

۲۳۱۱

۱۔ آہوئے دل پر۔ ۲۹۱۔ ۲۔ من۔ ۳۹۱۔ ۳۔ دکانگر۔ ۴۹۱۔ ۴۔ چند رکھی۔ ۵۹۱۔

۵۔ چشم کی چشم مست میں دیکھو ننگہ کر۔ ۶۹۱۔

۶

۲۲۱۸

مثال عکس سب کی آنکھ کے درپن کے اندر ہو  
 خواغم میں باہر کھینچتا ہے درد سرفاشق  
 ہو معلوم یوں ہم کوں کہ طالع کے سکندر ہو  
 شراب ناز پی کر بے خبر تم اپنے مندر ہو  
 ہماری دل کی دکھ ٹکری کے راجہ لوم چندر ہو  
 غمیں راون ہیں جین بال بلکین جھنوں وضاکت کی  
 الف کھینچ آہ کا سرد صدا نے آہ کرتے ہو  
 ارے بیباں بی نوا دل زور بانئی کے قتل ہو

اس آج اس شعلہ رو میں جیتا انہار جاسوزی

کہا ہنس کر تمہارا کیا جلے گا تم سمست در ہو

۷

۲۲۲۳

اے شکار انگن دل مائل تکبیر نہ ہو  
 راست کہتا ہوں کہ ان کچ نظر سے مت  
 تاصف حشر میں تو منکر تقصیر نہ ہو  
 اے دا فہم مری بات میں دل گیر نہ ہو  
 صنولی جامے سستی شاخ ملا گیر نہ ہو  
 بلبل غنچ پیرکان سے تیر نہ ہو  
 خوف کرتیز نگاہی میں کہاں ابرو کی  
 یاد رکھ اے دل خوں گشتہ کہ جیو کلمہ عمل  
 جامہ زیبوں کے گریبا کا کلو گیر نہ ہو

لہری چہرے میں کہہ بلبلوں کی سیر  
موج گل کی طریح معلقہ زنجیر نہ ہو  
اہل حیرت پر نہ ہو گرم غضب جان دسراج  
شمع از وحشتہ مجلس تصویر نہ ہو

۸

گناہ اہل محبت کوں تم معاف کرو  
نگاہ تیز کی شمشیر کوں خلاف کرو  
جسے ہے درد کا دوا بزور بیدری  
تو اس کوں محکمہ عشق میں خلاف کرو  
صلاج گرمی بلبل کوں رنگا شربت  
حریر پارچہ برگ گل میں صاف کرو  
اگر ہے ذوق تمہیں پردہ پوشی عالم  
پلک کوں موند کہ آنکھوں تم جانو کرو  
بہت محال ہے ہونا دسراج کی مانند  
برہ کی آگت میں جلنے کی کوئی نہ لاف کرو

۲۲۳۰

۹

اپنی کر شمشیق کوں بے ہوش ہو بے ہوش ہو  
جیوں غنچہ لکبں بند کر خاموش ہو خاموش ہو

۲۲۳۵

۱۔ لے جان۔ ک۔ ۲۔ شوق۔ ۳۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۳۔ جگ کی پردہ پوشی کا۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔  
بہت ۵۸۴۔ ۱۔

ہو عاشقِ خویشِ جگر جیو لالہ اس گل زار میں کہا دل پر داغِ عاشقی گلپوش ہو گلپوش ہو  
تجھ کوں اگر ہے آرزو اس خوش ادا کے وصل کی اے دل سراپا شوق میں، آغوش ہو کونوش ہو  
اندھے دریا درو کا یارب مجھے رسوا نہ کر آیا ہے جوش اس دیگ کوں سرپوش سرپوش ہو  
مجلس میں غم کی لے دس آج اب وقت آیا دور کا  
گروں دل موجود ہے مئے نوش ہو مئے نوش ہو

۱۰

۲۳۲۰ مت مجھے مجروحِ تم تیغِ تغافل میں کرو تخی میں عاشق کے گرد جو کچھ تامل میں کرو  
تیغِ ابرو میں لگ کر دل چاک ہو لے عاشق تو تم رفو اس کا خیال تار کا کل میں کرو  
جو شہید تیغ و ناپ زلفِ محبوباں ہوا تھنہ تابوت اس کا شاخِ سنبل میں کرو  
سن و عشق از بسکہ ہیں یک رنگ باغِ دوستی موقوفہِ تصویرِ بلبلِ کارگ گل میں کرو  
وحشی دشتِ محبت ہے دلِ زارِ دس آج  
حلقہ زنجیر اس کوں تار کا کل میں کرو

۱۱

۲۳۳۵ دل پر خوئیں سے حلقہ کا کل کھینچو گردن گل میں کندر گنبل کھینچو

نہ ہر شیریں لگا لطف کا کافی ہے مجھے  
 جان لینا ہے تو مست تیغِ تغافل کھینچو  
 تپ دل پر نگر شیخ کا تعویذ اثر  
 صفحہ برقِ پست نقشِ تحمل کھینچو  
 دعویٰ عشق پہ گر گل کی سندر کھتے ہو  
 دل بے تابستی نالہ بلبل کھینچو  
 کھول کر ویدہ جاں دل کا نشانہ کھو  
 پردہ چشم کا اس راہ میں بل کھینچو  
 عاشق و مستوم صہبائیں تمہیں کیا ہوگا  
 لب ساقی میں گر ساغر بے مل کھینچو  
 بس ہے اے گوشہ نشینوں ہم ابرو کا خیا  
 مد بسم اللہ دیوانِ نول کھینچو  
 شرمِ عکس رخ گلرو میں مانی ہے پانی  
 ارسی میں ہے جگا کر عرق گل کھینچو

چشمِ دنیا کا جو ہے شوق تو مانند لہر آج  
 سرمہ اصلی کر دینے دل دل کھینچو

۱۲

کس نے کہا کہ دل پہ ہمارے تم کرو  
 اے گلزارِ لطف کرو اور کرم کرو  
 ہر بواہوں کو کب شہاد کا مرتبہ  
 شمشیر کوں نگاہ کی مت تم علم کرو

۲۲۵۲

لے متھرے قتلِ شیریں تغافل کھینچو۔ ۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ دکامل۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ سونیک۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۴۔  
 بیو۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۵۔ پر ۵۸۴۔ ۱۔ ۶۔ بسل جو خاک و خوں میں تڑپتے ہیں عاشقان۔ ۳۹۱۔ ۱۔

محراب بیچ سجدہ ریائی ہے زائد و  
 ان ابرووں کوں دیکھ کہ قامت کو خم کرو  
 مستی اگر ہے عشق کی لے عاشق تو تمہیں  
 دل کوں نہ شوقِ سستی جامِ خم کرو  
 گلرو کی چشمِ مست مقابلِ چمن کی بیچ  
 زنگس جو کشتی کرے او کوں قلم کرو  
 گر آرزو ہے لالہ رنوں کے وصال کی  
 سینے کوں ارغ عشق میں باغِ گرم کرو  
 گر آبرو ہے عشق کی درکار جیوں دس آج  
 پانی میں اشکِ گرم کے چہرہ کوں نم کرو

۱۳

۲۲۶۱

تیغِ ابرو میں لبِ زخم کوں خنداں نہ کرو  
 دامنِ دل کوں مگر چاکِ گریباں نہ کرو  
 یار کی چاہِ زرخداں کے اگر طالب ہو  
 پھر محبتِ آرزو ہے چشمہٴ حیواں نہ کرو  
 کوچہٴ یار کی سو بار گدائی بہتر  
 خواہشِ سلطنتِ تختِ سلیمان نہ کرو  
 بسلِ تیغِ محبتِ پستہ بے جا ہے  
 اب مگر زخمِ جل کوں نمکِ افشاں نہ کرو  
 ہے اگر خم کوں خمِ ذرہ نوازیِ نظر  
 اپنے خورشید میں رخسار کوں نہ پھان نہ کرو

لے گرا بھو آبرو..... الخ ۱۳۹۱۔ لے عاشقان۔ ۱۳۹۱۔ لے ملکِ خوبی کے اگر شاہ کے خم ہو گئے

گدا۔ ۱۳۹۱۔

حسن کی تاب دکھاؤ بکے ہو جانی اس قدر چہرہ و درپن کوں پشیمان نہ کرو  
 بسترِ غم پہ ہے بیا دل زار دلگسراج  
 شربتِ وصل کے بن غیر کا درماں نہ کرو

۱۴

ہے جب سب سے لب شکر افشاں کی آرزو تیسری نہیں ہے لعلِ بخشاں کی آرزو  
 اوس سرو قد کی توجہ بسم کا مبتلا رکھتا ہے کب نہ لالِ افشاں کی آرزو  
 ناساز ہے دماغِ محبت کوں بوجہ گل ہے گلِ بدن کے عطر گر سیاں کی آرزو  
 تاجِ سکندری ہے نزلِ نقشِ پای مجھے ہرگز نہیں ہے تختِ سلیمان کی آرزو  
 آئینہ رو کے وصل کا امیدوار ہے ہر مہرِ ہی ہے دیدہ حیراں کی آرزو

۲۲۶۸

الانتظار اشد من الموت ہے دلگسراج

لیوے گی جان و بسرِ جاناں کی آرزو

۱۵

دلِ گزرا کوں سے چین اپنا بوجھو سینہ چاک کوں برگِ ثمن اپناں بوجھو

۲۲۶۳

لے مجھے نقشِ پازا۔ ک۔

آرزو ہے مری آنکھوں میں رہتی ہو  
 تم کوں ویدیوں کی قسم یہ وطن اپنا بوجھو  
 جان شیریں<sup>۱</sup> ولے نہیں ہے تمہارے عزیز  
 مجھ کوں تم عاشق فرادون ایساں بوجھو  
 عشق میں جی میں گذرنا قدم اول ہے  
 کوچہ یار میں جامہ نکلن اپناں بوجھو  
 فوج کرتے ہو بہتر مجھے تسربان کرو  
 ہے مرے حق میں یہ عیب اپناں بوجھو  
 گرچہ ہم ذرہ بے قدر میں تم ہو خورشید  
 ہر طرح میں ہیں گلابدں اپناں بوجھو  
 شکر میں لبستی برلاؤ تم امید مسلاج  
 خوب او سے طوطی شیریں سخن اپناں بوجھو

۱۶

دلبری ہر بوالہوس کی حد میں افزوں کرو  
 مغلس بے قدر کوں یک بل میں قیامت کرو  
 ۲۲۱۱  
 مت چڑھاؤ استنیں تم قتل کرنے پر مرے  
 اپنے دامن کوں عبث آلودہ خون مت کرو  
 مہربانی کی طرح پہلی نہ بھولو یک یک  
 بیت ابرو کوں تم اپنی تازہ مضمون مت کرو  
 لذت مستی اگر دل کوں تمہارے ہے عزیز  
 جب تلک یوانہ ہوئے تب تلک فداطوں مت کرو

۱۔ ذبح کر اپنے اوپر وار کے قربانی دیو۔ ہے مرے حق میں وہی عید کا دن اپنا بوجھو۔ ۲۹۱۔ ۲۔ آہ سخن ۳۹۱۔

۳۔ اپس کی۔ ۳۹۱۔ ۴۔ آہ ۳۹۱۔ اس شعر کا مصرعہ تانی نیچے کا مصرعہ تانی ہے۔



اپنے عاشق کوں دکھنا اولوہ ایمان فریب  
 کر دیئے ہیں عاشقوں توں اپنے کوں سبیل  
 چھوڑ دیتا آتش حسرت میں جگر خاک ہونے  
 عاشقوں کوں اس دو بالا کیف کی برداشت نہیں  
 عقل کی رکھتا ہے بوزاہد کوں مجنوں مت کرو  
 پتہ نازک کوں مہندی لاکھ لگلوں مت کرو  
 لاشہ عاشق کوں مرتے بعد رفوں مت کرو  
 خط کی سبزی لب کی شکر ساتھ مسجوں مت کرو

خود بخود بے خود ہو ابے دیکھ کر تم کوں سراج  
 اس قدر ناز و ادا کا حجر و جادو مت کرو

۱۵

اس لبِ لعل کوں تم شکر شیرین کہو  
 شکر زلف میں ایمان مرا پھین لیا  
 یار کے پھر میں آیا ہے مرا اچھی لیب پر  
 ناخن جوڑیں مجھ دل کوں کیتا پر توں  
 اس کف دست کوں گلزار تیرے رنگوں کو  
 اس بت صاحب زندگ کوں دین کہو  
 جان جاتا ہے مرا سورہ یسین کہو  
 نہیں ہے مرا گال و تمہ پتہ پشامین کہو

۲۲۹۰

۱۔ اپنا سبیل۔ ۲۹۱۔ ۲۔ لے لالہ۔ ۳۹۱۔ ۳۔ اس شعر کا مصرعہ ثانی نیچے کا مصرعہ ثانی  
 ہے۔ ۴۔ ہجر و انفسوں۔ ۲۹۱۔ ۵۔ کون برآ کر گیا۔ ۳۹۱۔ ۶۔ دل۔ ۳۹۱۔ ۷۔ جان کنکن میں  
 ہوں کوئی۔ ۳۹۱۔ ۸۔ ناخون۔ ک۔ ۹۔ سید۔ ۳۹۱۔

حشر لگ یار کے قدموں کی رنج و ملال  
عاشق و دل کی محبت سستی آمین کہو

۱۸

۲۲۹۵

کبھی تم مول لینے ہم کون منہ سنبھال کر دیکھو  
کبھی تیر نگاہ تند کا برسوا کرتے ہو  
کبھی تم سرد کرتے ہو دلوں کی آگ گزیں  
کبھی تم سرد مہری میں جھنک باد کرتے ہو  
کبھی تم صفا کرتے ہو مردل کی کدوڑوں  
کبھی تم بے سبب تینوی چڑھا کر ماوڑے ہو  
کبھی تم موم ہو جاتے ہو جب گیم ہوتا ہوں  
کبھی میں سرد ہوتا ہوں تم بھر کاو کرتے ہو  
کبھی لالا مجھے دیتے ہو اپنے ہاں پیالا  
کبھی تم شیشہ دل پر مہر پیچھا کرتے ہو  
کبھی تم دھول اڑاتے ہو مری غصے میں روکھو  
کبھی پر جیا کالا عرق چھڑکاو کرتے ہو

کبھی خوش ہو کہ کرتے ہو دس آج اپنے کی جانجی

کبھی اسکے بچھا دینے کوں کیا کیا داو کرتے ہو

۱۔ ۲۹۱ کے اسناد شتر۔ دست گل پھل و خشا گل حاضر گل۔ یار کے قدموں سرا پا تم گل تکمیں کہو۔ بسمل تین

انفال نہ کرو عاشق کوں۔ کس ستمکار کی ہے رسم کہ آمین کہو۔

لئے وافر۔ ک۔

۱۹

ہمارے پرترشس ابرو کئے ہو رقیبوں کی طرف اب رو کئے ہو  
 نمک رکھتے ہو میرے ختم دل<sup>۱</sup> عجب مجھ درد کی دارو کئے ہو  
 تم اپنے خندہ پنہاں میں گلو تم ہمارے قاتل کا قابو کئے ہو  
 دکھا کر من بہن آنکھوں کی گردش دل و دین کوں رہم آہو کئے ہو  
 کئے ہو انتہام نازیب میں ہمارے صبر کوں کیسو کئے ہو  
 ہوا ہے چھوٹناں دشوار بکوں شکار حلقہ کیسو کئے ہو

۲۳۰۲

دسراج اب کیوں نہ بوجہ ان مہوش  
 نگاہ نازیبیں جاو کئے ہو

۲۰

حال دل اشک آہ میں پوچھو نہیں غلط دو گواہ میں پوچھو  
 دل نشقہ کامرے احوال اس کی زلف سیاہ میں پوچھو

۲۳۰۹

۱۔ سر بچ خندہ پنہاں سوں اپنے۔ ۲۔ ۱۔ ۳۔ ۱۔ ۴۔ عجب بوجہ قتل کا ۲۹۱۔ ۵۔ ۶۔ ایس کے  
 انتہام دلبری سوں۔ ۷۔ ۸۔ اپنی۔ ۹۔

شکر عقل کیوں کیا غارت  
بے خودی کی سپاہ میں پوچھو  
روشنی اس جمال روشن کی  
تا بکس نہر و ماہ میں پوچھو  
چہرہ عاشقوں کا حال تمام  
زردی رنگ کاہ میں پوچھو  
بے گنا ہوں کیوں کرے شہید  
اپنی تیغ لگاہ میں پوچھو

تم بنا ہے دسلج ہڈاواں ڈول  
اسکوں تم آکہ چاہ میں پوچھو

۲۱

ہے زلف بار حلقہ زنجبیر ہو ہو  
ارو ہے جیوں کمان پلک تیر ہو ہو  
خس کون شرح سخن را امت کہو  
ہے سورہ جمال کی تفسیر ہو ہو  
بار کی خیال سستی موقلم بسا  
کھینچا ہوں دل پہ بار کی تصویر ہو ہو  
دل کے ورق پہ زخم جالی میں بار کی  
شکرت میں لہو کی ہے تحریر ہو ہو

۲۳۱۶

۱۔ رنگ ۔ ۳۹۱۔

۲۔ تم بنا ہی ۔ ۳۹۱۔

کہتے ہیں اتفاق سبب بیلان ہند تیری گلی ہے گلشن کشمیر ابوہو  
 رشتہ یار ویکھ کے معلوم یوں ہوا مصحف لکھا ہے کاتب تقدیر ابوہو  
 گل لینے اشک کرم کا پتلی کی شمع میں  
 ہیں دوپک مسکج کی گل گیر ابوہو

## روایات

۲۳۳۳

اے دوست ملطف میں کس حال کوں آدیکھ  
 سینے کی اکن مہر کے پانی نہیں بجھا دیکھ  
 صادق ہوں مجھے بواہوس جان توں مت جان  
 شمشیر تغافل دل زخمی پہ چسلا دیکھ  
 پیاسا ہوں تری تیغ کے پانی کامر ایک دم  
 باور نہیں یہ بات تو ایک بار پلا دیکھ  
 مجھ آہ کی گرمی میں جھڑے پھول جن کے  
 اے سر و گلستان ادا باغ میں جا دیکھ  
 بندہ ہوں ترا خواہ کر ہم خواہ جفا کر  
 جس طرز ترے شوق میں ہو مجھ کوں جلا دیکھ  
 نقد دل خالص کس مری قلب توں مت جان  
 ہے تجھ کوں اگر شبہ تو کس دیکھ تبا دیکھ

تجھ لب کے تسم میں ہے اعجاز مسیحا  
 اے جان دس کراج اس ل بے جا کوں جلا دیکھ

۲

۲۳۳۰

جلوہ جاں فزا دیکھا تارہ      دل بے جان کوں جلا تارہ

اے خواہ میا خواہ ستم - ۳۹۱ - ۱ - لہ طرح سبک - ۳ - لہ ۳۹۱ / اکا اضافہ شعر تجھ غم سوں ہوا نخت جگر لیل  
 بزنشیاں - از بہر خدا محیطوں اے کاب جبار دیکھ -

دل ہمارا غریب خانہ ہے گاہ گاہ اس طرف بھی آتا رہ  
 خشک ہوتے ہیں ہم بدلم بنیم آب شمشیر کا پلا تارہ  
 عشق آتا ہے فوج غم لیکر تجھ کوں کہتا ہوں خوش جانارہ  
 تاکہ خوش ہوئے گلبد لبلبل اکثر اپنی غزل سناتا رہ  
 منصب عشق ہے اگر تنگوں نوبت آہ کوں بہا تارہ  
 شمع رو میں دسراج جا کر بول  
 کہ تینگوں کوں مت جلا تارہ

۳۰۰

۲۳۳۰  
 لیا ہے ہات میں ساتی شراب کاشیشہ کہاں رہیگا سلامت حجاب کاشیشہ  
 خبر بہار کی سن بلبلیں ہوئیں بے ہوش لے آؤ غنچہ گل میں گلاب کاشیشہ  
 لباس اہل چین کیوں نہ ہو سرخ آفتاب بے غنچہ گل لالہ شہاب کاشیشہ  
 ہے ذوق بارہ کشتی زاہد ریالی کوں بھروسہ شراب میں شکل کتاب کاشیشہ  
 عجب کہ غفلت و عیش میں لزم و لزوم بغیر چشم نہیں رنگ خواب کاشیشہ  
 ہوس نے واز کیا راز سبیشہ زاہد ہو میں چھوٹ گیا اس جہا کاشیشہ  
 شراب تو جلالی میں بس کہ ہے لیریز  
 دسراج چرخ میں ہے آفتاب کاشیشہ

۴

۲۳۳۲

ہوا ہے مہرباں و دو موکر آہستہ آہستہ  
 کیا مجھ آہ نے شاید اثر آہستہ آہستہ  
 کیا ہے مسکرا کر بات مثل پھول گلرو نے  
 نہالِ عشق نے لایا نثر آہستہ آہستہ  
 پلا کر جامِ اپنی چشم کی گردش سچے دلچے  
 کیا ساقی نے جکوں نے خبر آہستہ آہستہ  
 طفیل سوزش دل منزلِ عاناں کو بچاں  
 ہوئی ہے آہ میری راہ آہستہ آہستہ  
 گلی میں اس پری رو کی کیا عزم اور نکلے  
 نکالا مرغِ دل نے بال آہستہ آہستہ  
 مے حال پریشاں کی حقیقت کس جا کر  
 صبا کو چے میں گلرو کے گذر آہستہ آہستہ

اس آج اس شوخ نے پیش لایا تبار و کو  
 مراد ل کیوں نہ ہوے زیر و براہستہ آہستہ

۵

۲۳۵۱

ہوائے نازہ غم میں سینہ؟ آہ  
 شرفشاں ہے ہر ایک دم جگر میں اگلر آہ  
 برہ کی آگ میں کب لگتال شمع جلوں  
 شبِ فراقِ درازی میں ہے برابر آہ

۱۔ پس کی گردش آنکھاں کا دے کر جامِ عالم کوں۔ ۱۳۹۱۔ ۲۔ اس کی گرنے۔ ۱۳۹۱۔ ۳۔  
 ح نادر۔ ۴۔ بول گلرو میں۔ ۱۳۹۱۔ ۵۔ اس کے کر گزیر۔ ۱۳۹۱۔



عجب نہیں جو ہے نونِ دل مجھ سے نکھوں میں      جگر شکاف ہے ہر لحظہ نوکِ خنجر آہ  
 کیا ہے جوشِ مرے دل پر سخنِ سودا نے      بجائے گرگِ دل پر گلاوٹے نشتر آہ  
 لکھا ہوں شکوہ زلفِ دراز سر و قدال      کتابِ سینہ او پر کھینچ مار مسطر آہ  
 رواں ہے قافلہ اشکِ راہِ چشمِ سنی      ہوا ہے عرصہٴ دل میں جھومِ شکر آہ  
 عجب ہے گرنے جلے نیرِ زارِ عقلِ دسراج  
 جگر میں شعلہ نشاں ہے ہمیشہ اُخگر آہ

۶

عجب ہے خوشنما اس دلبرِ مخمور کا طرہ      دکھا ہے کیا گردِ ستارِ او پر نور کا طرہ  
 مرے داغِ جگر کون سے شفا دیکھے ملنے میں      بغیر از مرہمِ کافور نہیں ناسور کا طرہ  
 مرادِ بل کے سرمہ ہوا منظورِ سنگدل      تجلی شعلہٴ انوار کی ہے طور کا طرہ  
 سہا ہوں غم کی تاریکی کون جابا پہنچا      صنم کی زلفِ مشکیں ہے شبِ بچور کا طرہ

۲۳۵۸

لے ہے۔ ۳۹۱ اور ۵۵۴۔ ۱۔ لے جب سوں جگر۔ ۲۹۱۔ ۱۔ لے لٹنے سوں چیم کے۔ ۳۹۱۔ ۱۔

لے سولے۔ ۵۵۴۔ ۱۔ لے اس۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے ہوا ہے بل کے دل سرمہ لے منظور جاناں ہے۔ ۳۹۱۔ ۱۔

شعلہٴ انوار کی ہے نور کا طرہ۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے انا لٹی کے چمن کا سرو بلبل کون آساں ہی نہیں۔ سیادری اس باغ میں مضمور کا

طرہ۔ ۳۹۱۔ ۱۔

شرابِ ناب دے ساتھی کہ گلشن میں ایک نبا رکھا ہے تاک سر پر خوشہ انگور کا طرہ  
 دسراج آزاد ہے سب میں نہیں ہے طالبِ بہت  
 کند گردنِ زائد ہے زلفِ حور کا طرہ

۶

۲۳۶۳

ہے حجابِ دوست و انگیر آہ نہیں تو جانا چرخ او پر تیر آہ  
 اشک کے شگرف میں لکھتا ہوں صفحہ دل کے اوپر تصویر آہ  
 سلسلے میں عشق کے آیا ہے وو جو ہوا پابستہ زنجیر آہ  
 جامدہ فانوس کیوں ہو آسماں تکمہ دل ہے گریباں گیر آہ  
 مہرباں ہے شمعِ رو مجھ پر دسراج  
 مدتوں کے بعد ہوئی تاثیر آہ

۷

۲۳۶۹

اس من بہر کی زلفِ مشک درِ مشک کون کچھ ہر ایک مشک میں نازِ مشکِ غنن کون کچھ  
 لے دل اگر ہے ماندگی راہِ غمِ تجھے حلقہ میں زلفِ یار کے جب لوطن کون کچھ

۱۔ جانِ جاناں مہرباں ہے مجھ او پر۔ ۲۔ دسراج اب ہے مگر تاثیر آہ۔ ۳۔ لے بیوی زلف۔ ۴۔ لے۔

دیکھا نہیں جو گلشنِ امیر کی کلی  
 ایک پل میں مجھ میں جان کے انجان ہو گیا  
 اس کلمہ زار غنچہ دہن کے دہن کوں دیکھ  
 اس دیدہ باز شاہدِ پرفن کے فن کوں دیکھ  
 گل گل ہوا ہے داغِ محبت میں دل مرا  
 گر آرزو ہے سیر کی آس چمن کوں دیکھ  
 میری طرف میں ظالمِ خون ریز کوں کہو  
 یک بار اپنے بسملِ خونیں گفن کوں دیکھ  
 بے جا نہ کرتوں لاف و لیری کی لے دہ سراج  
 اس تند خو کے بروئے شمشیر زن کوں دیکھ

۹

تب تو لگتا تھا مجھے خوب آشنائی کا مزہ  
 خوش لگی تھی ہم کوں اول ہر بانی کی طرح  
 میں نہ جانا تھا کہ یوں ہو گا جدائی کا مزہ  
 اب ہوا معلوم تیری بے وفائی کا مزہ  
 کوئی صاحبِ دل نہ چھوٹے کا نہ ہمارا دم میں  
 بے طرح غم کوں پڑا ہے دلِ رانی کا مزہ  
 لذت و کشت نام تیری کی چکھا ہے پاشنی  
 ذائقے کوں کب پسند آوے مٹھائی کا مزہ  
 خوب نہیں نلگی کہ ورت کی آشیرین نہیں  
 ترش روئی چھوڑ کر دیکھو صفائی کا مزہ

۲۳۶۶

۱۔ پھر۔ ۳۹۱۔ ۲۔ سوں یہ دل مرانام۔ ۳۹۱۔ ۳۔ خون۔ ۳۹۱۔ ۴۔ کے کا۔ ۳۹۱۔

۵۔ ہو گیا۔ ۵۸۴۔ ۶۔ بیگا۔ ک۔ ۷۔ تھے۔ ۵۸۴۔

بھیٹ کے پیالے پہ قربان تاج شاہی کو کریں      پادشاہوں کوں جو ہانت آوے گدائی کامزہ  
 دیکھ جا یک بار آتشس بازی آہ دسراج  
 خوب ہے اس وقت پر سیر ہوائی کامزہ

۱۰

۲۳۸۳

غم آہستہ روئیاں رفتہ رفتہ      کیا ہے مجھ کوں حیراں رفتہ رفتہ  
 دو ساحر نے ادا کا سحر کر کر      لیا مجھ سےیں دل جان رفتہ رفتہ  
 جگر عشاق کا اور غفاسوں      ہوا صحن گلستاں رفتہ رفتہ  
 کمند زلف دکھلا کر کیا ہے      مرے دل کوں پریشاں رفتہ رفتہ  
 زبیں اس یوسف مصرچی ہیں لب      ہوا دل مثل کنساں رفتہ رفتہ  
 دسراج اب تو نہ ہو نگیں کہ رحماں  
 کرے گا مشکل آساں رفتہ رفتہ

## رویفی

۱

نہیں ہے دل میں زاہد کے صفائی کہاں اس بوریا میں بے ربائی

۲۳۸۹

بیاض پیشم رو رو کر موئی مرغ ہوا بے کاغذ باری حسائی

ہوئے ہیں راست بازاراں پیڑبا کماں ابرو نہ کر توں کج ادائی

جدائی میں ہوا ہوں دل شکستہ تم اپنے وصل کی دیو مویائی

جدائی میں اسراج اس سیم تن کی

ہوا ہے رنگ رو میرا طللی

۲

دور کر دل سے نقشِ دانائی عاشقی میں کہاں ہے عزائی

۲۳۹۳

۱۔ ہوا دل اب جدائی سوں شکستہ۔ اپس کے دل ہوں کو مویائی۔ ۲۹۱۔ ۲۔ مرزا اس سیم تن کے دیکھنے باج۔

۳۔ ۲۹۱ کے اصفا شمار۔ ہوا آڑ تیس روچہا میں رہا پیشہ پیشہ لہ زوائی۔ منور کر نسب تاریک جہراں نہیں توجہ باج گنچ

روشنائی۔ نگاہ ناز کا یک وار پیشہ۔ تجھ گزروں ہے تیخ آزمائی۔ نزدیک غلاب میں تل نے یہ عجب ہے تیرے کفا پا کی صفائی۔

بلبل و گل میں ہے خرید و فروخت  
 توں بھی آگر ہوا ہے سوائی  
 عشق ہے یا بلا قیامت ہے  
 ایک جی پر سزار سوائی  
 صبح کچھ شام کچھ مزاج تزا  
 خوب نہیں اس قدر بھی رعنائی  
 تجھ گلی میں ہوا ہے روگرداں  
 تب میں ہے آفتاب ہر جانی  
 دل ہمارا ہوا اسکندر وقت  
 چاک کر کر لباس و زانی  
 قیس دشتی و کوکن کوہی  
 اشکِ حسرت میں میں میں بیانی  
 نہیں رہا ہم کون خوف مرنے کا  
 کہ ترے لب میں ہے سیجائی  
 شاہ خوبان کس عرض کرے آہ  
 اشکِ میر ہوئے میں جس رائی  
 اب ہوا ہے سخن ہمارا سبز  
 طوطیوں کی بحث ہے گویائی  
 لب پہ تیرے بلاق کا موتی  
 ہے چراغ دوکان حلوائی  
 جاں اوٹھے اسکے صن کا برق  
 وہاں کی یوسف کرنے لیجائی

شعلہ غم میں دل جلا کے دلہراج  
 آپہ ہنستا ہے ہوتا شائی

۳

بجا ہے دل مرا گر ہوئے شہرابی      نشہ سین میں تری آنکھیں گلابی  
 لباسِ سُرخ میں دیکھا ہوں تجھ کوں      نہ ہو ویں کیوں مر آنسہ شہابی  
 تمام آیاتِ خوبی میں نظر و خال      عیب ہے شوق کا چہرہ کتابی  
 بجا ہے گرترا حیران و خاموش      لبِ اقمیر کوں ہے لاجوابی  
 تراز خسار ہے دیوانِ خوبی      بہوں ہیں اس میں بیتِ انتخابی  
 دوئی کوں ترک کر اور ایک کوں بوجہ      سخن کہتا ہوں میں شہسویں حسابی

۲۴۰۶

دسرا آج اب جاں لب ہے تجھ فراقوں  
 شتابی آشتابی آشتابی

۴

بہار ساقی ہے بزمِ گلشن میں مہربانِ چمن شہرابی  
 پیالہ گل، سر و سبز شیشہ، نشہ اب بو اور کلی گلابی

۲۴۱۴

لے پینتہ - ک - ۱۔ یہ کہ دیوانِ غزلی ہے کہ جس میں - تری ایروہیں - ۱۹۱۱ - ۱ - ۳۱۱ کے اضافہ شمار

محبت میں تری اسے آتشیں رو - مجھ ہے مثلِ سیاب اضطراری - و نور اشک میں چہرت میں تیری - آنکھیاں مری ہوئی

مرغ آبی - نصیب نور میں تزدانناں کوں - کہ ہے بے نور خانوں نیالی ؟ -

نہیں ہے بلبل کوں ایسے موسم میں دردِ غم و صوبت میں خزاں کی  
 کہ آتیاں اس کوش کا بن گلائے سایہ گل ہے آفتابی  
 ارے چکورو یہ چاندنی نہیں عبث کئے ہو ہجوم تم نے  
 ہوا ہے جوش بہار نسریں ہیں و صوب کا رنگ ماہتابی  
 ہوا شفق پوشش باغ و صحرا محیط ہے رنگ لالہ و گل  
 غبارِ گلگوں ہے آب رنگیں زمین سرخ اور ہوا شہابی  
 آج اس شوخ چشم کوں کہہ کہ باغ میں نظر ہے گس  
 ہجومِ شبنم میں لے کہ موقی شمار کرنے کوں بھر کابی

۵

۲۳۱۹

راہِ خدا پرستی اول ہے خود پرستی	ہستی میں نیستی ہے اور نیستی میں ہستی
اے ساتی دل آگاہ کرد و سرین فارغ	مخمر ہوں عطا کر جامِ ازل کی مستی
آبادی جہاں ہے اس کی نظر میں ویراں	عاشق کوں ہو میر حسین وقتش کی بستی
امید ہے کہ مومن و بیدار محکوں دیکھا	غم ہجر کا کر یکا کب لگ دراز دوستی

اے آبادی و وعالم لگتی ہے اکوں ویراں۔ غزل ۳۹۱۔



جلنے میں شمع بولی محکوں لے سراج یک شب  
کرتی ہے ہر بلندی آخر کوں عزم پستی

۶

۴۱۲ غیرت میں تجھ رفتار کی ہے سرنگوں کبک دری  
خوشید رو کے رخ طرف ہرگز نہیں تاب نظر  
قمری گن میں عشق کے جل مشت خاکستر ہوئی  
دارائے ملک راز ہونو بت بجاؤں عشق کی  
درکار نہیں عشاق کوں کان جو اہر گنج زر  
طرز نگہ کا پڑھ فسوں یک پل میں لکھ لینا  
اور شرم میں خسار کے پنہاں نظر میں ہے پری  
خط شغالی بے مگر ہر تار دستار زری  
سر وہی اس غم سنی کسوت کیا اپنی ہری  
دل کا اگر محکوں ملے آئینہ اسکندی  
سینہ کے ہے صندوق میں ہر داغ ٹہر کبری  
چشم صنم کے دور میں اب ختم ہے جاو گری  
ہر مصرعہ موزوں ترا سلک گہر ہے لے سراج  
بازار عالم میں نہیں کوئی تجھ سخن کا جو ہری

۱۔ ۴۹۱ کا اٹناذ شعر۔ جام و شرب ساقی تب ایک ہو واکا۔ فارغ کر بی سببں جب پیم مدہ کی مستی۔ لے سورج  
کھی کے کھ طرف۔ ۴۹۱۔ ۲۔ شفق ہے۔ ۴۹۱۔ ۳۔ ہوا۔ ح۔ ۴۔ رنگا۔ ۴۹۱۔ ۵۔ درائے ملک ہے  
گر ہوں تو پر جا ہے مجھے۔ ۴۹۱۔ ۶۔ بجاووں۔ ک۔ ۷۔ تیرے زین۔ ۴۹۱۔ ۸۔

۷

۲۴۳۱

شہزادِ جہل سینِ خود میں کیا خوئی کیا ستر  
 کہ علم بے عمل کا جام ہے لبر ز کم ظرفی  
 الف کا نقش ہے دل پر نیالِ مرقمات  
 ہے میری آہ کے کتب کا مضمون  
 غلامِ عقل بید روی کا سر شکر ہو آیا ہے  
 مناسب ہیں اس موسم میں فرجِ غم کی طہنی  
 مزہ کب سے حلوا گرم دل گدازی کا  
 کہ برف سرد مہری جکون شیرینی برنی  
 نسراج آنکھوں میں یاشکخ نیں یوں گجاری  
 کہ رنگ زعفرانی میں عیاں ہے مہرِ شکرانی

۸

۲۴۳۸

زلفِ کافر میں کیوں نہ دل اٹکے  
 جس کی ہر لٹ میں ہیں کئی لٹکے  
 دل مرا چاہتا ہے اے ظالم  
 تیغِ ابرو کے ایک دو پھٹکے  
 بوالہوس گرد کی طرح جھڑ جائیں  
 اپنے دامن کوں یا جب جھٹکے  
 ہے ترے قدم پر زلفِ خم و خم  
 تخیلِ صندل پہ ناگ جیو لٹکے  
 جب کروں سیر باغِ گلرو بن  
 پھول پھولا ہوا آنکھ میں کھٹکے

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ زلفِ شکرانی عیاں ہے تجھ پر ۳۹۱۔

سوزِ غم میں مسراج ہے بے لے کل  
دستِ افسوس کب تک لے پٹکے

۹

جان جاتا ہے اب تو آجانی      ہجر کی آگ پر چھڑک پانی  
دامن و آتیں کوں رور و کر      خون دل میں کیا ہوا فشانہ  
زلف تیری میں داد پاؤں گا      ہات آئی ہے اب پریشانی  
لالہ رو چہم بہا آئی ہے      کیوں نہ ہوئے پہول کی فراوانی  
گنجِ مخفی میں شنا ہے مسراج  
جب میں ہونی ہے نگاہِ رحمانی

۲۲۲۲

۱۔ ۲۹۱ کے اضافہ اشعار۔۔۔ اس پتہ ایچ ظلم کا خیر جس نے کہا ہے میں ہجر کے پٹکے۔ عاشقاں سرکوں لاکر قرآن  
ناز میں تیغ ناز جب جھٹکے۔ جب کریں گلزار سیر میں۔ گل کی اکھیاں میں خار ہو کھٹکے۔ آپ جیوان عشق ہے ایابِ بضر  
جس کی تلاش میں بیٹھے۔ اے سخنِ رزمِ کمرسراج اوپر۔ کب تک میں تیرے دکھوں پٹکے۔ ۲۔ لکھ دکھا۔ ۳۹۱  
۳۔ دام میں اینچیا ہوں ہیبت۔ ۳۹۱۔ ۱۔ گے پر۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱ کے اضافہ بشر کہیں عشق  
میں سرکین کے۔ جان و دل سوں ہوا ہوں قربانی۔ کیوں نہ ہو جوتنی میں ہو کا غلام۔ نظر آتی ہے شکلِ انسانی۔

۱۰

۲۲۲۴ / مومے مرثگاں ہیں مری چشم میں برچی کی لانی  
 ابر نیسان برستا ہے مرے آنسو کا  
 بلکہ ہر مومے ترے ہجر میں ہیرے کی کنی  
 کیوں نہ ہوئے مومے پلک رشتہ در عدنی  
 خار ہو آنکھ میں سلتا ہے مری برگ سمن  
 جب بس دیکھا ہوں میں اس یار کی ناز کیانی  
 شاخ نورستہ کو سج گل سنی گل پیر ہنی  
 دل آشفستہ ہوا نازہ مشک ختنی  
 دل آشفستہ ہوا نازہ مشک ختنی  
 نغم ہے جنبش ابرو میں تری سحر فنی  
 مومے جادو کی لگی محکوں تغافل میں ترے

تاب نور شبید قیامت سنی کیا خوف دل سراج

روز محشر ہے ترے سر پہ رسول مدنی

۱۱

۲۲۲۵

یار بن غیر میں ہو دل لاوے  
 کب تک ابر آتشیں فراق  
 پھر کر اپنے کئے کو چھپا دے  
 کجیت پر دل کے گک برسوا دے  
 جو برو دکھ سے وہی بوجھے  
 دل بے درد دیکھا پاوے

لہ ہیرے کی کنی - ۱۳۹۱ - ۱ - لہ برچی کی لانی - ۱۳۹۱ - ۱ - لہ مومے کی کنی - ۱۳۹۱ - ۱ -

او سکو بوجھوں کہ کشف رکھتا ہے  
 جو مرے دل کی بات بتلاوے  
 آج آیا ہے باغ میں لالا  
 کیوں نہ مر جیسا کہ بھول بھڑکا  
 کیا عجیب تجھ ننگہ کی گرمی میں  
 آگ پانی ہو گل کی بہہ جاوے

بندہ بے درم ہوا ہے دل سراج

یہ گلی چھوڑ کر کہاں جاوے

۱۲

اگر ساقی خمار شوق میرے کی خبر پاوے  
 شہ اب اشکِ وقت جام میں آنکھوں کے بھراوے  
 خدا جانے اٹھے کیا دھوم میخانے میں عالم کے  
 اگر دل نشہ بے اختیاری میں بہک جاوے  
 چمن میں رقمِ نبیر اسے گلبدن ہر آہ کا شعلہ  
 عجب کیا آتشِ گل تربت بلبل میں بھر جاوے  
 اگر مستی تجھے درکار ہے کر گریہ رقت  
 شراب اس کے نصیبوں میں جو بارش کو اتاوے  
 مراد آسوا گردیا کوں پہنچے یا دظالم میں  
 کہاں دار فلک قوسِ قزح میں تیر برسوا  
 برو کی آگ میں جلنا ہوں بن امید بانی ہے  
 کہاں دل مرا شاید نشہ میں یا دفرماوے

دل سراج اب عاشقوں کو اپنی نظر جاننٹا رہی ہے

پتنگوں کی مراد آو سے اگر وہ تمہیں مرادو سے

لے رو جھے ک۔ لے لالاک۔ لے ح نداد۔

۱۳

۲۴۶۸ ترش روئی کی تم اب لانا لگے نہ رہیں نئی  
 کوئی دنوں تھی فصل میٹھو کی سوشا ہر گئی  
 فرس چشم خوش رنگا ہاں جس کوں پا انداز ہے  
 کیوں نہ اس کے پانو کا رنگ جتنا ہو سہمی  
 گر بیاض چشم گریاں میں لکھوں اس کے صف  
 کیا عجب یہ کاغذ ابری اگر ہوئے بستہ  
 دیکھ تیری زلف کوں کھاتا ہے بل بیچ و تاس  
 اصل میں بدرگ ہے جس کی قوم ہے کا کاڑی  
 نہیں ہوا اس شمع رو پر ایک قربان سراج  
 ہیں دو حسن آتشیں کے ایسے پروانے کئی

۱۴

۲۴۷۳ نہ کہئے زلف کوں تیری گر سنبل تو کیا کہئے  
 مگر اس حسن عالم گیر کا بال ہوا کہئے  
 کلید آہ میں صندوق دل کا فضل کھلتا ہے  
 الہی کارخانے کا او سے مشکل کشا ہے  
 سبب سبب کے پایا اپنی اصلی کونوں نے  
 رخِ دل دار کوں آئینہ معنی نما کہئے  
 تراقہ سر میں لیکر پانو لگتے مجھم ہے  
 اگر نور خدا کہئے تو بے جا نہیں بجا کہئے  
 جہاں و دوزخ کی تصویر گذر خوشخبر امی  
 مہ و خورشید کوں آئینہ دانش پاکہئے

حیات جاوداں بجز کون حاصل اسکے دیکھیں تزی چاہ ذوق کون چشمہ آب بقا کہنے  
ہوا ہے بیوں لہر تاج از بس غم کی آگ میں آ  
دل بے تاب کوں پروانہ بزمِ منت کہنے

۱۵

عجب اس پر ی رو کی بانگی ادا ہے کہ جس پر میں اول جاں ندا ہے  
سلامت رہے جان عشاق کیوں کر پلک ہے کناری نگہ نیچا ہے  
دیبا بچکوں شمشاد و شیطِ غلامی تجھے سرو آزاد کہنا بجا ہے  
گلستانِ خوبی میں اے حور پیکر ترا سہ وقد سرورۃ المقتدی ہے  
دلدار ام میں ایک دم دور رہناں ستم ہے الم ہے جھلے ہلا ہے  
صدف میں مری چشم گوہر نشاں کے بہ ایک قطرہ آنسو در بے بہا ہے  
پلک بادیاں اشک ہے قعر دریا مری چشم کشتی بوسنم ناخدا ہے  
عجب نہیں اگر ہو دواں جاں سیرت باں ترا دیکھنا جو کوں عید الفصحی ہے

۲۴۸۰

لے ۳ میں "اس" پھوٹ گیا ہے۔ لے بد ایک سلامت سرین سوں۔ لے ۲۹ اور لے انجور ۱۲۱

لے چشم کشتی کوں۔ لے ۲۹ اور

دس آج اب شہادتِ محبت میں پایا  
گلی شوخِ غم ریز کی کربلا ہے

۱۶

۲۴۸۹

عشق میں اول فسادِ کار ہے      دل میں ترکِ ماسوا اور کار ہے  
ترکِ مقصدِ عین مقصد ہے اسے      جس کوں دل کا مدعا اور کار ہے  
دل ببتنگ آیا ہے اب لازم ہے آہ      غنچہ گل کوں صبا اور کار ہے  
زخمی غم کیوں نہ کھینچے آہِ درد      حلقِ بسمل کوں صدا اور کار ہے  
وصف زلفِ یار کا آساں نہیں      رشتہ فکرِ رسا اور کار ہے  
ہے لبِ ساقی میں چشمہ خضر کا      گر تجھے آبِ بقا اور کار ہے  
زنگ میرا کانِ زر ہے اے صنم      مجھ تلخیں آملِ گر طلا اور کار ہے  
گوشہ ابرو دکھا اے قبلہ رو      مجاں حشرابِ دعا اور کار ہے

۱۔ ۲۹۱ کے اضافہ شعر۔ عطا کر بھکاری کوں نگہ روپ درسن۔ مرادل سخن خجہ گی کا گدا ہے۔ زنی نکٹا  
نور دینی نین کوں۔ دہی حق میں عشاق کے تو تیا ہے۔ ۲۔ پیو کے لب میں دیکھ۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ دیکھ لوگوں

- ۲۹۱۔



دلِ رقیبوں کا جلانے اے دستِ آج  
آتشیں رو دگر باور کار ہے

۱۶

تزارخ صبح کوں شمسِ الضحیٰ ہے	شب تاریک میں بدرالذجا ہے
پلاجا شہرت ویدار ظالم	شہیدِ غم شہیدِ کربلا ہے
مرادل بھر بے پایاں غم میں	جہاز بے خودی کا ناخدا ہے
طریقِ عشق میں مجکوں ہمیشہ	محبتِ دوستِ غم آشنا ہے
قیامت لگ نصیب اکوں شفا نہیں	مرادرِ جسگر کیا لا دوا ہے
زباں پر عاشقِ وحدت نوا کی	بیانِ لیس فیہ لقی سوا ہے
خطر اس کوں نہیں راہِ غم میں	امامِ عشق جس کا پیشوا ہے
مرے غواں دل کیوں ہے معلوم	کہ دریا سے جنوں بے انتہا ہے

۲۳۹۸

۱۔ ۳۹۸ لکھے اضافہ اشعار۔ جو ذکرے ان تعریف اس کی زلف کی۔ اس کے تین نگر سادو کار ہے۔

کال ہے دو ہرگز میرا آشنا۔ گاہ اوڑانے کہر باد کار ہے۔ ۲۔ ہوش کھونے عاشقوں کالے سراج

شاد گل کوں قبادر کار ہے۔ ۳۔ لک۔ ۳۹۸۔ ۱۔

دسراچ اس شمع رو کی یاد ہر دم  
دل بیمار میرے کا عصا ہے

۱۸

۲۵۰۷

دل یار میں آشنا ہوا ہے      میں مجھ سستی بے وفا ہوا ہے  
آنکھوں کے صدف میں قطرہ اشک      کیا گوہر بے بہا ہوا ہے  
مصحف میں جیبیں کے مدابرو      بسم اللہ استدا ہوا ہے  
آئینہ دل کہ بے صفا تھا      تجھ عشق سب خوش جلا ہوا ہے  
معتشوق ہے عاشقوں کا عاشق      ہاتھ میں مجھے ندا ہوا ہے  
عاشق ہے وہ کوئی کہ دو چہا میں      آزاد ہو بے ریا ہوا ہے  
کیا وجہ کہ وہ ہلال ابرو      اس چاند میں کم نما ہوا ہے  
ہے تجھ عشق بس کہ پر زور      پیرا ہن دل قبا ہوا ہے

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ کا اضافہ شعر۔ شب جہاں میں ہر دم نالہ جاں کاہ۔ دل بیمار میرے کا عصا ہے۔ ۳۔ سراج  
از بس ہوا منصور ثانی۔ زبان پر "بیس فی دقتی سوا ہے"۔ ۴۔ ۳۹۱۔ ۵۔ دل پرستی۔ ۶۔ ۳۹۱۔ ۷۔ کہ ہر یک نہ  
۸۔ ۳۹۱۔ ۹۔ تجھ کو کہے صغیر پر۔ ۱۰۔ ۳۹۱۔ ۱۱۔ مد او پر۔ ۱۲۔ پیو پیوسوں جدا نہیں ہے یک اکاں۔ ۱۳۔ ۳۹۱۔

سوزِ دل کے آج کون دیکھ

پر وائے جاں فدا ہوا ہے

۱۹

۲۵۱۶ کیا طریق نذر بھیجوں<sup>۱</sup> خوش ادا کے واسطے  
 دل تصدق بلکہ جا اس دلربا کے واسطے  
 تاشابانی میں ہلال ابرو کون دیکھے اس سب  
 چاک دل نے ہات کھولا ہے دعا کے واسطے  
 کب نظر آویگا یارب و و مرآراہم جاں  
 دوست بیگانے ہوئے جس آشنا کے واسطے  
 عشق کی آتش میں سیماپ دل بیتاب دیکھ  
 شعلہ محنت میں مت جل کہمیا کے واسطے  
 وائے یا قوت دل میرے کون رکھ اے کان جن  
 تکرہ گرد کار ہے بند قبا کے واسطے  
 کھول کر آنکھوں کی جھولی شوق دل محتاج ہے  
 بھیک سے دیدار کی نالام خدا کے واسطے

ہے او سے نور بقا صبح ابد لگ جیو لکس آج

شمع ساجو کوئی مکر باندھا فنا کے واسطے

۱۔ بندہ ہے سراج یا محو۔ توں شاہ نزاگدا ہوا ہے۔ ۲۔ ۳۹۱۔ ۳۔ میجاوں پیار کے۔ ۴۔ ۳۹۱۔ ۵۔ کلاں ہے یارب نہیں نظر آتا ہے۔ ۶۔ ۳۹۱۔ ۷۔ ۳۹۱۔ ۸۔ کانا اناؤ شو۔ ۹۔ تیرے غلی میں کدا ہو کر کرا ہے  
 نظر۔ روپ دین دے بھکاری کون خدا کے واسطے۔ ۱۰۔ اے۔ ک۔

۲۰

۲۵۲۲

ہوئے ہیں ہم فدا بیا دصبا کے  
 صنم کس بندیں پہنچو تھے پاس  
 کہ آتی ہے گلے میں دلربا کے  
 ہزاروں ہیں تیری قبا کے  
 کراوس سوزن پلکنے دل منگ  
 حمایت کے کئے ہیں بندنا کے  
 ہوئے مست التیس دور میں ہم  
 لئے ہیں اپنے سر و عدا کے  
 نہ ہویں بیگانہ کیوں آشنا میں  
 کہ ہیں ہم آشنا آشنا کے  
 بسا یا قول دے ویرانہ دل  
 سبب کیا ہے کہ بھیجا غم کے ڈاکے

مگر اس چشمِ وحشی کون کیا رام  
 ہر ن عاشق ہوئے اس کی صدکے

۲۱

۲۵۲۳

لے زائد تو تمہیں فرورس کی تننا ہے  
 ہماری شوخی ورنہ ہی میں کیا تجھے و اعظ  
 ہیں تو آگ میں گلزار کا نمنا ہے  
 اس میں رہ کہ ترا کام زبند و نقوا ہے

۱۔ ۲۹۱۔ ۲۔ گن۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۳۔ مگر دل کا بسا یا قول دے کر۔ ۴۹۱۔

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ گن۔ ۳۔ مگر دل کا بسا یا قول دے کر۔ ۴۹۱۔

اے بے خبر تو نہیں دل کے راز میں مجھ سے  
ہمارے شربِ رندی کا سدا راہ نہ ہو  
ہمارے حال یہ تیرا طبعن لے جا ہے  
عبث اے زائد پر فن یہ شور و غوغا ہے  
اوپر شراب اوپر مسجد و مصلیٰ ہے  
اوپر شراب اوپر مسجد و مصلیٰ ہے  
صنم کے عارض و قامت کون دیکھ لے گا  
اگر ہوائے بہشت آرزوئے طوبا ہے

گلہ کسی کا نہ کر اے لہرِ جہر گزرتوں  
خوش ہو کہ سمجھ یہ عجیب معما ہے

۲۲

پیاری بات پیارے کی جو کوئی نکلے سناتا ہے  
جگر میں تاب دل میں ہوش تن میں جی الجساتا ہے  
تمہارا اسمِ اعظم ورد کرنے انظر اب دل  
پلک کے ہات میں آنسو کی لے سمن پیر اتا ہے  
مرے دل پر یہی ہے جب ہیں یاد و امن الفت  
مثالِ غنچہ اپنے پیر میں نہیں سہاتا ہے

۲۵۳۷

مری آنکھوں کے دونوں کھلے تھے انتظاری میں  
 سو ویسے میں یکایک دیکھتا کیا ہوں کہ آتا ہے  
 نہیں ہے مدعا اس شوخ کا عاشق کُشی اوپر  
 شہیدوں کوں دم شمشیر کا پانی پلاتا ہے  
 مرے پیغام کوں ہرگز نہیں ہے حاجت قاصد  
 تصدق تجھ پہ ہونے کوں مرا جی آپہ آتا ہے  
 لگی اس شمع رو سیں کیا لگیں پروانہ دل کوں  
 کہ مانند لہر لاج اس غنم میں اپنا جی جلاتا ہے

۲۳

۲۵۴۴

پھر آخر کیوں ہو سے راو دیکھو کیا جی جلاتا ہے	تزی تیغ نگہ کا دل نے موہ نہ پروا رکھا یا ہے
اسی احوال پر یہ شعر ہم کوں یاد آیا ہے	عبث ہے آشنائی بان فانا آشنا یوں کی
تو دیکھے دل کسی بے درد کو تو دل پر آیا ہے	ہمارے دل کی جو کوئی قدر تو او کوں دل دیکھے
ہمارے تو وہ دل پر عجیب لیس جلاتا ہے	کسی استاوتیر اندازنے لئے سین نگاہوں کی

لے میں کے پٹ کھلے میں انتظاری میں نہ ہونے کے۔ ۳۹۱۔ لے اس کی تیغ کا۔ ۳۹۱۔ لے میں۔ ۳۹۱۔ لے لے لسان ۳۹۱۔  
 ۳۵۲۔ لے

ایک ایک کھول کر مٹھی پلک کی موند لیتے ہیں مری آنکھوں نے شاید خواب میں کئی نعل پایا ہے  
ووظالم کیا قیامت ہے کہ انداز نغافل میں جواب گریہ عاشق لبوں میں سُکرایا ہے

دس آج مجلس ہے تابی دل اس کوں کہ سکینے  
کہ جس عاشق نے جیوں پروانہ رمز عشق پایا ہے

۳۳

۲۵۶ اگر مسجد میں اے زاہد دوست نیم خواب آوے ترے ہر دانہ تسبیح میں بوئے شراب آوے  
فجر ہوئی منتظر ہوں قاصد باد صبا کا میں کتابتِ آہ کی بھیجا ہوں ایشا بد خواب آوے  
غزل خواں گر خوش آوازی سیرا وے مجھ طرب میں رگت جاں میں صد لے نعمتہ تارِ بابا آوے  
بجا ہے گر تمہارے نقشِ پاکی و مہول اور تیرا ہر ایک ذرہ کا استقبال لینے آفتاب آوے  
عجب کیا نعمتِ بیدار ساقی دیکھ آسٹو؟ گے ہمارے دیدہ نادیدہ کے منہ میں لہا آوے  
اکل اپنے رنگ پر مغرور بجا ہے ترے ہوتے پسینا لاوے ششہ بنم کا اگر اوس کوں بجا آوے

دس آج اوس قدموزوں کے تصور میں تعجب نہیں  
کہ فکر سرسری سستی ہر ایک فردا انتخاب آوے

لے دونوں پلک کو موند لیتا ہوں۔ ک۔ ۱۔ کتاب آہ۔ ح۔ ۲۔ ہر ایک رگ سوں۔ ۱۳۹۱۔ گے میں۔ ک۔ ۳۔ ہے پس کے رنگت  
منور ہے پو کے مقابل گل۔ ۱۳۹۱۔

۲۵

۲۵۵۸

بجر کی آگ میں عذابِ زوے      مثل سیلابِ غنطرابِ زوے  
 صندلیِ سخن ہے ترا درکار      و دوسرے کون مرے گلابِ زوے  
 بس ترا دور چشم اے ساقی      ہوش کھونے مجھے شرابِ زوے  
 زاہد خشک کون شرابِ زوے      آگ دے خارِ خس کو آبِ زوے  
 اپنے ماروں کو مت پریشاں کر      زلفِ مشکس کون پیچ و تابِ زوے  
 عاشقوں کون ہے لذتِ دشنام      ہر کمینے کون یہ خطابِ زوے  
 کس نے اے بجر سخن تجھ کون کہا      کہ کسی تشنہ لب کو آبِ زوے

کامِ جاہل کا ہے سخنِ پیمینی  
 اے دسراج اس کون جواب دے

۲۶

۲۵۶۶

یار کے گیسو کا پیچ و تاب کھینچا چاہئے      اس دھویں کا ایک دم فلّاب کھینچا چاہئے

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔



گلبدن شاید کہ ہوئے مہرباں روستی  
آہ کرتا خونِ دل پانی ہوا کھوں میں ہے  
ہے تپِ دل کی دوا آسان لیکن جب ملے  
یار تھا غمخوار تھا دردِ بلا میں بار بار  
جس ورق پر ہے مری بے تابی دلِ گلبیاں  
گر داس کے بعد دلِ سیما کھینچا چاہئے

لے دس آج آیا ہے میرا ساقی مجلسِ فروز

عشرتِ دل کی شرابِ ناب کھینچا چاہئے

۲۶

ہمارا سرو قد جادو لقب ہے  
ترے ابو پر نقطہ خال کا دیکھ  
ترے بن اے گلِ باغِ محبت  
کیا ہے عید کے دن وعدہ وصل  
کہ جس کو دیکھ کر قمری عیب ہے  
ہوا معلوم بیتِ فتنب ہے  
ششابی آکھ لیلِ جاں لبٹ ہے  
بتاؤ عید کا اب چاند کب ہے

۲۵۶۳

۱۔ پیو کی گلی میں۔ ۲۹۱۔ ۱۔ ۲۔ یارنما۔ ۵۸۴۔ ۱۔ ۳۔ عیب وومن ہرن۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۴۔

عالم۔ ۳۹۱۔ ۱۔

گزر کر کوچہ گل رویں یک بار اگر فردوس رضواں کی طلب ہے  
صنم کی زلف کوں رخسار پر ویچہ پھپھا خورشید بوجھا وقت شب ہے  
لاکھ آج اب محکوں یوں روشن ہوا  
کہ شمع عقل دانش ادب ہے

۲۸

۲۵۸۰ شراب معرفت پی کر جو کوئی مجذوب ہوتا ہے  
مرے ہیں اتنے غم کا تحمل ہو نہیں سکتا  
جدا لئی میں کیا جو کوئی کہ صبر ایوب ہوتا ہے  
کہ اسکی زلف کے رشتے میں حاضوب ہوتا ہے  
مراد دل پیچ و تاب عشق میں یہاں لگ پریشا  
مجاہد عشق کوں نہیں جلوہ دیدار کی طاقت  
خط شیب رنگ میں تیرے کپنگوں کون تمیرت ہے  
ہیں تاب محکوں ہجر کے طومار لکھنے کی  
درو دیوار اس کوں مظہر محبوب ہوتا ہے  
جدا لئی میں کیا جو کوئی کہ صبر ایوب ہوتا ہے  
کہ اسکی زلف کے رشتے میں حاضوب ہوتا ہے  
مراد دل پیچ و تاب عشق میں یہاں لگ پریشا  
مجاہد عشق کوں نہیں جلوہ دیدار کی طاقت  
خط شیب رنگ میں تیرے کپنگوں کون تمیرت ہے  
ہیں تاب محکوں ہجر کے طومار لکھنے کی

۱۔ ۳۹۱ - ۲۔ ویا ہے زیب تجھ لب کوں خطا شہ رنگ پر سنہری

۱۔ ۳۹۱ - ۳۔ ایس کا در و کا پینام پیو کے پاس پہنچا نے - ۳۹۱ - ۱ - ۴

جیوں - ۵۸۲ - ۱ -

دس آج از بس نزاکت ہے ہمارے شکر نگین میں  
جو کوئی نازک طبیعت سے مرغوب ہوتا ہے

۲۹

دل مرا ساغرِ شکایت ہے      زہرِ غم بس کہ بے نہایت ہے  
دوبہوں مجھ پہ کیوں نہ ظلم کریں      چشمِ خوں ریزی کی حمایت ہے  
دیو مجھے لاکھ دام کی جاگیر      زلف کھولو بڑی رعایت ہے  
نقد دیدار بوالہوس کوش دیو      اس میں سرکار کی کفایت ہے  
جے گناہوں کوں قتل کرنے پر      منفی نازکی روایت ہے  
ہیکلِ لختِ دل میں حرفِ وفا      مرشدِ عشق کی عنایت ہے

۲۵۸۶

شمعِ روشنِ بیانِ سوزِ دس آج  
کہ عجب درد کی حکایت ہے

۱۔ مثال گل ہر ایک طرح کوں۔ ۱۳۹۱۔ ۲۔ آج پر۔ ۱۳۹۱۔ ۳۔ جز کا درد۔ ۱۳۹۱۔ ۴۔ ۳۹۱ کے اضافہ  
شعر  
سب ذیل میں۔ ۱۔ شکر تزی بدائی میں۔ ہر طرف درد کی حکایت ہے۔ آہ برپا ہے آج تجھ غم میں۔ عشق کی فوج کا یہ راوی کا  
نہا نہیں گرد عارضِ گرو۔ صحتِ سن کی یہ آیت ہے۔ ۵۔ قتل کرنے پر ہم شہیدوں کے۔ ۱۳۹۱۔

۳۰

۲۶۳

جس کوں درِ جگر کی لذت ہے / زہر اس کوں مثالِ امرت ہے  
 دیکھ تجھ ناز کی نزاکت کوں / بگھت گل شہیدِ حیرت ہے  
 کم نمائی میں اس قمر و کوں / ماہ نو کی مثالِ شہرت ہے  
 میری آنکھوں میں بار کی تصویر / عکسِ آئینہٴ محبت ہے  
 جہانج میں کیوں نہ آوے دل میرا / تجھ جدالی کی بجوں نوبت ہے  
 کیا چکا پوہے زلف میں تیری / آرسی جس کوں دیکھ چکرت ہے  
 وصل میں اضطراب جانا نہیں / سو قرن بجوں ایک ساعت ہے  
 مثلِ آئینہ کر مند پوشی / صنائی سینہ ترکِ زینت ہے

پھر تپنگوں کا شور اٹھا سراج  
 جلوہ شمعِ روقیامت ہے

لے تیری برو۔ ۳۹۱۔ لے کیچینگ لکھو پر نقاب لے ظالم۔ ۳۹۱۔ لے کی شب میں لے پری بکر۔ ۳۹۱۔ لے  
 لے لے مختلف اشارہ کر دوش پتھر میں تری لے شوخ۔ دل بجائے کی کیا بگت ہے کام ہوتا ہے مجھ پہ بارو کا۔  
 کیا باخواد کی حرفت ہے۔ برق نالاکہ تاب بے دم جو۔ بس کہ تیری نگ میں شرف ہے۔ دیکھ تجھ ناز کی نزاکت کوں۔  
 بگھت گل شہیدِ حیرت ہے۔ بیچ وینے کوں عاشقوں کے سراج۔ زلف پیو کی بلا ہے آفت ہے۔

۳۱

دل مرا نصحت طلبت و ام الفت میں مرو  
 من ہر ن شاید کہ وحشی ہے محبت میں مرو  
 ہوں گرفتار خیالِ غمزہ آہو نگاہ  
 دام ہے مویج پری نا شیر و حشت میں مرو  
 انتظارِ چشمِ ساقی میں گیا ہے جی مرا  
 دیدہ ہونر گس او گے البتہ تربت میں مرو  
 عکس میرا جلوہ گر ہوو اگر گرداب میں  
 آب ہوئے آئینہ تصویرِ حیرت میں مرو  
 تلخیِ غم بوجھتا ہے شربت شیرین حیش  
 ہے وہاں کو کہن پر زہر شربت میں مرو  
 دشتِ غم میں ہے مجھے خارِ اغیلاں برگ گل  
 فرشِ تحمل دور ہے خوابِ فراغت میں مرو

۲۶۱۰

شعلہ روین سوز دل میں بس کہ روتا ہوں کسراج  
 شمعِ پانی ہو گئی ہے اشکِ رقت سین میں مرو

۳۳

اس زلفِ مشک بوئی نغمہ میں لپٹ گئی  
 بر جا ہے قدر نافہ تا تا کوٹ گئی  
 دیوانہ فیضِ شوش میں آزاد ہو گیا  
 شکر خدا کہ پانوں کی زنجیر کٹ گئی

۲۶۱۶

اے ک میں روایف " تیری " ہے ۔ ۔ اے گرچہ جانِ دل سوں ہوں مشتاق اسکا اے سراج۔

بے خیر ہے بارود بے ہائین سوں مرو ۔ ۳۱۱۱۔

جیراں ہوں اس کی ابرو پر چسپاں کی  
 نقصیر کچھ نہ تھی کہ یہ سفی الٹ گئی  
 ذراتھیں دو کا کل کا فر کی پیچ میں  
 آخر کوں ہو کہ ہار گلے میں لپٹ گئی  
 میں بے خیر تھا بیو کے جسم نے کی نہ  
 بلبل کی نیند خندہ گل میں اور گئی  
 آنے میں اس کے اشک رواں ہو گئے  
 اس تند خو کی دہاک سبق فریخت گئی

اب عرض حال یار میں لازم ہے اے اسراج  
 تنہا ہے شمع بویہ تپنگوں کی چھوٹ گئی

۳۳

۲۶۲۴

جس کوں ملک بے خودی کا راج ہے  
 ہے زین شنت اور گولانا ج ہے  
 خواب میں روزگرف مشکیں دیکھنا  
 حق میں میرے لیلکہ المعراج ہے  
 دیکھ کر لشکر نعیم عشق کا  
 کشور عقل خسرتاراج ہے  
 اے طیب مہر ہاں ایسا ہجر  
 شہرت دیدار کا محتاج ہے  
 یار کی آنکھوں میں ہے بیسی تیا  
 چشم زگس میں کہاں یہ لاج ہے

اے بار دو۔ ۱۳۹۱۔ اے اس کے۔ ۱۳۹۱۔ اے ہٹ۔ ک۔ گے تیری زلف

کوں۔ ۱۳۹۱۔

اس کماں ابرو کے تیر ناز کا  
 سینہ چاکوں کا جسگر آماج ہے  
 دل مرا تجھ غنم میں ہے جان دلبر آج  
 بیشتر بے تاب کل میں آج ہے

۳۳۴

گرچہ خوبی کے جن میں قدر اشمشاد ہے  
 تجھ برہ کی صوبہ داری کے عمل میں ہر طرف  
 لاؤ بالی شوخ کے دل میں نہیں آتا ہے رحم  
 ایک گردش میں صنم کی چشم نے کھویا ہوش  
 مسجد وحشت میں پڑھتا ہے تراویح جنوں  
 کیوں نہ ہو وہ دل ہمارا ہمسرا باغ ارم  
 بات میں شمشیر لے آتا ہے وہ چلا دو  
 کیوں نہ جاری ہوئے جوئے شیر آنکھوں میں  
 قہریوں کے شور میں لیکن نیت آزاد ہے  
 ظلم ہے افسوس ہے فریاد ہے بیداد ہے  
 ہوش و مہر عاشق بیدل اگر برباد ہے  
 دل لے جاگوں یہہ ساحر کیا بلا اوتاد ہے  
 مصحف حسن پری خسار جس کوں یاد ہے  
 یاد خسار پری رویاں میں خلد آباد ہے  
 عاشقوں کوں عید قرباں کی مبارکباد ہے  
 نالہ جازگاہ، دل پر تیشہ فرما دے

۳۶۳۱

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ گرک۔ ۳۔ مسجد غم میں تراویح جنوں کیوں ناچار  
 ۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ مراب۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۴۔ خجریہ کف۔ ۵۔ ۳۹۱۔ ۶۔ مجرا آنکھوں سنٹی۔ ۱۔ ۳۹۱۔

عاشقوں کے مرغِ دل کے صید کرنے کوں اسراج

تمازا ایف خوشس آکا باں رشتہ نصیباً ہے

۳۵

۲۹۲۰

رنگیں بہا گلشنِ غم رنگِ زرد ہے      موجِ نسیمِ باغِ جنوں آدسرد ہے

جز شربتِ وصال نہیں شراجِ او      جس کے جگر میں دوری ساقی کا درد ہے

جو عاشقی کے درد میں بیوزر ہو میں      اکسیران کے دامنِ ہمت کی گرد ہے

بازی دیا ہے مجھ کوں تڑپنے کے معنی      ششدر میں غم کے بندم دل کی نزد ہے

ہے مطلعِ قصیدہ انوارِ جیوں اسراج

دیوانِ کافینات میں جو کوئی کہ فرد ہے

۳۶

۲۹۲۵

یسا بیل گیا تو او سے گرد بولنے      عاشقِ فنا ہوا تو او سے مرد بولنے

شربتِ گون گون لے لے پیرِ یوزر      ایسا طیب کاں جسے درد بولنے

ہے کیا کتابِ مطلعِ انوارِ رخِ نزا      شورج کون جس کا یک ورقِ زرد بولنے

۱۔ پیر کا جہان۔ ۲۔ ۳۹۱۔ ۳۔ ۳۹۲۔ ۴۔ ۳۹۳۔ ۵۔ ۳۹۴۔ ۶۔ ۳۹۵۔ ۷۔ ۳۹۶۔ ۸۔ ۳۹۷۔ ۹۔ ۳۹۸۔ ۱۰۔ ۳۹۹۔ ۱۱۔ ۴۰۰۔ ۱۲۔ ۴۰۱۔ ۱۳۔ ۴۰۲۔ ۱۴۔ ۴۰۳۔ ۱۵۔ ۴۰۴۔ ۱۶۔ ۴۰۵۔ ۱۷۔ ۴۰۶۔ ۱۸۔ ۴۰۷۔ ۱۹۔ ۴۰۸۔ ۲۰۔ ۴۰۹۔ ۲۱۔ ۴۱۰۔ ۲۲۔ ۴۱۱۔ ۲۳۔ ۴۱۲۔ ۲۴۔ ۴۱۳۔ ۲۵۔ ۴۱۴۔ ۲۶۔ ۴۱۵۔ ۲۷۔ ۴۱۶۔ ۲۸۔ ۴۱۷۔ ۲۹۔ ۴۱۸۔ ۳۰۔ ۴۱۹۔ ۳۱۔ ۴۲۰۔ ۳۲۔ ۴۲۱۔ ۳۳۔ ۴۲۲۔ ۳۴۔ ۴۲۳۔ ۳۵۔ ۴۲۴۔ ۳۶۔ ۴۲۵۔ ۳۷۔ ۴۲۶۔ ۳۸۔ ۴۲۷۔ ۳۹۔ ۴۲۸۔ ۴۰۔ ۴۲۹۔ ۴۱۔ ۴۳۰۔ ۴۲۔ ۴۳۱۔ ۴۳۔ ۴۳۲۔ ۴۴۔ ۴۳۳۔ ۴۵۔ ۴۳۴۔ ۴۶۔ ۴۳۵۔ ۴۷۔ ۴۳۶۔ ۴۸۔ ۴۳۷۔ ۴۹۔ ۴۳۸۔ ۵۰۔ ۴۳۹۔ ۵۱۔ ۴۴۰۔ ۵۲۔ ۴۴۱۔ ۵۳۔ ۴۴۲۔ ۵۴۔ ۴۴۳۔ ۵۵۔ ۴۴۴۔ ۵۶۔ ۴۴۵۔ ۵۷۔ ۴۴۶۔ ۵۸۔ ۴۴۷۔ ۵۹۔ ۴۴۸۔ ۶۰۔ ۴۴۹۔ ۶۱۔ ۴۵۰۔ ۶۲۔ ۴۵۱۔ ۶۳۔ ۴۵۲۔ ۶۴۔ ۴۵۳۔ ۶۵۔ ۴۵۴۔ ۶۶۔ ۴۵۵۔ ۶۷۔ ۴۵۶۔ ۶۸۔ ۴۵۷۔ ۶۹۔ ۴۵۸۔ ۷۰۔ ۴۵۹۔ ۷۱۔ ۴۶۰۔ ۷۲۔ ۴۶۱۔ ۷۳۔ ۴۶۲۔ ۷۴۔ ۴۶۳۔ ۷۵۔ ۴۶۴۔ ۷۶۔ ۴۶۵۔ ۷۷۔ ۴۶۶۔ ۷۸۔ ۴۶۷۔ ۷۹۔ ۴۶۸۔ ۸۰۔ ۴۶۹۔ ۸۱۔ ۴۷۰۔ ۸۲۔ ۴۷۱۔ ۸۳۔ ۴۷۲۔ ۸۴۔ ۴۷۳۔ ۸۵۔ ۴۷۴۔ ۸۶۔ ۴۷۵۔ ۸۷۔ ۴۷۶۔ ۸۸۔ ۴۷۷۔ ۸۹۔ ۴۷۸۔ ۹۰۔ ۴۷۹۔ ۹۱۔ ۴۸۰۔ ۹۲۔ ۴۸۱۔ ۹۳۔ ۴۸۲۔ ۹۴۔ ۴۸۳۔ ۹۵۔ ۴۸۴۔ ۹۶۔ ۴۸۵۔ ۹۷۔ ۴۸۶۔ ۹۸۔ ۴۸۷۔ ۹۹۔ ۴۸۸۔ ۱۰۰۔ ۴۸۹۔ ۱۰۱۔ ۴۹۰۔ ۱۰۲۔ ۴۹۱۔ ۱۰۳۔ ۴۹۲۔ ۱۰۴۔ ۴۹۳۔ ۱۰۵۔ ۴۹۴۔ ۱۰۶۔ ۴۹۵۔ ۱۰۷۔ ۴۹۶۔ ۱۰۸۔ ۴۹۷۔ ۱۰۹۔ ۴۹۸۔ ۱۱۰۔ ۴۹۹۔ ۱۱۱۔ ۵۰۰۔ ۱۱۲۔ ۵۰۱۔ ۱۱۳۔ ۵۰۲۔ ۱۱۴۔ ۵۰۳۔ ۱۱۵۔ ۵۰۴۔ ۱۱۶۔ ۵۰۵۔ ۱۱۷۔ ۵۰۶۔ ۱۱۸۔ ۵۰۷۔ ۱۱۹۔ ۵۰۸۔ ۱۲۰۔ ۵۰۹۔ ۱۲۱۔ ۵۱۰۔ ۱۲۲۔ ۵۱۱۔ ۱۲۳۔ ۵۱۲۔ ۱۲۴۔ ۵۱۳۔ ۱۲۵۔ ۵۱۴۔ ۱۲۶۔ ۵۱۵۔ ۱۲۷۔ ۵۱۶۔ ۱۲۸۔ ۵۱۷۔ ۱۲۹۔ ۵۱۸۔ ۱۳۰۔ ۵۱۹۔ ۱۳۱۔ ۵۲۰۔ ۱۳۲۔ ۵۲۱۔ ۱۳۳۔ ۵۲۲۔ ۱۳۴۔ ۵۲۳۔ ۱۳۵۔ ۵۲۴۔ ۱۳۶۔ ۵۲۵۔ ۱۳۷۔ ۵۲۶۔ ۱۳۸۔ ۵۲۷۔ ۱۳۹۔ ۵۲۸۔ ۱۴۰۔ ۵۲۹۔ ۱۴۱۔ ۵۳۰۔ ۱۴۲۔ ۵۳۱۔ ۱۴۳۔ ۵۳۲۔ ۱۴۴۔ ۵۳۳۔ ۱۴۵۔ ۵۳۴۔ ۱۴۶۔ ۵۳۵۔ ۱۴۷۔ ۵۳۶۔ ۱۴۸۔ ۵۳۷۔ ۱۴۹۔ ۵۳۸۔ ۱۵۰۔ ۵۳۹۔ ۱۵۱۔ ۵۴۰۔ ۱۵۲۔ ۵۴۱۔ ۱۵۳۔ ۵۴۲۔ ۱۵۴۔ ۵۴۳۔ ۱۵۵۔ ۵۴۴۔ ۱۵۶۔ ۵۴۵۔ ۱۵۷۔ ۵۴۶۔ ۱۵۸۔ ۵۴۷۔ ۱۵۹۔ ۵۴۸۔ ۱۶۰۔ ۵۴۹۔ ۱۶۱۔ ۵۵۰۔ ۱۶۲۔ ۵۵۱۔ ۱۶۳۔ ۵۵۲۔ ۱۶۴۔ ۵۵۳۔ ۱۶۵۔ ۵۵۴۔ ۱۶۶۔ ۵۵۵۔ ۱۶۷۔ ۵۵۶۔ ۱۶۸۔ ۵۵۷۔ ۱۶۹۔ ۵۵۸۔ ۱۷۰۔ ۵۵۹۔ ۱۷۱۔ ۵۶۰۔ ۱۷۲۔ ۵۶۱۔ ۱۷۳۔ ۵۶۲۔ ۱۷۴۔ ۵۶۳۔ ۱۷۵۔ ۵۶۴۔ ۱۷۶۔ ۵۶۵۔ ۱۷۷۔ ۵۶۶۔ ۱۷۸۔ ۵۶۷۔ ۱۷۹۔ ۵۶۸۔ ۱۸۰۔ ۵۶۹۔ ۱۸۱۔ ۵۷۰۔ ۱۸۲۔ ۵۷۱۔ ۱۸۳۔ ۵۷۲۔ ۱۸۴۔ ۵۷۳۔ ۱۸۵۔ ۵۷۴۔ ۱۸۶۔ ۵۷۵۔ ۱۸۷۔ ۵۷۶۔ ۱۸۸۔ ۵۷۷۔ ۱۸۹۔ ۵۷۸۔ ۱۹۰۔ ۵۷۹۔ ۱۹۱۔ ۵۸۰۔ ۱۹۲۔ ۵۸۱۔ ۱۹۳۔ ۵۸۲۔ ۱۹۴۔ ۵۸۳۔ ۱۹۵۔ ۵۸۴۔ ۱۹۶۔ ۵۸۵۔ ۱۹۷۔ ۵۸۶۔ ۱۹۸۔ ۵۸۷۔ ۱۹۹۔ ۵۸۸۔ ۲۰۰۔ ۵۸۹۔ ۲۰۱۔ ۵۹۰۔ ۲۰۲۔ ۵۹۱۔ ۲۰۳۔ ۵۹۲۔ ۲۰۴۔ ۵۹۳۔ ۲۰۵۔ ۵۹۴۔ ۲۰۶۔ ۵۹۵۔ ۲۰۷۔ ۵۹۶۔ ۲۰۸۔ ۵۹۷۔ ۲۰۹۔ ۵۹۸۔ ۲۱۰۔ ۵۹۹۔ ۲۱۱۔ ۶۰۰۔ ۲۱۲۔ ۶۰۱۔ ۲۱۳۔ ۶۰۲۔ ۲۱۴۔ ۶۰۳۔ ۲۱۵۔ ۶۰۴۔ ۲۱۶۔ ۶۰۵۔ ۲۱۷۔ ۶۰۶۔ ۲۱۸۔ ۶۰۷۔ ۲۱۹۔ ۶۰۸۔ ۲۲۰۔ ۶۰۹۔ ۲۲۱۔ ۶۱۰۔ ۲۲۲۔ ۶۱۱۔ ۲۲۳۔ ۶۱۲۔ ۲۲۴۔ ۶۱۳۔ ۲۲۵۔ ۶۱۴۔ ۲۲۶۔ ۶۱۵۔ ۲۲۷۔ ۶۱۶۔ ۲۲۸۔ ۶۱۷۔ ۲۲۹۔ ۶۱۸۔ ۲۳۰۔ ۶۱۹۔ ۲۳۱۔ ۶۲۰۔ ۲۳۲۔ ۶۲۱۔ ۲۳۳۔ ۶۲۲۔ ۲۳۴۔ ۶۲۳۔ ۲۳۵۔ ۶۲۴۔ ۲۳۶۔ ۶۲۵۔ ۲۳۷۔ ۶۲۶۔ ۲۳۸۔ ۶۲۷۔ ۲۳۹۔ ۶۲۸۔ ۲۴۰۔ ۶۲۹۔ ۲۴۱۔ ۶۳۰۔ ۲۴۲۔ ۶۳۱۔ ۲۴۳۔ ۶۳۲۔ ۲۴۴۔ ۶۳۳۔ ۲۴۵۔ ۶۳۴۔ ۲۴۶۔ ۶۳۵۔ ۲۴۷۔ ۶۳۶۔ ۲۴۸۔ ۶۳۷۔ ۲۴۹۔ ۶۳۸۔ ۲۵۰۔ ۶۳۹۔ ۲۵۱۔ ۶۴۰۔ ۲۵۲۔ ۶۴۱۔ ۲۵۳۔ ۶۴۲۔ ۲۵۴۔ ۶۴۳۔ ۲۵۵۔ ۶۴۴۔ ۲۵۶۔ ۶۴۵۔ ۲۵۷۔ ۶۴۶۔ ۲۵۸۔ ۶۴۷۔ ۲۵۹۔ ۶۴۸۔ ۲۶۰۔ ۶۴۹۔ ۲۶۱۔ ۶۵۰۔ ۲۶۲۔ ۶۵۱۔ ۲۶۳۔ ۶۵۲۔ ۲۶۴۔ ۶۵۳۔ ۲۶۵۔ ۶۵۴۔ ۲۶۶۔ ۶۵۵۔ ۲۶۷۔ ۶۵۶۔ ۲۶۸۔ ۶۵۷۔ ۲۶۹۔ ۶۵۸۔ ۲۷۰۔ ۶۵۹۔ ۲۷۱۔ ۶۶۰۔ ۲۷۲۔ ۶۶۱۔ ۲۷۳۔ ۶۶۲۔ ۲۷۴۔ ۶۶۳۔ ۲۷۵۔ ۶۶۴۔ ۲۷۶۔ ۶۶۵۔ ۲۷۷۔ ۶۶۶۔ ۲۷۸۔ ۶۶۷۔ ۲۷۹۔ ۶۶۸۔ ۲۸۰۔ ۶۶۹۔ ۲۸۱۔ ۶۷۰۔ ۲۸۲۔ ۶۷۱۔ ۲۸۳۔ ۶۷۲۔ ۲۸۴۔ ۶۷۳۔ ۲۸۵۔ ۶۷۴۔ ۲۸۶۔ ۶۷۵۔ ۲۸۷۔ ۶۷۶۔ ۲۸۸۔ ۶۷۷۔ ۲۸۹۔ ۶۷۸۔ ۲۹۰۔ ۶۷۹۔ ۲۹۱۔ ۶۸۰۔ ۲۹۲۔ ۶۸۱۔ ۲۹۳۔ ۶۸۲۔ ۲۹۴۔ ۶۸۳۔ ۲۹۵۔ ۶۸۴۔ ۲۹۶۔ ۶۸۵۔ ۲۹۷۔ ۶۸۶۔ ۲۹۸۔ ۶۸۷۔ ۲۹۹۔ ۶۸۸۔ ۳۰۰۔ ۶۸۹۔ ۳۰۱۔ ۶۹۰۔ ۳۰۲۔ ۶۹۱۔ ۳۰۳۔ ۶۹۲۔ ۳۰۴۔ ۶۹۳۔ ۳۰۵۔ ۶۹۴۔ ۳۰۶۔ ۶۹۵۔ ۳۰۷۔ ۶۹۶۔ ۳۰۸۔ ۶۹۷۔ ۳۰۹۔ ۶۹۸۔ ۳۱۰۔ ۶۹۹۔ ۳۱۱۔ ۷۰۰۔ ۳۱۲۔ ۷۰۱۔ ۳۱۳۔ ۷۰۲۔ ۳۱۴۔ ۷۰۳۔ ۳۱۵۔ ۷۰۴۔ ۳۱۶۔ ۷۰۵۔ ۳۱۷۔ ۷۰۶۔ ۳۱۸۔ ۷۰۷۔ ۳۱۹۔ ۷۰۸۔ ۳۲۰۔ ۷۰۹۔ ۳۲۱۔ ۷۱۰۔ ۳۲۲۔ ۷۱۱۔ ۳۲۳۔ ۷۱۲۔ ۳۲۴۔ ۷۱۳۔ ۳۲۵۔ ۷۱۴۔ ۳۲۶۔ ۷۱۵۔ ۳۲۷۔ ۷۱۶۔ ۳۲۸۔ ۷۱۷۔ ۳۲۹۔ ۷۱۸۔ ۳۳۰۔ ۷۱۹۔ ۳۳۱۔ ۷۲۰۔ ۳۳۲۔ ۷۲۱۔ ۳۳۳۔ ۷۲۲۔ ۳۳۴۔ ۷۲۳۔ ۳۳۵۔ ۷۲۴۔ ۳۳۶۔ ۷۲۵۔ ۳۳۷۔ ۷۲۶۔ ۳۳۸۔ ۷۲۷۔ ۳۳۹۔ ۷۲۸۔ ۳۴۰۔ ۷۲۹۔ ۳۴۱۔ ۷۳۰۔ ۳۴۲۔ ۷۳۱۔ ۳۴۳۔ ۷۳۲۔ ۳۴۴۔ ۷۳۳۔ ۳۴۵۔ ۷۳۴۔ ۳۴۶۔ ۷۳۵۔ ۳۴۷۔ ۷۳۶۔ ۳۴۸۔ ۷۳۷۔ ۳۴۹۔ ۷۳۸۔ ۳۵۰۔ ۷۳۹۔ ۳۵۱۔ ۷۴۰۔ ۳۵۲۔ ۷۴۱۔ ۳۵۳۔ ۷۴۲۔ ۳۵۴۔ ۷۴۳۔ ۳۵۵۔ ۷۴۴۔ ۳۵۶۔ ۷۴۵۔ ۳۵۷۔ ۷۴۶۔ ۳۵۸۔ ۷۴۷۔ ۳۵۹۔ ۷۴۸۔ ۳۶۰۔ ۷۴۹۔ ۳۶۱۔ ۷۵۰۔ ۳۶۲۔ ۷۵۱۔ ۳۶۳۔ ۷۵۲۔ ۳۶۴۔ ۷۵۳۔ ۳۶۵۔ ۷۵۴۔ ۳۶۶۔ ۷۵۵۔ ۳۶۷۔ ۷۵۶۔ ۳۶۸۔ ۷۵۷۔ ۳۶۹۔ ۷۵۸۔ ۳۷۰۔ ۷۵۹۔ ۳۷۱۔ ۷۶۰۔ ۳۷۲۔ ۷۶۱۔ ۳۷۳۔ ۷۶۲۔ ۳۷۴۔ ۷۶۳۔ ۳۷۵۔ ۷۶۴۔ ۳۷۶۔ ۷۶۵۔ ۳۷۷۔ ۷۶۶۔ ۳۷۸۔ ۷۶۷۔ ۳۷۹۔ ۷۶۸۔ ۳۸۰۔ ۷۶۹۔ ۳۸۱۔ ۷۷۰۔ ۳۸۲۔ ۷۷۱۔ ۳۸۳۔ ۷۷۲۔ ۳۸۴۔ ۷۷۳۔ ۳۸۵۔ ۷۷۴۔ ۳۸۶۔ ۷۷۵۔ ۳۸۷۔ ۷۷۶۔ ۳۸۸۔ ۷۷۷۔ ۳۸۹۔ ۷۷۸۔ ۳۹۰۔ ۷۷۹۔ ۳۹۱۔ ۷۸۰۔ ۳۹۲۔ ۷۸۱۔ ۳۹۳۔ ۷۸۲۔ ۳۹۴۔ ۷۸۳۔ ۳۹۵۔ ۷۸۴۔ ۳۹۶۔ ۷۸۵۔ ۳۹۷۔ ۷۸۶۔ ۳۹۸۔ ۷۸۷۔ ۳۹۹۔ ۷۸۸۔ ۴۰۰۔ ۷۸۹۔ ۴۰۱۔ ۷۹۰۔ ۴۰۲۔ ۷۹۱۔ ۴۰۳۔ ۷۹۲۔ ۴۰۴۔ ۷۹۳۔ ۴۰۵۔ ۷۹۴۔ ۴۰۶۔ ۷۹۵۔ ۴۰۷۔ ۷۹۶۔ ۴۰۸۔ ۷۹۷۔ ۴۰۹۔ ۷۹۸۔ ۴۱۰۔ ۷۹۹۔ ۴۱۱۔ ۸۰۰۔ ۴۱۲۔ ۸۰۱۔ ۴۱۳۔ ۸۰۲۔ ۴۱۴۔ ۸۰۳۔ ۴۱۵۔ ۸۰۴۔ ۴۱۶۔ ۸۰۵۔ ۴۱۷۔ ۸۰۶۔ ۴۱۸۔ ۸۰۷۔ ۴۱۹۔ ۸۰۸۔ ۴۲۰۔ ۸۰۹۔ ۴۲۱۔ ۸۱۰۔ ۴۲۲۔ ۸۱۱۔ ۴۲۳۔ ۸۱۲۔ ۴۲۴۔ ۸۱۳۔ ۴۲۵۔ ۸۱۴۔ ۴۲۶۔ ۸۱۵۔ ۴۲۷۔ ۸۱۶۔ ۴۲۸۔ ۸۱۷۔ ۴۲۹۔ ۸۱۸۔ ۴۳۰۔ ۸۱۹۔ ۴۳۱۔ ۸۲۰۔ ۴۳۲۔ ۸۲۱۔ ۴۳۳۔ ۸۲۲۔ ۴۳۴۔ ۸۲۳۔ ۴۳۵۔ ۸۲۴۔ ۴۳۶۔ ۸۲۵۔ ۴۳۷۔ ۸۲۶۔ ۴۳۸۔ ۸۲۷۔ ۴۳۹۔ ۸۲۸۔ ۴۴۰۔ ۸۲۹۔ ۴۴۱۔ ۸۳۰۔ ۴۴۲۔ ۸۳۱۔ ۴۴۳۔ ۸۳۲۔ ۴۴۴۔ ۸۳۳۔ ۴۴۵۔ ۸۳۴۔ ۴۴۶۔ ۸۳۵۔ ۴۴۷۔ ۸۳۶۔ ۴۴۸۔ ۸۳۷۔ ۴۴۹۔ ۸۳۸۔ ۴۵۰۔ ۸۳۹۔ ۴۵۱۔ ۸۴۰۔ ۴۵۲۔ ۸۴۱۔ ۴۵۳۔ ۸۴۲۔ ۴۵۴۔ ۸۴۳۔ ۴۵۵۔ ۸۴۴۔ ۴۵۶۔ ۸۴۵۔ ۴۵۷۔ ۸۴۶۔ ۴۵۸۔ ۸۴۷۔ ۴۵۹۔ ۸۴۸۔ ۴۶۰۔ ۸۴۹۔ ۴۶۱۔ ۸۵۰۔ ۴۶۲۔ ۸۵۱۔ ۴۶۳۔ ۸۵۲۔ ۴۶۴۔ ۸۵۳۔ ۴۶۵۔ ۸۵۴۔ ۴۶۶۔ ۸۵۵۔ ۴۶۷۔ ۸۵۶۔ ۴۶۸۔ ۸۵۷۔ ۴۶۹۔ ۸۵۸۔ ۴۷۰۔ ۸۵۹۔ ۴۷۱۔ ۸۶۰۔ ۴۷۲۔ ۸۶۱۔ ۴۷۳۔ ۸۶۲۔ ۴۷۴۔ ۸۶۳۔ ۴۷۵۔ ۸۶۴۔ ۴۷۶۔ ۸۶۵۔ ۴۷۷۔ ۸۶۶۔ ۴۷۸۔ ۸۶۷۔ ۴۷۹۔ ۸۶۸۔ ۴۸۰۔ ۸۶۹۔ ۴۸۱۔ ۸۷۰۔ ۴۸۲۔ ۸۷۱۔ ۴۸۳۔ ۸۷۲۔ ۴۸۴۔ ۸۷۳۔ ۴۸۵۔ ۸۷۴۔ ۴۸۶۔ ۸۷۵۔ ۴۸۷۔ ۸۷۶۔ ۴۸۸۔ ۸۷۷۔ ۴۸۹۔ ۸۷۸۔ ۴۹۰۔ ۸۷۹۔ ۴۹۱۔ ۸۸۰۔ ۴۹۲۔ ۸۸۱۔ ۴۹۳۔ ۸۸۲۔ ۴۹۴۔ ۸۸۳۔ ۴۹۵۔ ۸۸۴۔ ۴۹۶۔ ۸۸۵۔ ۴۹۷۔ ۸۸۶۔ ۴۹۸۔ ۸۸۷۔ ۴۹۹۔ ۸۸۸۔ ۵۰۰۔ ۸۸۹۔ ۵۰۱۔ ۸۹۰۔ ۵۰۲۔ ۸۹۱۔ ۵۰۳۔ ۸۹۲۔ ۵۰۴۔ ۸۹۳۔ ۵۰۵۔ ۸۹۴۔ ۵۰۶۔ ۸۹۵۔ ۵۰۷۔ ۸۹۶۔ ۵۰۸۔ ۸۹۷۔ ۵۰۹۔ ۸۹۸۔ ۵۱۰۔ ۸۹۹۔ ۵۱۱۔ ۹۰۰۔ ۵۱۲۔ ۹۰۱۔ ۵۱۳۔ ۹۰۲۔ ۵۱۴۔ ۹۰۳۔ ۵۱۵۔ ۹۰۴۔ ۵۱۶۔ ۹۰۵۔ ۵۱۷۔ ۹۰۶۔ ۵۱۸۔ ۹۰۷۔ ۵۱۹۔ ۹۰۸۔ ۵۲۰۔ ۹۰۹۔ ۵۲۱۔ ۹۱۰۔ ۵۲۲۔ ۹۱۱۔ ۵۲۳۔ ۹۱۲۔ ۵۲۴۔ ۹۱۳۔ ۵۲۵۔ ۹۱۴۔ ۵۲۶۔ ۹۱۵۔ ۵۲۷۔ ۹۱۶۔ ۵۲۸۔ ۹۱۷۔ ۵۲۹۔ ۹۱۸۔ ۵۳۰۔ ۹۱۹۔ ۵۳۱۔ ۹۲۰۔ ۵۳۲۔ ۹۲۱۔ ۵۳۳۔ ۹۲۲۔ ۵۳۴۔ ۹۲۳۔ ۵۳۵۔ ۹۲۴۔ ۵۳۶۔ ۹۲۵۔ ۵۳۷۔ ۹۲۶۔ ۵۳۸۔ ۹۲۷۔ ۵۳۹۔ ۹۲۸۔ ۵۴۰۔ ۹۲۹۔ ۵۴۱۔ ۹۳۰۔ ۵۴۲۔ ۹۳۱۔ ۵۴۳۔ ۹۳۲۔ ۵۴۴۔ ۹۳۳۔ ۵۴۵۔ ۹۳۴۔ ۵۴۶۔ ۹۳۵۔ ۵۴۷۔ ۹۳۶۔ ۵۴۸۔ ۹۳۷۔ ۵۴۹۔ ۹۳۸۔ ۵۵۰۔ ۹۳۹۔ ۵۵۱۔ ۹۴۰۔ ۵۵۲۔ ۹۴۱۔ ۵۵۳۔ ۹۴۲۔ ۵۵۴۔ ۹۴۳۔ ۵۵۵۔ ۹۴۴۔ ۵۵۶۔ ۹۴۵۔ ۵۵۷۔ ۹۴۶۔ ۵۵۸۔ ۹۴۷۔ ۵۵۹۔ ۹۴۸۔ ۵۶۰۔ ۹۴۹۔ ۵۶۱۔ ۹۵۰۔ ۵۶۲۔ ۹۵۱۔ ۵۶۳۔ ۹۵۲۔ ۵۶۴۔ ۹۵۳۔ ۵۶۵۔ ۹۵۴۔ ۵۶۶۔ ۹۵۵۔ ۵۶۷۔ ۹۵۶۔ ۵۶۸۔ ۹۵۷۔ ۵۶۹۔ ۹۵۸۔ ۵۷۰۔ ۹۵۹۔ ۵۷۱۔ ۹۶۰۔ ۵۷۲۔ ۹۶۱۔ ۵۷۳۔ ۹۶۲۔ ۵۷۴۔ ۹۶۳۔ ۵۷۵۔ ۹۶۴۔ ۵۷۶۔ ۹۶۵۔ ۵۷۷۔ ۹۶۶۔ ۵۷۸۔ ۹۶۷۔ ۵۷۹۔ ۹۶۸۔ ۵۸۰۔ ۹۶۹۔ ۵۸۱۔ ۹۷۰۔ ۵۸۲۔ ۹۷۱۔ ۵۸۳۔ ۹۷۲۔ ۵۸۴۔ ۹۷۳۔ ۵۸۵۔ ۹۷۴۔ ۵۸۶۔ ۹۷۵۔ ۵۸۷۔ ۹۷۶۔ ۵۸۸۔ ۹۷۷۔ ۵۸۹۔ ۹۷۸۔ ۵۹۰۔ ۹۷۹۔ ۵۹۱۔ ۹۸۰۔ ۵۹۲۔ ۹۸۱۔ ۵۹۳۔ ۹۸۲۔ ۵۹۴۔ ۹۸۳۔ ۵۹۵۔ ۹۸۴۔ ۵۹۶۔ ۹۸۵۔ ۵۹۷۔ ۹۸۶۔ ۵۹۸۔ ۹۸۷۔ ۵۹۹۔ ۹۸۸۔ ۶۰۰۔ ۹۸۹۔ ۶۰۱۔ ۹۹۰۔ ۶۰۲۔ ۹۹۱۔ ۶۰۳۔ ۹۹۲۔ ۶۰۴۔ ۹۹۳۔ ۶۰۵۔ ۹۹۴۔ ۶۰۶۔ ۹۹۵۔ ۶۰۷۔ ۹۹۶۔ ۶۰۸۔ ۹۹۷۔ ۶۰۹۔ ۹۹۸۔ ۶۱۰۔ ۹۹۹۔ ۶۱۱۔ ۱۰۰۰۔



جیو بو تو میں جو ہر یک رنگ گل میں ہم  
 اے بلبلو! صد انا الور و بولنے  
 البتہ ہووے مطلع دیوان آفتاب  
 تجھ حسن کی صفت میں اگر فرد بولنے  
 بازی جان ہجر ہے ہزار وصال  
 غم ہے بساط دل کوں مرز بولنے

ہے آگ عاشقوں کا دم سرد اے دلہراج  
 اور آگ کی لپٹ کوں دم سرد بولنے

۳۷

آتش غم میں مہرباغ میں گروداؤٹھے  
 برگ گل میں شہر شعلہ غم و داؤٹھے  
 کشتہ خنجر بیداد صدم حشر کے دن  
 سُرخرو ہو صف عشاق میں خوشنواؤٹھے  
 رقت دل میں سرچشمہ خورشید ستی  
 جوش فوارہ اشک جگر آلوداؤٹھے  
 ان غذا بولتی چھوٹے رہے بہو حشت  
 اپنی واہی میں گریہ دل مردواؤٹھے

سُرمہ چشم ہے خاک قدم یار دلہراج  
 آرزو ہے کہ غبارِ رے مقصوداؤٹھے

۲۶۵۱

اے ہے جگ میں جیت۔ اسی کی جو کوئی عشق باز ہے۔ یہ دل نہیں ہے تک کے جسے تو بولنے



از بس کہ مری لیلی خوش تدا کا ہے مجھ کو  
 گلزار میں ہر سردی سہی بید ہوا ہے  
 بیٹھا ہے او سے آب دم خنجر قاتل  
 دہمات جو کوئی جان میں فید ہوا ہے  
 نہیں نشہ لیبی اس کوں دس آج آج تک  
 جو عشق سستی زندہ جاوید ہوا ہے

۳۰

چہرے پہ گلبدن کے عجائب بہار ہے  
 جس کے بغیر بلبل بے قرار ہے  
 یارِ بگ گل پہ سبزہ سیرا ہے میاں  
 یا نعل لب پہ خطِ زہر و نگار ہے  
 از بس کہ شمع رو کی ہلک کی نہیں تپتا  
 فانوس شمع پر بہ زبان کا حصار ہے  
 تجھ شوق کی ٹوپڑی سونچا چاک چاک دل  
 معلوم یوں ہوا کہ ہنستی انداز ہے  
 سیرچن میں لہ لہ کھلے غم کے بند کا  
 گلر و کا دیکھنا او سے باغ و بہار ہے  
 دامن ترے کوں پاؤں اور تو کیا عجب  
 تجھ پر سہی ہے عیاں مرا خاکسار ہے  
 حق میں سحر تم ہے زری بہم افشک با  
 دل چیرے کوں زور فرنگ آبدار ہے

۳۶۶۱

اے تجو باغ ہر یک باغ میں ہے داغ ہر یک باغ۔ ۱۲۹۱۔ لے جس دیکھنے کوں۔ ۱۲۹۱۔ لے

عشق یک۔

مہنہ کی گئی تو زیبا تو تیریں باہر نکل شباب  
 ہر ہر قدم پہ خون شہیداں نثار ہے  
 مہینہ کی طرف سے یہ یا کوئی بولے اے دلبر  
 عالم تر سے زماں کا ایشہ وار ہے

۳۱

۲۶۷۷

عجب میں ہوں کہ دل آئینہ وار کس کا ہے	کیا ہے آپ میں بے اختیار کس کا ہے
صنم کی طرز زلفا نکل کون کیو تیراں بول	کہ دل میں آئینہ رو کے بغیر کس کا ہے
مہر سے خیال کے گلشن کون سے ہے کیا	نہ جانوں خطا زمرہ نگار کس کا ہے
دو چار آئینہ میں تیرے کون کیو دکھتا نہیں	بہر اس جہاں میں مجھے اعتبار کس کا ہے
اسی خیال میں کتنا بزم میں ہم افوشی	کہ آج دو گل بے خار ہر کس کا ہے
دوست اور پر اگر چرخ چرخ کھیا یا نہیں	تو مہر طشتت جو امیر نگار کس کا ہے
ہوا ہوں آج نیت زخم عشق میں بے گل	کہو کہ خنجر زہر آید ار کس کا ہے
جو کوئی ہے بلبل گلزار عشق او سے چو چو	کہ دو صنم گل رنگیں بہا کس کا ہے
عجب نہیں کہے ہوں تیرا جیوں سے ماہ	برہ کی آگ سے یہاں اختیار کس کا ہے

دلتوی کی کبری

لے گیا ہوں نکل کھسوں بے تاج - دلتوی - اے میں - ک -

قبول کر نذرِ عنذلیب گلشنِ شوق کبھی تو کہہ کہ دل چاک ناکس کا ہے  
 جلا کے خاک کیا پن کبھی بھی یوں نہ کہا  
 لہجہ سوجھتا دل خاکسار کس کا ہے

۴۲

کیا وار دل کے پار میں پیار کے پید کے  
 ہوئے کیوں نہ تازہ سبزہ خطِ باغِ سخن  
 دل کون تھماری زلف کی لٹ کا خیال  
 دیکھا ہوں جس میں دانت ترنگیاں سرخ  
 کئی دل ہوئے شہید ترے انتظار کے  
 قاتل کی گاتنگ غضب آلود دیکھ کر  
 کاڑھی میں زخمِ شجرِ سراب دار کے  
 پایا ہے آبِ چاہِ زخماں میں یار کے  
 ڈالو شکار بند گلے میں شکار کے  
 میری نظر میں تیرے ہونے انار کے  
 جاتے رہے ہیں پانومرے اختیار

۲۶۸۸

خوشنیدر و بے غیر شبِ غم میں ہیں لہجہ  
 روشن چراغِ اشکِ رواں کی قطار کے

۱۔ لے یازمہ بینگے۔ ۲۹۱۔ ۱۔ لے شیریں دہن کے دیکھ دہن رنگ پاں میں سرخ۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے یک

ک۔ لے کے باج۔ ۳۹۱۔ ۱۔ لے ۵۔ ۱۔ لے ک۔ لے ہونے چراغِ آنکھو۔ ۳۹۱۔ ۱۔

۴۳

۴۶۸۸

چشم ساقی کا جو کوئی بیمار ہے      نگس گلزار میں بے زار ہے  
 ابرو سے پر نہیں سے کرتا بے شہید      کیا بلا شمشیر جو ہر وار ہے  
 بس کہ تجھ قد پر ہوئی میں مبتلا      سر و گلشن قمر یوں کون ٹار ہے  
 ہر ادا اس غمزدہ خوں ریز کی      حق میں میرے تیرے تلوار ہے  
 زخم تیری تیغ کا اسے گھلداں      سینہ چاکوں کے گلے کا مار ہے  
 گوئی چشم پیری رو دیکھ کر      دل مرا بے جام مئے شراب ہے

ہجر میں اس رات جا کی لہجہ  
 زندگی میں ہی مرا بے زار ہے

۴۴

۴۶۹۵

دل شیعفتہ زلف گرہ دار ہوا ہے      ہر تار کے سو دے میں گرفتار ہوا ہے  
 زاہد نے ترے نگس سنا گوں کی بیخیا      کیفیت مستی میں خبر دار ہوا ہے

۱۔ چو بیجا کی چشم - ۳۹۱۔ ۲۔ غلابہ شمشیر - ۳۹۱۔ ۳۔ نیم سہل ہوتا پتا ہے سر آن -

۱۔ کیا بلا ہوا ابرو سے شہید - ۳۹۱۔

جب میں روہی قدرے کیا سیر گلستان  
قمری کے گلے طوق جنوں کا رہا ہے  
بازار جہاں سیر کیا نقد خرد لے  
دل جنس محبت کا خریدار ہوا ہے  
فوج خرد و شوش میں مل چل ہو بیت کیا  
شاید علم آہ نمودار ہوا ہے  
جو کوئی نری آنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہے  
زرگس کے نمائشے سنی بے زار ہوا ہے

پروانہ مقصود کون پایا ہے جس آج  
دل سوختہ شعلہ دیدار ہوا ہے

۴۵

اول میں دل مرا جو گرفتار تھا سو ہے  
میرے گلے میں عشق کا زمار تھا سو ہے  
لے شاہ حسن مجھ کو تمہاری جناب میں  
دانت میں بندگی کا جو اقرار تھا سو ہے  
معلوم یوں ہو کہ نصیب یوں نہیں شفا  
شمنیہ عنسہ کا وار جگر پار تھا سو ہے  
جیوں غنچہ سیر باغ میں تاروں تنگ  
تجربہ مری نگاہ میں گل خار تھا سو ہے  
سوزن مثال آنکھ میں ستی ہے ہر ایک  
تیری برہ کا خار دل آزار تھا سو ہے  
اب لگے غم فراق جدائی کی رات میں  
یار و رفیق و دوست و غمخوار تھا سو ہے

۴۵۰۲

شاید کہ علم - ک - لے نمائشہ ک - لے - ۲۹۱ - اور لے اب تک - ک -

مست بوجہ سوز عشق میں فارغ دل آج کو  
 پیہانہ وار جانکس میں بہا رہتا سو ہے

۴۶

۴۶۰۹

ہر طرف بیاہتا مٹا شاہ ہے اس کے دیدار کا مٹا شاہ ہے  
 عشق اور عقل میں ہوتی شہ طر حیت اور ہار کا مٹا شاہ ہے  
 غلوت اشک میں اس کی درو دیوار کا مٹا شاہ ہے  
 بیستہ داغ داغ میں میرے سخن گلزار کا مٹا شاہ ہے

بنے گا کوندا عشق اسراج  
 اس گلے ہار کا مٹا شاہ ہے

۴۷

۴۶۱۴

صنم زیب چہ نہ تار باندھے بھٹکائیں کوچہ و بازار باندھے  
 بنا آروں تیغ بندہ کوں کہ قتل خیم ابرو کی جست تلوار باندھے  
 بویہ بھے یہی مجزا بہتری زلف گلے بزمہ کا زُنا باندھے



طلب کے عقدہ مشکل کوں کھولے جو کوشش کی لکر یکبار باندھے  
 جو کوئی غم کا حصار قلب چاہے غبار آہ میں دیوار باندھے  
 جو دیکھے گل رنوں کی لاؤ بانی بجائے گرب اظہار باندھے

۴۴۵ آج آنکھیں کیا ہے غیر سینہ

کہ تامل میں خیال یار باندھے

۴۴۶

سرو قد آج اگر سیر چمن زار کرے قمری باغ کی تیش صورت دیوار کرے  
 طوطیاں باغ کی ہویں آئینہ رو پر چیراں جب لب لعل ہنسم میں شکر بار کرے  
 گلشن عشق کا ہے پھول مراد لب جگر ہے بجا گرو و صنم طرہ دستار کرے  
 جو ترے رخ پہ خط سبز کون دیکھے دو ہنق شرح گلستان کون تکرار کرے  
 زاہد خشک اگر کفر میں ہو وے آگاہ رشتہ زلف تزارشتہ زنا کرے  
 تیشہ آہ میں مجھ سینہ خراشی کوں دیکھ کو کمن لاف محبت سنی انکار کرے

۴۴۷ آج اس قدموزوں کے مقابل شمشا

سہر کشتی ترک کرے بحر پر اقرار کرے

۲۶۲۱

۴۹

خوب بو بھابھوں میں اس پاؤں کوئی کیا جانے  
 اس طرح کے بت عباد کوں کوئی کیا جانے  
 لے گئیں مات سیناں اسکی تعمیل ہوئی آنکھیں  
 بیلا مردوم نہیں کون کوئی کیا جانے  
 میں نہ بوجھا تھا تیری زلف گرہ وار لے پیچ  
 سچ کہ کیفیت متکار کوں کوئی کیا جانے  
 شرح بے تابی دل نہیں ہے قلم کی طاقت  
 تپش شوق کے طوار کوں کوئی کیا جانے  
 شربت خون جگر کا مزہ عاشق پاوے  
 لذت عشق جگر خوار کوں کوئی کیا جانے  
 مشرب عشق میں ہیں شیخ و برہن کیساں  
 رشتہ سببہ و زنا کوں کوئی کیا جانے  
 ملک زخم ہوا مہم جا لینوسی  
 طوق و زنجیر نہیں جس پہ کتے تہا توے  
 بے تلک تلخی شور اب غم چاکھا نہیں  
 وام الفت کے گرفتار کوں کوئی کیا جانے  
 تیب تلک لذت دیدار کوں کوئی کیا جانے  
 تھراوس نافہ تاتار کی بھج سبیں پوچھو  
 یار کی زلف کی ہمار کوں کوئی کیا جانے

۱۔ سیں۔ ک۔ ۲۔ بھولی۔ ک۔ ۳۔ شکن۔ ۴۔ ۲۹۱۔ ۵۔ کے۔ ک۔ ۶۔

سگر۔ ۷۔ ۲۹۱۔ ۸۔ عاشق خوار کا۔ ک۔ ۹۔ تسبیح۔ ک۔ ۱۰۔

سرف۔ ۱۱۔ ۲۹۲۔ ۱۲۔

میں کہا زخمی غم ہوں تو دیا کس نے جواب  
اے دلہراج ایسے پھپھے وار کوں کوئی کیا جانتے

۵۰

ہوا ہوں بس کہ بیمار جدائی      پلک آنکھوں میں ہے خارِ جدائی  
برہ دکھ سنگتِ شیشہ پزل کے      کسی پرتق نہ دے بارِ جدائی  
مسلماناں کرو دکھا کر مصحفِ حُسن      گلے ہیکل ہے زنا رِ جدائی  
کیا تب قدرِ آزادی کوں معلوم      ہوا دل جب گرفتارِ جدائی  
دل سہل کوں نہیں ہے تاب پرواز      او سے حائل ہے دیوارِ جدائی  
غزلِ خواں کیوں نہ ہو مانندِ طبل      کیا ہوں سیرِ گلزارِ جدائی

۲۶۳۹

دلہراج اب مختصر کرتے ہیں غم

ہیں انجامِ طومارِ جدائی

۵۱

جہاں مجھ غم کی آتش جلا کر ہے      وہاں دوزخ کا قصہ مختصر ہے

۲۶۴۰



ہو نخل باغ میں گل آب ہوا      جب سین گل رو کا گزر ہوتا ہے  
 داغ دل کوں مری نہیں بہر پہل      گرچہ ہر گل کوں شکر ہوتا ہے  
 گرد غم و لبسِ خوش چشمِ بغیر      سر نہ چشمِ جگر ہوتا ہے  
 دل لیا ز گیس سحر نے تری      بیچ کہ جادو کوں اثر ہوتا ہے  
 تیغِ آبرو میں تری خوف نہیں      دل مرا جائے سپر ہوتا ہے

شمعِ رو کی شبِ بھراں میں دل لہج  
 آگِ غم داغِ شکر ہوتا ہے

۵۳

یا اہلی دو سیم برکات ہے      شامِ امید کی سحر کاں ہے  
 پردہ دیدہ فرشتسِ راہ ہوا      لیکن اس یار کا لذر کاں ہے  
 تزکِ مطلب ہے مطلبِ مجنوں      شجرِ بیہ کوں شکر کاں ہے

۴۶۲

لے توکے بیگانہ الم کھانے کوں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ ہر آنھور رشک گہر ہوتا ہے۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ ۱ کے اضافہ شکر۔  
 ہر اس کے سین یوں ہوا علوم۔ آہ عاشق کوں اثر ہوتا ہے۔ تاکہ لے جاؤ مجھے گلو پاس۔ شوقِ دل بازوئے پر ہوتا ہے۔  
 لے کہاں۔ ک۔ ۵۔ عینِ مطلبِ جیوں۔ ۳۹۱۔ ۱۔



تیسے تیسوں کو کہن نے دیاجی تو کیا ہوا سستی ہمارے درد کی سن الخدر کہے  
 اس گلبدن کے حجر میں نگین ہو اسراج  
 شاید ترا پیام بشیم سحر کہے

۵۵

قیامت چشم ہیں اس ہو کر کے عجیب چنچل ہرن پالے میں گھر کے  
 شراب جام غم از بس پیا ہوں کہا باب کیوں نہوں لخت جگر کے  
 کئے ہوا ہتام ناز جب میں ہنئے گل بلکہ اکشر سر و سر کے  
 علاج اس کا نہیں بن مرہم وصل برہ کتے کے جو کھایا ہے چر کے  
 ہمارے رنگ کا دیکھیں تماشا کہوان کو جو کوئی طالب میں ذر کے  
 سنے ہیں جو سخن اس لعل لب میں کہاں مشتاق میں لعل و گہر کے  
 اسراج اشعار تیرے کیا بلا ہیں  
 بعبو کے میں مگر سوزِ جگر کے

۲۶۶۶

۱۔ بلا ہیں دوین۔ ۲۱۱۔ ۱۔ سراج اب شعر تیرا جو سنے ہیں۔ کہاں مشتاق میں لعل و گہر کے ۲۱۱۔

۲۔ نہیں ہے تشنگی کو نوز کی اس کوں۔ سن جو کوئی تیرے دہن کے۔ ۲۱۱۔ ۱۔

۵۶

۲۶۸۲

جسکی طرف او ایس دوسا قی نظر کرے  
 کوئین کے خیال ستی بے خبر کرے  
 جو تہجہ نگہ کے تیر کے آیا ہے سناٹے  
 یو رہا ہے گور، روئی ہو گیا کون سپہ کرے  
 بلبل ترے ہن کی لطافت کون کھیکر  
 مسندوق غنچہ بھجر کہ زر گل نذر کرے  
 مسند یہ عاشقی کی جو ہے بادشاہ وقت  
 لازم ہے اسکی راہ میں فرش بگر کرے  
 آسودگی سین گرد و کشتور کی صاف ہو  
 جب دیدہ آب مشک کے دامن کج ترے  
 دریا شور میں جوڑے عکس لعل یا  
 اپنے آئیں رنگ وال کس شکر کرے

میں وقت پاکے اس سناؤ لگا یہ غزل  
 درو دل دس لچ کر کچھ اتر کرے

۵۷

۲۶۹۱

چشم خوں ریز یا رخسار ہے  
 مونے مڑگاں میں جس کونج ہر ہے  
 تازہ رکھ آب مہربانی میں  
 ایک دل سوچن برابر ہے  
 رتہ جہانی میں اے قیامت قد  
 شورش آہ صور محشر ہے



زخم مجھ پر کرمِ قسیروں پر ہوئے تو بہت سرنہ ہو تو بہتر ہے  
 ہے جدائی کا نجف بے میر اس سبب دل کی بازی ابتر ہے  
 نامہِ عنم صنم کوں پہنچانے آہ میسری پر کیوتر ہے  
 دل مراخوں پذیر غم ہے دلہا  
 بھر کی آگ کا سمندر ہے

۵۸

جب چشم کے ساغر کوں صنم دور کرینگے  
 اپنے دمِ شمشیر کے پانی کوں ہلا کر  
 چارچ پہ بے جا جو کرے لامہ نو  
 ابرو کی او سے تیغِ ستی ٹھور کرینگے  
 اے جانِ دل عشاق پہ کیا جو کرینگے  
 شاید کہ شہیدوں کے او پر غور کرینگے  
 معلوم نہیں مجھ سستی کیا طور کرینگے  
 اے جانِ دلہا آج آگ کہ نزاروں ل شیدا  
 تجھ پر سبیں فدا جان کوئی الفور کرینگے

ردیفی  
 ۲۶۹۸

۵۹

شیشہ دل غم میں چکنا چور ہے  
 خندہ منی گریہ ناسور ہے

۲۸۰۳

جس درق پر جو صفحہ حسنِ یار ہے  
وہ درق نہیں برکِ نخلِ طور ہے

تجھ تک میں رنگِ تنش ہے گداز  
آج مجھ خوشہ انگور ہے

جب میں دیکھا ہوں دلِ شکر میں  
پیشم حیراں خانہ زنبور ہے

جلوہ قامت دکھا جا ایک دم  
سر و سرکش باغ میں مغرور ہے

عالم باطن کا اس میں سیر نہیں  
شیخ و زاہد اکٹھے میں معذور ہے

وصلِ یار شمعِ رو کا اے سراج  
گرمی دل کوں مرے کا فور ہے

۶۰

جب میں مری نظر سستی و و حور دور ہے  
بزمِ طرب میں بادہ انگور دور ہے

روتا ہوں دروہر میں ازبکہ زازار  
مردم میں چشم کی اثر نور دور ہے

زاہد رکھا ہے کشتیِ محراب میں قدم  
طوفانِ عشق کا تو ابھی پور دور ہے

اس ماہِ رو کا وصلِ میر ہے جیستی  
ظلماتِ حجر کی شبِ یگور دور ہے

زنجی ہو ابے بس تری تیغِ عشق کا  
بزمِ حگر میں مریم کا نور دور ہے

۲۸۱۰

صہبا پرستِ عشق کوں عشرتِ روا نہیں  
 مجلس میں غم کی نغمہ طنبور دور ہے  
 نزدیک جیب میں درو جدالی ہوا مسراج  
 چاروں طرف میں عیش کوں یاں دور دور ہے

۶۱

جب میں دام زلف عالمگیر ہے  
 نقش پابہر صید کوں زنجیر ہے  
 زلف مشکین کوں مطلق ہمت کہو  
 مصحفِ خسار کی تفسیر ہے  
 خون ہوا رشک کف پائیں تر ہے  
 خوابِ محفل کی یہی تعبیر ہے  
 جب میں دیکھا دو قد شمشاد رشک  
 سرو گلشنِ مستہری تصویر ہے  
 یاد میں اس غمزہ خون ریز کی  
 لختِ دل آماج گاہ تیر ہے  
 کھینچ کر تیغِ جفا مت قتل کر  
 عاشقِ دل خستہ بے تقصیر ہے  
 جل گیا آخروں بے گل مسراج  
 تب تو تھا سیما باب اکبیر ہے

۲۸۱۰

۱۔ بس کہ - ۲۹۱۔ ۱۔ ۲۔ یہ دلِ خون گشتہ - ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ زلف پیو کی صیر دل کوں لے مسراج  
 دام ہے شبِ حلقہ زنجیر ہے - ۳۹۱۔ ۱۔

۶۲

تجھ زلف کی بومشاک مہنیر کوں کہاں ہے  
تجھ قد کی اداسر و صنوبر کوں کہاں ہے  
خورشید مقابل ترے ذرے میں بھی کمتر  
تجھ رخ کی تجلی ماہ انور کوں کہاں ہے  
نئی نوش محبت نہ کرے منت دینا  
تجھ لب کی لطافت لب ساغر کوں کہاں ہے  
صیقل میں ترے عشق کی پایا ہے جلا دل  
یہہ آئینہ صاف سکندر کوں کہاں ہے  
دیدار کے پیاسے کوں نہیں خواہش فرود  
شیریں مزہ کی چشمہ کو ترکوں کہاں ہے  
لے جاوے مگر دل کی طیش آہ کا کتوب  
یہہ تیزیری بال کو ترکوں کہاں ہے

جل جل کہ ہوا خاک تلسلح آتش غم میں  
یہہ سوختگی بال سمندر کوں کہاں ہے

۶۳

اگر سوز جگر میں ناہ سنج بیکر کر سکے  
دل بے رحم میں اس یار کے تاثیر کر سکے  
ورق پر دل کے رنگ آنسو کا لے کر کلک ٹکان  
ترے چہرہ کی شاید خواب میں تصویر کر سکے  
ستم کا بیچا امت کھینچ صید دل پر اظالم  
چھری میں مہربانی کی اگر تکبیر کر سکے

۱۔ خواہش۔ ۲۔ لے سکے۔ ۳۔ بے درد۔ ۴۔ چھری۔ ۵۔ اظالم۔

ہوا ہے سرو دیوانہ تمہارے قد کے سایہ میں  
 مجھے گریح محفوظ اسکے نقش پر ہیں پاؤں  
 بنایا سامری نے عشق پر نیزنگ کی جوہر کو  
 مری بعض جگر کوں کیہ نقاں نے کہا یوں کہ  
 کہا ہاتھ نے حمت ہے گنہ گار حبت پر  
 اگر عکس اس ہی قد کا نصیب ال حیرت ہوئے  
 دل آج آئینہ دل گلشن کشتیر کر سکئے

۶۴

جیوں کہ خوبوں کوں نما لازم ہے  
 گر حقیقت کی سیر ہے نوازش  
 کر مصلے صنم کا نقش قدم  
 درد مندوں کے حق میں ے ظالم  
 عاشقوں کوں نیاز لازم ہے  
 راہ عشق مجباز لازم ہے  
 صدق دل میں نما لازم ہے  
 عشوہ دل نواز لازم ہے

۲۸۴۰

لے صنم کے۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ بنایا سامری نے عشق پر نیزنگ کے جوہر کوں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ کر نقاں نے  
 بولا۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۴۔ اول۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۵۔ ہے جن حق میں درد مندوں کے۔ ۳۹۱۔ ۱۔



کاش کہ بر میں نہ ہوتا پیر ہن  
یہہ گریباں درد کا غماز ہے  
دل نسیم عیش میں کھلتا نہیں  
یہہ کلی اس باغ میں ممتاز ہے  
ایر میرے اشک کا ہے پرورد  
برق میری آہ کا آواز ہے  
شکوہ طرز تغافل خوب نہیں  
یہہ بھی اس کا فراد اکانا ز ہے  
ہنیں دل خاموش پر زخم ستم  
غنجہ تصویر کوں پرواز ہے

ہجر میں ہناب رو کے اے دلبر  
اشک گل ریز آہ آتش باز ہے

۶۶

طریق عشق میں دو بواہوس ہے  
جو کوئی ہر فنڈ پر مثل گس ہے  
ہمیشہ درد و غم کے قافلے میں  
صدائے آہ آواز جرس ہے  
بہنم کیوں نہ ہو حسرت میں پانی  
ہماری آہ آتش میں سرس ہے  
مجھے ہر دم کنڈی مت بتاؤ  
نگہ کی برچھیوں کی ہول بس ہے

۱۔ صرف - ۵۸۴ - ۱۔ ۲۔ نفا کام شمشیر و سپر کوں - مجھے تیرا اکاوار بس ہے۔

۱۔ ۳۹۱۔

سنتالی آا سے شوبخ ماہِ خسار ترے بن ایک ساعت سو برس ہے  
 منجانب عشق کی ہے عقل یون کر کہ جیوں کر آگ کے نزدیک جس ہے  
 مدسراج اس خوش دن بن چو گل  
 ہمارے بلبل ل کون قفس ہے

۶۸

قدرت کے باغ میں گل جس کون دیکھے چاروں طرف بہا رہے کس کس کون دیکھے  
 کوئی نیم جاں ہے کوئی نر پنا ہے کوئی شہید ان بسلوں کی صورت مجلس کون دیکھے  
 نمانقہ جاں سو و تو تمھاری نظر کیا اب کیا ہے حال عاشقِ مفلس کون دیکھے  
 اوس چشمِ نیم خواب کی معلوم ہوگی قدر گلشن میں جا کے تھمتہ نرگس کون دیکھے  
 جانان برہ کی آگ میں بے تاب ہے مدسراج  
 اپنے رفیقِ محرم مونس کون دیکھے

۶۹

صد شکر کہ دل شوق میں جوش ہوا ہے اس شورِ حوادثِ سنی خاموش ہوا ہے



افسردہ دلی دور کیا گرمی غم نے  
اس خم کون میں شوق سچا جوش ہوا ہے  
جس عاشق رسوائے کیا ترک تنہا  
مقصود کے شاہد ہیں ہم آغوش ہوا ہے  
جب گھر کوں چلا تو سن گلگون چہرین  
ہر سر وہی عاشقیہ پرورش ہوا ہے  
تجھ زلف کی خوبی جو سنا باغ میں نیکل  
کھاپیج اسی غم میں سیہ پوش ہوا ہے  
کر باد تری زگرے مخمور کوں بلیل  
لے ساعر گل بات میں می نوش ہوا ہے

آتا نہیں احوال آج اس کوں کبھی یاد  
جانی کے گردل میں فراموش ہوا ہے

۶۰

ضبط میں کیوں کر رہے دل عشق کے جوشوں سستی  
آگ میں پارا کہیں ٹہرا ہے سر پوشوں سستی  
عاشقِ صادق کوں تیرا نقشِ پا ہے تاج نہ  
بواہوں کوں عار آتی ہے تو پا پوشوں سستی  
آرسی میں عکس تیرا جب کوں آتا ہے نظر  
صاف رہ لے تیرہ باطن ہم ندر پوشوں سستی  
جب میں پایا ہوں مزہ میں غم کے مٹیے کیف کا  
دل مرا کھٹا ہوا انکور کے خوشوں سستی  
عشق کے مستوں کوں آدابِ شریعت ہے مشا  
دشمنی مت کرارے نا اہل پوشوں سستی

۴۸۶۸

ہزرہ گوئی قدر دان عشق کو ہے ناپسند عالم حیرت کی لذت پوچھ خاموشوں سستی  
 بیویوں کے سحر اسح آتش کے شعلے بکوں میں کھینچتا  
 خوف کر کے نکلے رو ایسے بلا نوشوں سستی

۵۱

۲۸۸۵

شوخی کوشش طبع میرا ہے مرتبہ کیا رفیع میرا ہے  
 تم میں نظر ہر شے کا دل میں ظلم کیا طریقہ بدیع میرا ہے  
 تیغ ابرو میں نشہ خوبیاں سرگروہ جمیع میرا ہے  
 گوہر اشک سب کا پیرا آج دامن آسین میرا ہے  
 اسے دل سے اب نظر نہیں سول  
 روز نشہ شفیع میرا ہے

۵۲

بے گداز کی دیکھو دل بابت باغ ہو سے سب شمنوں کا سینہ بچو لالہ داغ ہو سے  
 آواز ہو میرا تیرے وقت ترنگ و کجاوے شاید کہ دام غم میں جکوں فرغ ہو سے

لے بیویوں۔ ۱۹۱۔ ۲۔ بیویوں کی زندگی۔ ۱۹۱۔ ۳۔ کیا دل۔ ۱۹۱۔ ۴۔ کھ۔ ۱۹۱۔ ۵۔

تب مجکوں یاد آوے گل رو کی آشنائی      بلبل کوں جب کئے گل میں شرط جہان ہو سکے  
 ووسل لب تمہارا ہے خاتمِ سلیمان      ہر مور بو الہوس کوں کیونکر سراغ ہو سکے  
 روشن دلوں کی صف میں ہووے شمع مجلس      جس دل میں عاشقی کا روشن چراغ ہو سکے  
 ہشیار مست ہوویں در مست ہوویں ہشیار      جب دو چشم ساقی دور ایلیغ ہو سکے

شعر مدسراج ہر ایک ہے گلشن معانی

اے بو اس سخن کی پاوے جو خوش دماغ ہو سکے

۶۳

عجب تجھ غم کے گوہر کوں شرف ہے      کہ چاک سینہ عاشقِ صدف ہے  
 کہاں طاقت جناب بو الہوس کوں      لب دریا پہ اس منی سکیف ہے  
 نہیں درکار تیغ کج ادائی      تری سیدی نگہ تیر بدف ہے  
 شہ خویاں شباب آفوج عشرت      ترے بن یک قلم سب بر طرف ہے

مدسراج آئینہ دل کہ مصفا

کہ قلب صاف ماہیے کلف ہے

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ پاوے خطاب اور۔ ۳۹۱۔ ۳۔ بجا ہے عاشقوں کوں تہ کن چو دی کی۔

جب تیر بن کی گردش دور ایلیغ ہو سکے۔ ۳۹۱۔ ۴۔ نہیں۔ ۵۲۲۔ ۵۔

۲۸۹۶

۶۴

۲۹۰۲ دل کے پرزے ہوئے لب ایک ورق باقی ہے  
 فرض ہے مجھ کوں شب لہ میں مغرب کی نماز  
 سب آخرونی کتاب ایک سبق باقی ہے  
 تجھ کف پائی کی خجالت میں ہر ایک گلشن میں  
 اس شہابی لب می گوں کی شفق باقی ہے  
 خواب آسفتہ مستی کی یہی ہے تعبیر  
 پھول پر قطرہ شبنم میں عرق باقی ہے  
 غیر فانی ہے مگر جلوہ حق باقی ہے  
 جان دیتا ہے ترے ہجر کی سخی نہیں دلراج  
 آشنائی سستی ہے جب ان ورق باقی ہے

۶۵

۲۹۰۶ ہر قطرہ اشک درد کا بحر عمیق ہے  
 تنہا نہیں ہو دشت محبت میں کس غم  
 مردم ہماری چشم کا اسمیں غریق ہے  
 اس لیے کسی کے حال میں غم تو رکونی نہیں  
 غم سات درد قافلہ اور دکھ فریق ہے  
 لیکن ہمیشہ درد جدالی شفیق ہے  
 تکیں ہے یاد لعل لب یا میں مجھے  
 حق میں ہماری تشنہ لبی کے شفیق ہے

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ مجھ انجھو کا ہو دریا۔ ۳۔ ۳۹۱۔ ۴۔ یہ میری۔ ۵۔ ۳۹۱۔ ۶۔ گے گرم ہوا  
 ۷۔ ۳۹۱۔ ۸۔ ۳۹۱۔ ۹۔ رکھتا ہوا پنے پاس محبت کی کمی میری نظرس بھی سنگ سلا  
 ۱۰۔ ۳۹۱۔ ۱۱۔ ۳۹۱۔ ۱۲۔ ۳۹۱۔ ۱۳۔ ۳۹۱۔ ۱۴۔ ۳۹۱۔ ۱۵۔ ۳۹۱۔ ۱۶۔ ۳۹۱۔ ۱۷۔ ۳۹۱۔ ۱۸۔ ۳۹۱۔ ۱۹۔ ۳۹۱۔ ۲۰۔ ۳۹۱۔

ہرگز نہیں زیارتِ کعبہ کا محکوم دلدار کی گلی مجھے بہت عشق ہے  
 برج ہے لغت لغت اگر ہو مرا جگر ہر ضربِ آہِ حق میں مرے مخلص ہے  
 اس خوش دہن کے وصفوں کو مختصر لہجہ  
 تیری غزل کا قافیہ از بس دقیق ہے

۷۶

ہے محکوم بے قراری جس نرسین گانگی جیوں عنذ لیب ہرگز پروا نہیں چین کی  
 بے آہ وصل سانی بھیتی نہیں ہے ہرگز سینے میں جس کے دونے تجھ بھر کی ان کی  
 کس پاس جاہوں میں ہمدرد کوئی نہیں ہے اس واسطے رکھا ہوا بٹن میں بات من کی  
 طوفانِ غم اوٹھا ہے لے آشنا کرم کر جی ڈوبتا ہے میرا کشتی دکھائین کی  
 مجلس میں شمع رو کی پروانگی ہے محکوم میرے نصیب میں کیا سبھ گھر ہی گن کی  
 تجھ لعلِ درفشوں کا ہر ایک سخن ہے توفی میں جانتا ہوں قیمت اس بہار تن کی

۲۹۱۳

قرباں ہوا ہوں جب سین جانِ دل سے  
 مثلِ تنگ محکوم پروا نہیں کفن کی

لے بی۔ ج۔ لے انظاری۔ ۳۹۱۔ لے بل بل ہوا ہوں کا بل جلدی درس کا بل رو۔ سینے پہ لگی دون

تجھ بھر کی ان کی۔ ۳۹۱۔ لے وصل آب۔ ۵۸۳۔ لے بچ۔ ۳۹۱۔ لے

۷۷

۲۹۲۱

تیزی نگہ کی ہول قیامت چوک ہے  
 اس کون چکھا کہ لذت دیدار سیر کر  
 جس کے ہر ایک نے خم میں لڑک لڑک ہے  
 لے شوخ رکھ میرے دل بے تاب پر قدم  
 نا دیدہ دل کون وصل کی نعمت کی بھر ہے  
 جس کی نظر ہے فسق کے اوپر مثال سگ  
 تیرے برہ کے در میں سینے میں ہوک ہے  
 جو جی دیا ہے اپنے بیع الجہاں کون  
 دو شیر مرد عشق کے نزدیک ہوک ہے  
 سب عاشقوں کی صف میں سیف الملوک ہے  
 لیکن طریق عارف سالک سلوک ہے  
 سب سے جدا ہے عالم دیوانگی کی راہ

دریائے بے خودی کون نہیں انتہا سراج  
 خواص عقل و ہوش کون ہاں گل چوک ہے

۷۸

۲۹۲۸

دل بس یاد دوست میں آئینہ رنگ ہے  
 نقش خیال حسن پر ہی اس پہ رنگ ہے  
 دم مار کون عاشق بیدل کجا نہیں  
 بھر امثال خانہ آئینہ تنگ ہے

۱۔ جس کیا۔ ۲۹۱۔ ۲۔ میرے بگڑ میں پائے مبارک کون رکھ سہن۔ ۳۹۱۔ ۳۔ لے دل  
 بیوک کھو کی یادیں۔ ۳۹۱۔ ۴۔

آتی ہے بزمِ عیشِ تنی جگہوں بوخون  
 موعِ شراب جو ہر تیغِ فرہنگ ہے  
 میناے تن میں بوجھِ غنیمت مئے حیات  
 جیوں دورِ جامِ دورِ فلک کے درنگ ہے  
 آرام کیونکہ ہوئے شبِ ہجر میں مجھ  
 ہر آہ و نالہ پہلوئے دل میں خدنگ ہے  
 جس دن میں سایہ پروردگارِ اقی ہو  
 تب میں شکستِ شیشہ ناموس و تنگ ہے  
 ہر شبِ لگن میں شوق کی جلتا ہے جو دلچ  
 اس شمعِ رو کے حسن کا جو کوئی پتنگ ہے

۷۹

دل میں خیالاتِ رنگیں گزرتے ہیں جیوں باہج لوں رنگوں میں  
 وحشت کے جنگل میں کب لگ پریشانِ عزم کے بھاروں رنگوں میں  
 جو کوئی کہ ہے دشتِ وحشت کا ساکن اور سے ہوش کے شہر بوسے و کفر  
 ہے دیوانگی کا پٹِ نوحِ عالم ہے زنجیر کی جانگلوں میں رہیے  
 پسندامتی میں ہی خیالوں نے کثرت کی تہمت گکائے ہیں ناتق  
 دراصل میں جوشِ طوفانِ شد ہے جیوں مرج دریا منگلوں میں رہیے

۲۹۳۵

اے عشق - ک - لے ہر دم - ک -

اس سہ و فاقہ کی جوشِ محبت میں زبیں کی آزاد سب میں ہوا ہوں  
 مانند قمری بدن کوں گکارا کہہ "یا بو" کے دم بھر لنگوں میں رہی  
 ناتیق و سراج آہ سرت کی آتش میں ہر دم میں با جہنا سب کی  
 یکبار شعلے پہ گرنے کی طہوں کوں معلوم کرنے پتنگوں میں رہی

۸۰

۲۹۳۰ چہرے پہ دل کے جوش جنوں کا مال ہے جس پر سوادِ غمِ محبت کا خال ہے  
 ہرگز گد ز نہیں ہے یہاں عکسِ غیر کوں دل عاشقوں کا آئینہ بے مثال ہے  
 گلرو کوں دیکھو سر گر سیاہ ہو دیو شبنم میں پھول پر عرقِ انصال ہے  
 کیوں کر ادب میں یکسر مو کر سکتے ہو سنبل چمن میں زلفِ تمہاری کا بال ہے

اختصا ہے دو واہ جگر میں مرہ سراج  
 اس شمع رو کی زلف کا جب خیال ہے

۸۱

۲۹۳۵ مرے گھر نہ رہیں گرو و مہار و ہلال آدھے قریب شبِ غلطی کے ستارے پر زوال آدھے

لے ہونے ہم - ک۔



صدرا آہ قمری میں چین میں راگ ہوتا ہے      عجب نہیں جو ہر ایک شمشاد کو قسریں حال آئے  
 اگر مجموعہ گیسوئے مشکیں ہات لگ جاوے      مرے بخت پریشاں کی پریشانی پہ کال آئے  
 تماشہ دیکھ عالم کے چمن کامن کی آنکھوں میں      کہ تا توحید کے گل میں تجھے بوئے کمال آئے

لسر آج از بس کہ بلبل ہے گلستانِ محبت کا  
 لاکھاں سیر چمن کا اس کے خاطر میں خیال آئے

۸۲

تجھ پر خدا میں سار حسن و جمال آئے      کیا صفا کمال والے کیا خط و خال آئے  
 مجھ رنگ زرد او پر غصے میں لال مت ہو      لے سیرِ مثال والے اور زمان والے  
 تحقیق کی نظر میں آنہروں ہم دیکھا      اکثر نہیں مال والے کم ہیں کمال والے  
 سایہ کون مروتہ کے ڈھونڈے کہیں پائے      عالم کے فال والے اور کیا نہال آئے  
 گدھ کے غم کالوں زباں کے اوپر      ہو جا میں مثال والے بدمعین حال آئے  
 موزوں نہیں کہے میں تجھ قد سا ایک      جل گئے خیال والے مر گئے مثال آئے

۲۹۵۰

۱۔ اگر روزلف مشکیں میں سبب یک شب دکھاوے رخ - ۲۹۱ - ۱ - ۲۔ ترے تھکداریں

کے پر - ۳۹۱ - ۱۔ انساذا شدار - پیا کھ دیکھنے غلامی لگیں پیکرتی ہیں - تجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فخر خندہ فال آوے  
 جدائی کی اندھاری رات برب مت دکھا کر گن - نہیں ہے چاند کی حاجت جو وہ صاحب جمال آوے۔

گر شب کوں سیر کرنے نکلے دسراچ مرو  
جاہ و جلال والے ہویں مثال والے

۸۳

جس کوں شجہ قد کی چال یاد آوے  
کب چمن کا نہال یاد آوے  
جس کا دل شوق سینے مالا مال  
کب اوسے گنج و مال یاد آوے  
دم بدم صور آہ سیس لہجہ کوں  
و ت کون لہجہ سال یاد آوے  
شوخی جاو ادا کی دیکھ جھلک  
بے خودی کا خیال یاد آوے  
شعشعہ سننے مستی ہلالی کے  
یار ابرو ہلال یاد آوے  
اس ستم کیش لاو بالی کوں  
کب مر دل کا حال یاد آوے  
شمع کوں شعلہ رو کے پاس دسراچ  
عرقِ انفعال یاد آوے

۲۹۵۷

۱۔ میری۔ ۳۹۱۔

۲۔ ماہ نوچاندرات کوں دیکھے۔ ۳۹۱۔

۳۔ چہ کے سامنے ہیں۔ ۳۹۱۔

۸۴

۲۹۶۳ اگر جوشِ شرابِ دروینِ جیوں نخم ابل سکئے  
گر ز عیسے جس زمین پر وہ زمین گلزار ہو جاوے  
گرے بے ہوش ہو دیکھے جو کوئی اوس کی صفائی  
تصور کیجئے گر اوس زری دستار والے کا  
ستوں ہم کوں کیا نغم نے خرابی کی عمارت کا  
ہوے میں پادشاہِ وقتِ صل کردھوں غم کی

گرک کرنے کوں ل کا گوشت قہما کر کھل سکئے  
جس اپنے دیدہ پندار میں پانی ہو ڈل سکئے  
پھلتے ہیں نگ کے بانو اب کیونکر سہل سکئے  
عجب کیا آفتابِ حشر میں چیرا بدل سکئے  
نخل ہے استقامت میں اگر تک پہنچیں بل سکئے  
چنور سورج کے کرنوں کا ہمارے سر پہ چھل سکئے

۴۴ آج ان گرمیوں میں گرنہ پہنچے صل کا پانی  
دختِ موم کی مانند گل کر کھیل سکئے

۸۵

۲۹۶۱ جب تجھ قدم کی خاکِ نین میں مل کرے  
بحسبِ زابره کے دل کا ہوا میں جانیش  
سرمہ کے اعتبار میں شاید نخل کرے  
جب آبِ اشکِ تازہ بہ دل کا نول کرے  
نقاشِ عشقِ یار کی تصویر کھینچے  
شکرفِ اشکِ نگہ کی سپی میں حل کرے

۱۔ جب کے صف میں اشک کا شکرفِ حل کرے۔ ۳۹۱۔

دستار زر سجا ہے وو نور شیدہ رواج  
 شاید کہ آفتاب میں چہر ابدل کرے  
 امیدوار قتل ہوں ظالم کے ہاتھ میں  
 جو نہیں کیا ہے آج تو شاید ککل کرے  
 کیا نوش مرہ لگیں دل یر بیان کباب  
 تخیل غم کی کیف کہ جب اپنا عمل کرے  
 بر جا ہے گر دس آج لالی ہے وقت کا  
 جب تجھ بہنوں کے وصف میں طرح غزل کے

۸۶

۲۹۷۸

خنجر عشق کا جو سل ہے  
 تشنہ آب تیغ قاتل ہے  
 جو پڑھا دار پر ہوا منسو  
 یہ محبت کی پہلی منزل ہے  
 منصب عشق میں زرد خرد  
 محکوں جاگر سیر حاصل ہے  
 نہیں ہے آئینہ روبرو اس کے  
 یسلی حسن کا یہ محل ہے  
 صاف مشرب ہے بہستی رنگ  
 اب ہر رنگ بیچ مثال ہے  
 رنج مسکون چاغ نصیر میں  
 کار فرمائے بے خودی لے

۱۔ ہوں کہ سخن مہر کی نگاہ - ۳۹۱ - ۱ -

۲۔ میں حاصل ہے - ح ۳۔ ۳۹۱ کا اضافہ شعر اس کوں رو جگ میں حیات ابد - غم کی شیرازہ کا جو گھائل ہے

آتشِ غم میں خاک ہو جاننا  
 بوالہوس کوں لہجہ مشکل ہے

۸۷

کانٹوں میں ایچھے ہٹول کوں ہمارے  
 مرہم کی بیاقت نہیں سبل کوں ہمارے  
 ہر دم دم خنجر پہ سر جاں میں گزنا  
 اول قدم شوق ہے منزل کوں ہمارے  
 افسوس کہ ظالم نے مجھے یوں بھی پوچھا  
 کیا درد ہے اس عاشقِ کامل کوں ہمارے  
 کرتا ہے دم تیغ تغافل میں ہیں قتل  
 سمجھاؤ خدا واسطے قاتل کوں ہمارے  
 کیا ہو گا جو کھولو گے گروہ زلف میں اپنی  
 آسان کر و عقدہ مشکل کوں ہمارے  
 ہے عشق کے آنے کی خبر خرمین ان  
 پیغام لکھا برق نے حال کوں ہمارے  
 ہر مصرع زخمیوں کی یاد ہے دل کوں  
 یعنی جگر گوشہ قاتل کوں ہمارے  
 کوئی واقفِ احوال غریبوں کا نہیں ہے  
 پوچھا ہے مگر غم نے تہ دل کوں ہمارے

۳۰۲

۱۔ اپس سرسین - ۲۹۱۔ ۲۔ لے ۳۹۱۔ ۳۔ کا اصفانہ شہر۔ خون ریزی عشاق کوں یہ ایک رما ہے۔  
 ۴۔ کوئی جاگ نہیں نہیں  
 ۵۔ یعنی جگر گوشہ۔ ۳۹۱۔ ۶۔ کوئی واقفِ احوال غریبوں کا نہیں ہے۔  
 احوال غریباں - ۲۹۱۔

جلتا ہے لہسراج آتشِ حشر میں روشن  
روشن نہ کیا ظلمتِ محفل کوں ہمارے

۸۸

۲۹۹۴

کشورِ دل میں آج اہلِ حل ہے عشق کی فوج کا عجبِ دل ہے  
شبِ سچاںِ خواب آنا نہیں کیا ہو اگرچہ فرسِ محفل ہے  
بیچین ابرو کی ٹنگ گرہ کوں کھول عقدهٔ عشقِ مجکوں لامل ہے  
کیا ہو اگرچہ یار ہے نزدیک آنکھ او جھل بہارا او جھل ہے  
گردِ عارضِ نہیں ہے بہتۂ خطِ بنر صفحۂ حُسن کی بیہ جدول ہے  
صاف کردل کوں ظلمتِ ساری ہیں لازم اس آرزوی کوں منتقل ہے

دل ہے بے تاب جیوں سپندِ لہج

آتشِ غم میں سینۂ نقل ہے

۱۔ تہذیبان۔ اے آج آتشِ غم کا اندھارا۔ روشن کرو اس نور میں محفل کوں ہمارے۔ ۲۹۹۱۔ ہجرت میں مجکوں خواب نہیں۔

۲۹۹۱۔ ۲۔ ۳۹۹۱ کے اضافہ شکرِ گل کا وعدہ کیا تھا گل تونے۔ دل مر آج گل سوں بے گل ہے۔ دل ہے بے تاب جیوں سپند

آتشِ غم سوں میں منتقل ہے۔ توں خدا و بول کوں کہے کچھ جو درد کھتا ہے دو سو احوال۔ خارِ غم دل میں سالہ ہے سراج۔ جیوں کے

ماہی کے گل میں گل ہے۔

۸۹

میں تو دل صبا ہوں پرنہ تعافل کیا ہے  
 اس قدر معنی روشن کون تامل کیا ہے  
 طبع نازک میں تری خوف ہر محکوں  
 چاک کرنے کوں گریباں کے تحمل کیا ہے  
 محکوں اس لطف نے کھیل بنا عقدا  
 جب کہا معنی منسطر خط سنیل کیا ہے  
 ڈوب اس شرم میں پانی میں اگر غیبت  
 یادیں خندہ بے شرمی ار گل کیا ہے  
 ہے کمی وصل میں گر سوزش عاشق کون  
 فصل گل میں سبب نالہ لبلب کیا ہے

۳۰۰۱

۹۰

یا الہی آج ایسا کر کے دو جانی  
 تشنہ لب ہوں طرح دیدار کا پانی  
 جسکی بوئے پیر میں روح کی تازگی  
 چاہ رکھتا ہوں کہ میرا یوسف تانی  
 مالک کانِ محبت کیوں ہے محکوں  
 اشکِ خویش کا اگر یا قوتِ زمانی  
 من کا منکا پیچہ تاپا ہو حاجتِ تسبیح نہیں  
 کینا کرونگا میں اگر منکا سلیمانی  
 پادشاہ ملکِ وحدت میں ہی ہے النجا  
 صوبہ دیوانگی کی مجھ کو دیوانی ہے

۳۰۰۶

لے پیونگے۔ ۱۲۹۱۔ لے سوزش۔ ک۔ ۲۔ رُخ کی ہیگی۔ ک۔

سیر دل میں غیر حیرت اور کچھ تحقیر نہیں آرسی باز میں سب جس حیرانی لے  
 دور ہو جائے شب غفلت کی تازیکی اندر آج  
 عشق بزم افروز کی اگر شمع نورانی لے

۹۱

۳۰۱۳

لطف تیرا جو جام ہو جاوے مقصد دل تمام ہو جاوے  
 گر یکا کرے ووزلف کا مظلوم صبح محشر میں شام ہو جاوے  
 بزم گلشن میں سر خوشی کوں ترے باں مئے پھول جام ہو جاوے  
 ٹک ننگ کی اگر بناوے بول دل بسبل کا کام ہو جاوے  
 ہے عبت خاتم سلیمانی ننگ جاوے تو نام ہو جاوے  
 اس الف قد کے بار نخلت میں سر و خم ہو کہ لام ہو جاوے

عہم پروانہ یوں ہوا ہے اندر آج  
 شمع رو کا غلام ہو جاوے

۱۔ پیر کہ دیکھو سراج کی جانب - بار دیگر غلام ہو جاوے - ۳۹۱ء - ۱ - ۲

کو - ک -



۹۲

جب شستم باہل خرام ہوئے      سر و گلزار پائے نام ہوئے  
 گوشہ دل کی بس ہیں جاگیر      سب میں بے باق دام نام ہوئے  
 لے لئے سب میں خطِ آزادی      ہم تو اب ایک کے غلام ہوئے  
 نیم سہل کسی کوں حق نہ رکھے      شکر نشد کہ ہم تمام ہوئے  
 کیوں نہ شمشیر کوں عزیز ہیں      جو خوش ابرو میں ہم کلام ہوئے  
 گردش چشم کوں نہ فرما کام      یک تبسم میں قتل عام ہوئے  
 مت کہو عکس رنگ زرد و سبز  
 آرسی پرتلا کے کام ہوئے

۳۰۲۰

۹۳

جن دن میں مر پاس و گلفام نہیں ہے      گل گشت میں گلزار کے کچھ کام نہیں ہے  
 بس ہے مری آہِ حسریٰ نالہ بھی      گل رو کوں مرے حاجت پیغام نہیں ہے  
 عشاق کی مجلس میں کہا وقت ہے اسکو      جو عشق کے بازار میں بد نام نہیں ہے

۳۰۲۴

دستیں تری لطف کے رشتے میں پچسا ہوں  
 افسوس یہ غازکوں بخت نام نہیں ہے  
 شمشاد آنا ہے گلستاں میں آفریں  
 اب سرکشی سرو کا ہنگام نہیں ہے  
 عاشق کون ترے سج میں جلنے کی کہانت  
 جیوں آگ میں سیما پ کو آرام نہیں ہے  
 بنے تاب ہے آتش میں بدالی ک کس طرح آج  
 بیہات کہ وویار دل آرام نہیں ہے

۹۴

۳۰۲۲

خوش قد کی ہوتے سرو سہی کم ہوا کرے  
 ہووے تو بار شرم ستی خم ہوا کرے  
 لازم نہیں ہے شوخ غزالی نگاہ کوں  
 اوروں میں ام ہم ستی بہر دم ہوا کرے  
 تیغ ناکہ نعم کی چکتی ہے جس گھڑی  
 شمشیر برق کوں ہو بیدم ہوا کرے  
 جام مئے وصال میں جمشید وقت ہو  
 یہہ آج کا سادان مجھے خم ہوا کرے  
 دامن تیرا شک چنم مری دیکھ کر کہا  
 اس دو تدی کا خوبے سنگم ہوا کرے  
 کب لگ غم فراق میں لے عید عاشقا  
 ہر روز مجھ پہ ماہ محرم ہوا کرے

۱۔ ہر لہنگہ سراج اب مجھے یہ ورد ہے مصرع۔ ۳۹۱۔ ۲۔ لہ لوبا و سر وقت کے انگے۔ ۳۹۱۔ ۳۔

جمشید وقت آج ہوں (پی ایچ کے لب کا جام۔ ۳۹۱۔ ۴۔ دامن میں مجھ نین کے انجھو۔ ۳۹۱۔ ۵۔

کوزے جگر کے دیکھ کے بولا طیب عشق اس زخم پر وصال کا مرہم ہوا کرے  
 اے میر حسن ہم کوں برات وصال کب لگ لوں گا کھنفسہ برہم ہوا کرے  
 دل ہانت لے کہ بعد ترا شوق ہو سو کو اول نبائے عرشِ معظم ہوا کرے  
 تقصیر اتنی عرض سنو اس علام کی میرا سلام سب میں مقدم ہوا کرے  
 گل داغ غم کوں دیکھ مرے بزم میں سراج  
 ہر اشک شمع قطرہ شبہم ہوا کرے

۹۵

شب فراق میں اس ماہ رو کی ناقم شب  
 مری و دو چشم کے آنسو میں جمع دامن  
 وہاں غنچہ صفت میں کیا ترے دندان  
 ہو اہوں زور کش و زش کشا کش غم  
 کیا ہے سینہ عشاق کی سپر کوں دیم  
 ہلال عید مثال مہ محرم ہے  
 یہہ ایک گھاٹ پہ دو نونہی کا گم ہے  
 گل گلاب میں گویا ہجوم شبہم ہے  
 قد خمیدہ غم دیدہ مجہ کوں لینم ہے  
 تری نگاہ کی خنجر میں کیا بلا دم ہے

۳۰۴۵

اے گل دیکھ مج جگر میں شب ہجر کے سراج۔ ۱۳۹۱۔ ۲۔ دونوں کے انجھو۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔ ۳

اوپر دونوں۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔ ۵۸۴۔ ۱۔

عجب نہیں کہ سلیمان وقت ہوں پنا  
 لیکن دل پر ترا نام اسمِ اعظم ہے  
 اسے دل تو چشمہ کوثر کی آرزو مت کر  
 صنم کی چاہ زخمیوں میں آنے پر موم ہے  
 شکیب و عقل دل و صبر گرچہ نہیں نزدیک  
 برہ رفیق ہے غم یار و ہجر موم ہے  
 سلو نے یار کا ویدار راحتِ جاں ہے  
 نمک دس لکھ مرے زخم دل کون موم ہے

۹۶

۳۰۵۴ لے گل باغ و فامیچہ پاس آناں خوب ہے  
 بلبل بے تاب کوں چہر آدیکھاناں خوب ہے  
 روز شب جلتا ہوں ظلم تجھ برہ کی آگ میں  
 یہہ آگن دل کے مٹطف میں بچھاناں خوب ہے  
 ایسا نفل کوں مرے حق میں رواں گز نہ رکھ  
 کس نے سکھایا کہ عاشق کوں جلا ناں خوب ہے  
 ہر کی شمشیر کا زخمی ہوا ہے جاں بلب  
 شربت دیدار اب اس کوں پلاناں خوب ہے  
 ز شہادت آرزو ہے عشق کے میدان میں  
 غم کے نجر میں گلا اپنا کٹناں خوب ہے  
 زیر کوں ز نہارا اپنے مجید میں مرم نہ کر  
 راز دل حبیب لگ چھپے اس کو چھو پاناں خوب ہے

۱۔ یہاں کہہ کی ملاست میں ہے سراج آرام۔ نمک نہیں ہے مرے زخم دل کوں مرم ہے۔ ۳۹۱۔ ۱۔ و دشنک۔ ۳۹۱  
 ۲۔ تم رکھ سمن۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ کا۔ ح۔ ۵۔ ہے نیم سبل جاں بلب۔ ۳۹۱۔ ۱۔ کا پانی۔ ۱۔ ۳۔ ہرگز اپس کے۔ ۳۹۱۔ ۱  
 ۳۔ جاں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۹۔ جب لگ ک۔

غم نے میرے گوشِ دل میں کہا ہے اے دلبر آج  
دوست کوں حوالِ دل اپناں سنا نام ہے

۹۷

مجلسِ عشق میں جو وہاں ہے اس کوں لختِ جگر نکد اں ہے  
بیچ و تابِ خیالِ زلفِ صنم چمنِ دل میں سنبھلتاں ہے  
داغِ گلِ آہِ سرد و دلِ گلشن لبِ زخمِ جگر نیساں ہے  
ناخنِ پنجہ فراقِ سستی لختِ دلِ صورتِ گریباں ہے  
آتشِ عشم لگی ہے گلشن میں گل ہر یک شانِ پرپرِ اغاناں ہے  
عکسِ خسرا گلزارِ کون دیکھ دامنِ آرتی گل افشاں ہے  
کیوں نہ ہو سے ہر اشکِ درہم کیوں ریشِ دیدہ ابر نیساں ہے

۳۰۶۱

جو بھتا ہے رو قدر شعورِ دلبر آج  
جو ادا ہے اور سخنِ دان

اے ہجر کا سب درد کھ پیو کون سنا۔ ۳۹۱۔ ۱۔ اے ناکہاے۔ ۳۹۱۔ ۲۔ لختِ جگر۔ ۳۹۱۔ ۳۔ کون مٹاؤ تیرا کون  
دیکھ نہیں۔ ۳۹۱۔ ۴۔ کا اضافہ شعور۔ سو کوں سوزِ غم سوں رام کیا۔ تیری باغ کی خوشی اٹھاں ہے۔

۹۸

۳۰۶۹

عشق کے نہ دار کوں مردانگی درکار ہے  
 سب یگانوں میں اوسے یگانگی درکار ہے  
 گرد پے لے زاہد ہوا نساہ میں تو غلو نشیں  
 مجلس دل میں تجھے پروانگی درکار ہے  
 شعر جاقی یاد کرتا ہے تری آنکھوں کو دکھ  
 خشک زاہد کوں گر مستانگی درکار ہے  
 کیا مزہ ہو گا خدا جانتی دشنام میں  
 تجھ لب شیریں کی ٹکوں بانگی درکار ہے  
 زلف کی زنجیر کھولا من مہر لے اے دلبر آج  
 مثل مجنوں اب تجھے دیوانگی درکار ہے

۹۹

۳۰۶۴

ہے گلی اس کی بہشت اس کوں چمن کیا کہئے  
 نقش پا پھول میں بہتر ہے من کیا کہئے  
 عرق چہرہ دلدار کے ہر قطرہ کوں  
 شرم آتی ہے مجھے در عدن کیا کہئے  
 آگہ عنبر نے دیا خطِ غلامی جس کوں  
 ویسے گیسو کوں ترے مشکِ ختن کیا کہئے  
 پل میں دل بھین لیا آپہ کوں بیچارہ دکھا  
 اب ترے زگس خمیں کوں سجن کیا کہئے

۱۔ ۳۹۱/ کا اضا نہ شعر۔ فارغ انحصیل اگر نامل ہوا تو کیا ہوا۔ کتہ عرفان کوں پہچانگی درکار ہے۔ ۱۔

اب تجھے مجنوں من۔ ۳۹۱/ ۱۔ ۱۔ یاد کی فردوس ک۔ و ۲۵۳/ ۱۔ ۱۔ ۱۔ سخن۔ ح۔

دل نے تجھ زلف کے کوچے میں ہوسکن  
 پھر کہ اوس پاس عبث نام وطن کیا کہنے  
 سرخی اشک سے بادل بڑھائی ہے  
 چشم پر یوں کون مری کان میں کیا کہنے  
 مجلسِ یار میں جیوں آئینہ تیرا آج  
 لاجوابی کے مکاں بیچ سخن کیا کہنے

۱۰۰

سنو تو خوب ہے نیک کان مہر میرا سخن پیار  
 کہ عاشق پر تھو نا اس قدر بھی دل کھن پیار  
 کہ صبر ہو بے خبر ہو کیا مگر احوال میں میرے  
 او صبر دیکھو اے ظالم لاو بالی منہر پیار  
 نہ کر آرزوہ خاطر بلبل بے تاب کون ہرگز  
 غنیمت بوجھ دو دن کی بہانے میں کن پیار  
 پھسا ہے مجھ سری کا صید اگر دام میں تیرے  
 کیا تو نے مگر کچھ سحر اے جادو میں پیار  
 تغافل مت کرو اے نو بہار گلشنِ خوبی  
 تمہارے بن نیٹ بے آب ہوں گلچن پیار  
 مرے دل کی کلی مر جھاری صبر غم میں  
 کرو تک مسکرا کر بات اے شیریں دہن پیار  
 آج اب شعلہ الفت میں جیوں پروانہ جلتا ہے  
 نہ جانوں تجھ سنی اس کون لگی ہے کیا لگن پیار

۲۰۸۱

۱۰۱

۳۰۸۸

تباہے جامہ دل دادخواہ کس کا ہے  
 شہید زخم فرنگ نگاہ کس کا ہے  
 یکایک پیدہیں جانا ہو بے گل کی شا  
 نہ جانوں صحن چمن جوہ نگاہ کس کا ہے  
 صبا گلی میں صنم کی نہ جانیر نہیں ہے  
 کہ وہاں کا نقش قدم سجد گاہ کس کا ہے  
 نیاز و عجز و ارادت پہ مری فقیر  
 یہ پہر نگاہ تغافل گناہ کس کا ہے  
 ہوا ہے طرہ دستار زیب سر و قدال  
 نہ جانوں برگ سخنش راہ کس کا ہے  
 ترے جوب پہ نمودار ہے سیاہی خط  
 خیر بھی ہے اثر و دواہ کس کا ہے ۱۱  
 نگاہ نازستی ملک ل کیا تسخیر  
 کہو کہ دوشتہ جاوین کس کا ہے  
 عجب میں ہوں مرا سنو کی آپ پاشی  
 نین کا گوشہ محل خواب کس کا ہے  
 برہ کی آگ میں ثابت قدم ہر گز کوٹ  
 سہی پکار اوسٹے واہ واہ کس کا ہے

۱۱ نم - ۱۳۹۱ - ۱۲ پھر - ک - ۱۳ رنگ - ک - ۱۴ ۲۹۱ کے اصناف شعر -

اگر نہیں ہوں محل اپنی چشم حیراں پر - سر انجورق عذرخواہ کس کا ہے - مری طرف میں کہو چمن مری قمری کو  
 ایسے سر دنیا مست پناہ کس کا ہے -



۱۰۲

جس چمن میں وہ شوخ لالہ ہوئے      گل لالہ وہاں کا پالا ہوئے  
 جب کرے سیر باغ و وسائی      گل گلانی و لالہ پیالہ ہوئے  
 دن میں تنہا عشق کے رہے قائم      جو جو انہر دا اور جوالا ہوئے  
 وار پر وار مت کر لے ظالم      جس کے سینے میں نغم آلا ہوئے  
 ورد کرتا ہوں سب زبانیں مدام      عمر تیری ہزار سالہ ہوئے  
 غم کوں اس کے عزیز کوں دیکھو      جس نے خون جگر کوں پالا ہوئے  
 کشش بے خودی جیسے کھینچے      سب میں کی بارگی زالا ہوئے

۳۰۹۶

ماہ رجب جھلک دکھاؤ دسراج

شب تاریک میں اوجالا ہوئے

۱۰۳

یار کا عزم ہے سیر گل لالہ کرنے      گل لالہ کا جگر داغ نہیں کالا کرنے

۳۱۰۵

سے جب چمن میں دوسرا پالا ہوئے۔ ۱۳۹۱۔ ۲۔ مست۔ ۱۳۹۱۔ ۱۔ ۳۔ دل میں تجھ عشق

کے۔ ۱۳۹۱۔

سبزہ خط نے دیا حسن کے گلشن کوں بہا  
یا نمودار ہوا چاند کوں ہلا کرنے  
دانہ اشک مرا تار پاک میں موہن  
روز سحر ہے ترے نام کی مالا کرنے  
حاکم عشق نے جب عقل کی تقصیر سنی  
ہو غضب حکم دیا دس نکالا کرنے  
مستعد ہوں ترے زلفوں کی سیاہی لیکر  
صفحہ نامہ اعمال کوں کالا کرنے  
انتظاری میں تیرا ت گذر گئی ساری  
صبح ہوئی تب تو نکل جگ کوں اجالا کرنے  
ہے مرے بار کوں درکار کا رہنے کا  
فکر ہے دل کی حویلی کا قبلا کرنے

پارہ رونے دیا جلوہ دیدار آج  
شب تاریک کن عاشق کی اجالا کرنے

۱۰۴

بواہوس کیوں توں را بھولا ہے  
عالم ظاہری ہیولا ہے  
دل کے صحرا میں خوشی غم کوں  
آہ نہیں بیم کا بگولا ہے  
جب سین دیکھا ہو گلبد کا جھل  
میرے آنکھوں میں جھل بھولا ہے

۳۱۱۳

۱۔ مرے - ح - ۲۔ یہ یوں - ۳۔ ۳۹۱ - ۴۔ سنا - ۵۔ ۳۹۱ - ۶۔ کوں - ک - ۷۔  
لی ہے امید شفاعت کی ہوا گرچہ سراج - مستعد نامہ اعمال کوں کالا کرنے - ۳۹۱ - ۸۔ میر کرادیکھ - ۳۹۱ - ۹۔  
کھ - ۳۹۱ - ۱۰۔

جس نے تجھ عشق کی شراب پیا اس نے ہوش و خرد کوں بھولا  
 اے دل سراج آج نالہ جانگاہ  
 دل پہ فرماؤ کا بسولا ہے

۱۰۵

اس سبز خط کی یاد اگر دل میں لائے  
 ہے دل میں یوں یاد میں نونہل نگاہ  
 اس سرو قد کے واسطے لازم ہے چاکل  
 شب نغموں کا عزم ہے صدفِ عشاق پر اگر  
 ہم رنگ ہر فنا و بقا حسن عشق کا  
 عاشق کو آنہ سرو ہے اور نالہ بلند  
 بوئے نسیم عشق میں زبیں کا ہوم  
 گل کی کلی کی قبر میں جیتے سہائے  
 جب حرف تیرے شعلہ نغم کا لکھے دسراج  
 جیوں تار شمع بال مستلم کوں جلائیے

۳۱۱۸



زخمِ غمِ ہل ہے اور داغِ جفا بونا  
 بریں مجھ دل کے عجب جامہ محمودی ہے  
 جلوہ حسن دکھا کر اوستے گلزارِ خلیل  
 سوزِ یے تائی دل آتشِ نرودی ہے  
 مثلِ مینوں ہے اوستے سیرِ بیاباں جاگیر  
 منصبِ عشقِ عینِ عشاق کوں خوشنودی ہے  
 رام کرنا ہے ہر ایک چشمِ فرالی کوں  
 شعر پر سوز مرانغمہ داودی ہے

۱۰۸

۳۱۲  
 ۲ دوست آنسوؤں کے شزاروں کی کیا کمی  
 جس رات چاند نہیں ہے ستاروں کی کیا کمی  
 دل کے چمن میں داغِ محبت میں یار کے  
 یک گل تو کیا ہے بلکہ ہزاروں کی کیا کمی  
 درکار نہیں ہے دامِ مرے دل کے صیدوں  
 اوس من ہرن کے زلف کے تاروں کی کیا کمی  
 شمشیرِ غم کے زخمِ حامل ہو جسے  
 اس کے گلے میں پھول کے ہاروں کی کیا کمی  
 اس گلبدن کے عشق میں مانندِ عنزیب  
 پہلوئے دل میں آہ کے خاروں کی کیا کمی  
 داغِ جفا ہیں سینہ سوزاں میں بے شمار  
 جلتے کھلے کے بیچ انکاروں کی کیا کمی

۱۔ آشتیابی تھا کہ نہیں۔ ۲۹۱۔ ۲۔ بند ہوئے آبِ من طبعِ حوادانِ سراج۔ ۳۹۱۔

۳۔ بیرون مجھے ابھو۔ ۲۹۱۔

مجھ دو دہ آہ میں ہے نہاں فوج غم دس آج  
جب گرد ہوئے عیاں تو سواروں کی کیا کمی

۱۰۹

۲۱۳۵ نقشِ حیرت ہے خیال امید واری میں تری  
چشمِ دل کے پٹ کھلے ہیں نظاری میں تری  
بوجھنا ہے بستر آرام کوں و ام بلا  
دل کو کون آرام شاید بے قراری میں تری  
تجھ نگہ کی خوش ادائیگی نے کیا ہے قتل عام  
کیا قیامت آبداری ہے کناری میں تری  
واغ غم تیرے تغافل کی نشانی ہے مجھے  
جان جانے لگ رہو گناہ و گنہ گاری میں تری

اے دس آج اب شعر تیرا یاد کوں آیا پسند  
کیا بلا کچھ سحر ہے معنی نگاری میں تری

۱۱۰

۲۱۵۰ بار تجھ اجسیر کا بھاری ہے خدا خیر کرے  
رات دن نالہ و زاری ہے خدا خیر کرے

اے کس تنی امید نہیں۔ ۳۹۱ و مہرباں ہو کر دکھا کیا رنگ اپنی جھلک۔ مجہنم کے پٹ کھلے ہیں نظاری میں تری  
عاشقِ بنیاب ہیں کمرس کی ہودوسے۔ براہوں ثابت نہیں رنگی یاری میں تری۔ ۳۹۱ و اے عمر گئی ساری ہماری  
بیقراری میں تری۔ ۳۹۱ و شوخ ادائیگی۔ ۳۸۳ و اے گل۔ ک۔ ۳۹۱ و اے پیکوں آیا ہے۔ ۳۹۱ و۔

سختی غم میں سرد دل کا ہو پانی ہو  
چشم گریاں سستی جاری ہے خدا خیر کرے  
کب مرے چاند کے آنے میں اوج بالا ہو گا  
ہجر کی رات اندھاری ہے خدا خیر کرے  
چشم خوریز تری کی ہے عجب تند گاہ  
ہو بہو عین کٹاری ہے خدا خیر کرے  
دل پر آہ میں میرے دو صنم ڈرتا نہیں  
کالے ناگوں کی پیاری ہے خدا خیر کرے  
بسمل عشق کوں ہرگز نہیں امید حیات  
زخم اس تیغ کا کاری ہے خدا خیر کرے  
آتش شعلہ دوری میں ہو اجاں دل آج  
گاہ کوں آگ میں یاری ہے خدا خیر کرے

۱۱۱

لالہ اس گل بدن میں باغی ہے  
جب میں باغی ہے تب میں داغی ہے  
شمع جلتی ہے بزم میں بے دود  
شعلہ رو گرم بے داغی ہے  
باغ الفت کا سیر کیونکہ کروں  
قید و حشت میں کم فراغی ہے  
جو ہوا ہے غبار کو چہ آہ  
خلوت عشق کا سراغی ہے

داغ دل نے دیامرا و دل آج

غم کی درگاہ کا چیراغی ہے

۱۱۲

۳۱۹۲

جس کوں سچہ غم سین لنگانی ہے مرہم وصل اس کوں شافی ہے  
 ہوش کونے کوئے نہیں درکار گرویش چشم مت کافی ہے  
 بے تعلق میں عیاں ہے سبز و نخل تیرے عارض میں لک صافی ہے  
 بخش میرے گناہ کوں آمل خط نہیں یہ خط مافی ہے  
 گلبدن کوں کہو کہ سیر کوں آج ہر گل چین میں لافی ہے  
 غضب یار میں نہ ہو غم گیس جوڑا میں ہر کی تلافی ہے

رشتہ آہ آتیش میں سماج  
 جگلوں ہر رات شعلہ بانی ہے

۱۱۳

۳۱۹۹

نکلتا میں نہ بہہ زگس نہ سون اور چھیلی ہے مرے نازک بدن گل رنگ کی ہر ایک پہلی ہے  
 عجب عرس شہید چشم ساتی کے چراغاں ہیں کہ وہاں کاتیل عطر زگس عطار تیلی ہے

۱۔ سبز و نخل عیاں ہے اس لب میں۔ ۲۔ ۱۲۹۱۔ ۳۔ پیو کے۔ ۴۔ ۱۲۹۱۔ ۵۔ آہ آہ آتیش میں  
 جامہ آہ شعلہ بانی ہے۔ ۶۔ ۱۲۹۱۔



بنے ہیں بے نوا تیری جدائی کے محرم میں  
 طبیعت نے مری سُن لال تیرے لب کی دریزی  
 سہی قدین ہے دل سینہ میں بند دام تنہائی  
 خیال نازک موئے کر سمجھا نہیں جانا  
 تمہارے پنجہ نازک میں جو ہم دست حیرا ہوں  
 دل حیراں میں میرے رہ کہ خاطر جمع ہو جاؤ  
 نہ خال و نہ خطہ زلف و چشم و لب و لکیر عاشق ہے  
 شکر لب تلخ مت ہو تڑپش رو ہو کر نہ کر تڑپش

اگر و شمع رو پر چشم ہے اپنے پنسگوں پر  
 دس آج ان بے کسوں کے حال کا اشہیلی ہے

۱۱۴

جو خوش قدوں کی صف میں مامی دیا تجھے  
 شاید کہ حق کی ذرہ نوازی پہ تھی نظر  
 نقش دہن میں خاتم نامی دیا تجھے  
 زکس نے جب سنا کہ سخن آشنا ہے توں  
 طاقت نہ تھی جو مجھ کوں جواب سلام کی  
 جیوں آفتاب حسن مدامی دیا تجھے  
 آنکھوں پہ لکھہ قصیدہ جامی دیا تجھے  
 لے نقد دل کوں بات سلائی دیا تجھے

۳۱۸۰

کچھ آج کل سب بندہ بے زینیں مسجھ  
روز ازل سب خطِ غلامی دیا تجھے

۱۱۵

۳۱۸۵

جو کوئی شوخ کے پاس آنے نہ پاوے  
ہو اس بند جو کوئی کہ زندانِ غم میں  
مرے عشق کا راز پنہاں رہے کیوں  
شہابی گیا لالہ روبر سب میرے  
غم بے قراری سنانے نہ پاوے  
سحرِ لختِ دل تو ت کھانہ پاوے  
کہ بومشک کی کوئی چھپانہ پاوے  
کہ تا دواغِ دل کا دکھانے نہ پاوے  
خبردار ہو جان جانے نہ پاوے  
غریبوں کوں ظالم تانے نہ پاوے

مسجھ آج آتشِ ہجر میں ہے خیر لے

کہ یہ آگ اس کوں جلانہ پاوے

۱۱۶

۳۱۹۲

فدا کر جان اگر جانی یہی ہے  
یہی قبرِ لحنِ سب سے آواز ہے  
ارے دلِ وقت بے جانی یہی ہے  
اگر ہے یوسفِ ثانی یہی ہے

نہیں سمجھتی ہے پیاس آنسو میں لیکن      کر میں کیا اب تو یہاں پانی ہی ہے  
 کسی عاشق کے مرنے کا نہیں ترس      مگر یہاں کی مسلمان ہی ہے  
 برو کا جان کنڈن ہے پٹ سخت      شتاب اسٹھکل آسانی ہی ہے  
 پرو تار پلک میں دانہ اشک      کہ تھیج سلیمانی ہی ہے  
 مجھے ظالم نے گریاں دیکھ بولا      کہ اس عالم میں طغفانی ہی ہے  
 زمیں پر یار کا نقش کف پا      ہمارا خط پیشانی ہی ہے  
 ووزلف پر شکن لگتی نہیں ہات      مجھے ساری پریشانی ہی ہے  
 نہ چہرناں جان دینا اس گلی میں      دل بے جان کی بانی ہی ہے

کیا روشن چراغ دل کوں میرے  
 مدد آج اب فضل رحمانی ہی ہے

۱۱۶

شربت دیدار کے بن زندگانی بیچ ہے      بے رخ ساتی حیات جاودانی بیچ ہے

۳۲۰۳

۱۔ آنھو میں پیاس نہیں سمجھتی ہے۔ ۳۹۱۔ ۲۔ ۳۹۱ کے اضافہ شعر۔ تری زلفاں میں ل لاچار ہے بند  
 فرگستاں میں ایمانی ہی ہے۔ اگرچہ سب طرف مسموم ہے دوست۔ نہیں دستا سو جیرانی ہی ہے۔ پیونیدل ہونا ہے ۳۹۱۔  
 کہ جان جانان بن۔ ۳۹۱۔

آری کوں اس قدر بخشا، فیض اس عکس نے  
 جس مقابل خوبی تصویر مانی بیچ ہے  
 بزم عرفاں میں نہیں ہے احتیاجِ جام  
 مست و متکا کوں شرابِ اغوائی بیچ ہے  
 خندہ گل گریہ ناسور ہے گل رویغیر  
 مجلس ماتم میں عینِ شاد مانی بیچ ہے  
 اس بہار بے بقا میں بزمِ فنا حاصل نہیں  
 فصل گل میں بلبلوں کی شعرِ غوائی بیچ ہے  
 دوستی اور دشمنی کا نہیں ہے مرکز اعتبار  
 مہربانی بیچ ہے ناہربانی بیچ ہے  
 اشک بن باطل ہے فردِ ہیز و زود کس کس کس  
 چشمِ خوب نہیں تو رنگِ زعفرانی بیچ ہے

۱۱۸

۳۳۱۰

اے شوخ تری شوخ نگاہی نظر آئی  
 سنتے تھے بہوں میں گواہی نظر آئی  
 جاں عشق کا طوفان ہے دیکھا ہوں اکثر  
 وہاں عقل کی کشتی کوں تباہی نظر آئی  
 ہے نشہ عشرت کا ترے غم میں تقید  
 اس شرع کی کیا سخت منہا ہی نظر آئی  
 جھینڈ کوں دیکھا تو ترے درگاہ کا اتھا  
 یہہ و بدبہ و شوکتِ منشا ہی نظر آئی  
 اے عقل نکل جا کہ دھنوا آہ کا نہیں ہے  
 یہ عشق کے لشکر کی سپاہی نظر آئی

عشاق کے آنسو کا بیان مجھ سین پوچھو حوتِ فلک اس سجر کی ماہی نظر آئی  
 دیکھا ہے دس آج آتشِ و خاک آب ہوا کون  
 سب میں صفتِ ذاتِ الہی نظر آئی

۱۱۹

عجب دو موگر خورشیدِ روا  
 نراکت جس کے قد میں موبو ہے  
 نہیں ہے اوس کون طویا کی تننا  
 جسے اوس سر و قد کی آرزو ہے  
 ہوا ہے جس کے دل کا پیر بن چکا  
 خیالِ تاز زلفِ اوس کا رقبہ ہے  
 نمازی ہے طریقِ عاشقی میں  
 جو کوئی آبِ نین سے با وضو ہے  
 اوسے ہے جلوہ دیدار بیشک  
 جسے آئینہ دل روبرو ہے  
 ہوا ہے جو شہید تیغِ الفت  
 صفِ عشاق میں دو سر خرو ہے

۳۲۱۰

ازنی

کیا ہے پر وہ دل جس نے فائز  
 دس آج اس کون خیالِ شمعِ روا ہے

لے سیں - ح - - لے آرزو - ک - لے ۳۹۱ کے اضافہ شرمِ محبت کے نگر میں نہیں وسیعاً

جسے درکار شرمِ آرزو ہے۔ سراج اس کون نہیں کونین میں کام۔ جسے درکار شرمِ آرزو ہے۔

۱۲۰

۳۲۲۲

شوق ہے کہ اپنا ہی اس قدم پہ جاویجے  
 نوبت اپنے موسم کی اس گھڑی بجاویجے  
 حشر میں اگر یونہیں ہم میں طرزِ مظلومی  
 چاک کر گریباں کوں دھوم جاچاویجے  
 جس کا لاتھو جا پونچے گلبدن کے دہن لگ  
 اس کون نہت گل کی گرو میں ملاویجے  
 کھینچ تیغ ابرو کوں آوتا ہے ووظالم  
 چاہے گلہ اپنا بن چھری کٹاویجے  
 کیوں پکار کر بلبل راز فاش کرتی ہے  
 شاخ گل کی سولی پر باغ میں جٹھاویجے  
 ماٹے جی کے سودے میں روز کا ہے ہنگامہ  
 چوک میں عناصر کے یہ دکالٹھاویجے  
 شعر و صف گل و کا باغ میں اگر پڑھے  
 بلبلوں کے سینے میں غل مٹاویجے  
 سرو صحن گلشن میں کشتی میں پھرتا نہیں  
 حرف راست اس قدا کا ایک دم سناویجے

اے دلیر آج ہر مصرع درد کا سمندر ہے

چاہے سخن میرا آگ میں جلاویجے

۱۲۱

۳۲۲۳

ہے ختم تہجہ پر نازک میانی کرتا ہے جس پر یک موگرانی

اے پتہ قائم ہے۔ ک۔ و۔ ۵۸۴۔ ۱۔

زخمِ بگرنے کھولا ہے لبوں      ظالم پلا جا بخشہ کاپانی  
 مثل سکندر حاصل ہے مجھ کوں      ملک جنوں کی صاحب قرانی  
 تجہ ہجر میں لے شوخِ رعنا      رُخِ زعفرانی، اشکِ رغوانی  
 گر آرزو ہے سیرِ چین کی      آدیکھ دل کے زخمِ نہانی  
 اس سرو قد کے رُخ کے مقابل      ہے ہر حین میں ہر گلِ خزانی  
 کرنے کوں قرباں تیر قدم پر      کرتی ہیں آنکھیں گوہرِ فغانی  
 کھویا ہے غم میں اس سیم تن کے      مجھ رنگِ رخ نے سونے کی بانی

آئے شمعِ رو دیکھ سوزِ دسراج آج

اب وقت ہے یہ کہہ سربانی

۱۲۲

تیری آنکھوں میں کیا بلائے ہے      ہوش کھونے کوں نشہ مے ہے  
 زاو بن راہِ غم کوں طے کرنا      حق میں عاشق کے روزہ طے ہے

۳۲۴

لے تک - ۱ - ۳۹۱ - ۲ کھو - ۱ - ۳۹۱ - ۳ پایا - ۱ - ۳۹۱ - ۴ در دسراج اب گذرا ہے

حدسوں - ۱ - ۳۹۱ - ۱

یار سیں کربے فرصتِ خلوت دل مرا ہو قریب در پے ہے  
 عشق کا نام گرچہ ہے مشہور میں تعجب میں ہوں کیا ہے  
 مجھ کوں ہراتِ بزمِ غم میں دلہراج  
 آہ پر سوزِ نغمہ نئے ہے

۱۲۳

۳۲۳۶

مسکرا کر عاشقوں پر مہربانی کیجئے  
 عشق نے از بس یا ہے زرد رنگی کا دل  
 مے کش غم کوں شب ہننا ہو موسفید  
 ہجر کی راتوں میں لازم ہے بیازلف یار  
 یار جانی تو زمانے میں نپٹ کم یا ہیں  
 مت ہو اول توں سد ابل ہزارو چو  
 بلبلوں کی پاس خاطر کلفستانی کیجئے  
 ارغوانی آنسوؤں کوں نہ عمرانی کیجئے  
 موسمِ پیری میں سامانِ جوانی کیجئے  
 نیند تو جاتی رہی ہے قصہ خوانی کیجئے  
 کیجئے دشمن اگر اپنا تو جانی کیجئے  
 ایک باقی بوجھے باقی کو فانی کیجئے  
 سب سمندر متفق ہو مجھ کوں کتنے ہیں دلہراج  
 شعلہ رو کے وصف میں آتشِ زبانی کیجئے

لے جب میں ماتا ہوں پوئے کہ چہ میں ۳۹۱۔ لے دوست کے باجِ بزمِ غم میں سراج۔ ۳۹۱۔ لے تارک کے بیانی کے



۱۲۳

تیرے بیخ آفت کون جیانت جاو دانی نہ  
 جو اس چشمے سنی پانی سیاہ و ختمہ ثانی ہے  
 جو بے بو ہو گئی کب نہ تیری گلی گلی  
 کہ تو تھی کون جواب "ربانی" "گن گانی" ہے  
 یہی ہے عشقِ حقیق میں زخموں کے ایضاً  
 تیری شمشیر ابرو میں کہاں کاشور پانی ہے  
 تو سنا یہ پہلو میں بسن جو ہے  
 نہ بوجھو اسے صدم یہ آہ پیر آسمانی ہے  
 روپہ بنگلہ میں ہے مجھ سےیں مگر اول لیکن  
 اس طرح میں یاد کروں چہاں آگاہ بہر بالی ہے

۱۲۵

محبوب ن باغ میں بر وقت لنگھتا جاوے  
 خارست جگر گل میں کھٹکتا جاوے  
 دل سے روئی کس سے ہنسنے کو عشق  
 تند ہو گردگی مانست کھٹکتا جاوے  
 تو وقت میں عشق ہے مقابل ہوا  
 دیکھ کر شوخ کی شوخی کھٹکتا جاوے  
 بیت ہے وہ صبح سے وہ احوال دیرا  
 پیتر فوری میں ہر ایک سر کھٹکتا جاوے

۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔

مشعل جلوہ معشوق جو درکار دلبرج  
دل کہاں زلف کی لگیوں میں پھٹکتا ہے

۱۲۶

۳۲۶۳، محب یہ چہرہ دل پر جمال وحشت ہے کہ جس پر داغِ محبت میں خالِ وحشت ہے  
ہوا ہوں وحشت جنوں میں سوار تو سنِ غم رکابِ حلقہ چشمِ غزالِ وحشت ہے  
کہاں ہے آج مرا شوخِ من ہرنِ یارب کہ جس بغیر مرے پر کمالِ وحشت ہے  
ہوا ہے جب میں مقابلِ جو چشمِ خونی کے چینِ آئینہ پر رنگِ آلِ وحشت ہے  
تہ تاب وصل نہ صبرِ سراق ہے شبِ روز  
عیانِ دلبرج کی سوز میں حالِ وحشت ہے

۱۲۷

۳۲۶۹ ہر ادا بر چھی کی گویا ہول ہے دل مرا جس ہول کا مقبول ہے  
خار ہے اس کی نظر میں برگِ گل جس کلیجے میں برہ کی سول ہے ؟  
جس نے اپنا جی کیا جاناں کوں نذر و وجناں عشق میں مقبول ہے

وقت افغان بھیجیوں کر ہے      پنجر چشم صنم کجول ہے  
 بیٹے پر انوں ماہی ہے لڑا      یہ دل صد فاک جس کا پھول ہے  
 منہ - منجہ بیڑے زہین کی کف      مشک جس اس قدم کی لہو ہے  
 ماں مقول نہیں مثل مسلح  
 من میں ہر کوئی تابع مقول

۱۲۸

ماں کو پید سے نہ زور نہ پوچھتا      بہاگل میں سر بل بشیر مئے پرستان  
 کتے پستان سے پستان سے پستان      کہ دور جام ملیدر زیر مئے پرستان  
 پستان سے پستان سے پستان سے پستان      مگر و گس محمود پیر مئے پرستان  
 پستان سے پستان سے پستان سے پستان      گھوٹے شیشہ مئے و گیر مئے پرستان

میاں ہونا ہے تک بارو میناے لہر پتہ

مسلح آئینہ روشن ضمیر مئے پرستان

۱۲۹

ماں کو ہنسی میں ہنسی نہیں ہی      شہر و حیا و مہر و شفقت نہیں ہی

ظاہر میں کیا رفیق کہاتے ہیں آپس  
 لیکن انوکھے دل میں محبت نہیں رہی  
 ملنے میں راستی میں جو کوئی کج نظر  
 خوبوں میں پاک بازی کج تر نہیں رہی  
 ہر خار بواہر میں کی کسے صحبت اختیار  
 تو حسن گزروں میں لطافت نہیں رہی  
 نالایقوں میں عمر کوں کر ناعبت تلف  
 ہم صحبتی کی ان میں سعادت نہیں رہی  
 بھولتے ہیں ہر صنم کے کشتے پہ پتوں  
 ان زاہدوں میں کس کرامت نہیں رہی  
 سفلمے ہو عزیز، عزیز اب ہوئے خراب  
 بے جوہروں میں قدر سزاقت نہیں رہی  
 مت ہو بہار گلشن دنیا کا عندلیب  
 اس پھول میں بکور فاقہ نہیں رہی  
 اب ذات حق بغیر نہ رکھ دوستی ہر آج  
 عالم میں آشنائی و الفت نہیں رہی

۱۳۰

۳۲۹۰

دو ماہ اگر مہر میں آوے تو بجا ہے  
 بیتاب ہوں دیدار دکھاؤ تو بجا ہے  
 قہر کوں نظر آتا ہے ہر ایک دم دم آخر  
 کوئی منزوہ دیدار سناوے تو بجا ہے

۱۔ ۳۹۱۔ ۲۔ کھوتے ہیں۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔ حق کے بھروسے۔ ۳۹۱۔ ۱۔ ۲۔

ہم۔ ک۔

تجربہ بھر میں بھول مری آنکھ میں بھولا  
گر سیر گلستاں نہ سہاؤ تو بجا ہے  
ظاہر ہے مرزنگ سنی شوق کی تصویر  
صورت میں معانی مرے پاؤ تو بجا ہے  
وہ بھول مرا آج کہ بھر بھول پڑا ہے  
دل بھول کہ بھولوں سماؤ تو بجا ہے  
جو حرف محبت کوں کیا نوکِ باں یا  
عالم کے خیالات بھلاوے تو بجا ہے  
بھرتے ہیں مردل میں برہ آگ کے شعلے  
ووجان لاسراج آگ بھھاؤ تو بجا ہے

۱۳۱

لب نشہ وصال ہوں کہتا ہے مجھے  
آب حیات چشمہ بے آب ہے مجھے  
راحت ہے مجھ کو کئی دو بیابانی سیر میں  
ہر برگ سبز لیتر سنجاب ہے مجھے  
از لبس کہ بے قرار ہے آتش میں عشق کی  
لنخت جگر نمونہ سیاب ہے مجھے  
اس سبز خط کے غم میں ہوا ہوتا تمام  
ہر اشک سُرخ دانہ غماب ہے مجھے  
پتلی کی جانماز پر اب فرض ہوئی نماز  
ابروئے قبلہ رو غم محراب ہے مجھے

۳۲۹۷

۱۔ کاں۔ ۲۹۱۔ ۲۔ ہوں تجھ غم کی آگ میں۔ ۳۹۱۔ ۳۔ میں اس شعر کا دوسرا مصرعہ بعد کے

شعر کا دوسرا مصرعہ ہے اور اس شعر کا دوسرا مصرعہ یہاں۔ ۴۔ ہر میں از لبس۔ ۲۹۱۔ ۵۔

